دنیا کے ایام میں سب سے افضل ترین دن عشرہ ذی الحجّہ کے ہیں (الحدیث)

أفضلُ أيّامِ الدُّنيا

حج بیت اللہ، قربانی اور عشرہ ذی الحجّہ کے

فضائل، احکام اور اعمال

مولانا محمد مسعود ازہر



کتاب .... أفضلُ أیامِ الدُّنیا

مصنف .... مولانا محمد مسعود ازہر حفظہُ اللہ تعالیٰ

اشاعت ① .... ذیقعد ۱۴۳۸ھ

تعداد ۱۰۰۰۰

صفحات ۱۷۶

قیمت .... ۸۰ روپے نٹ

ہماری مطبوعات ملنے کے پتے

مکتبہ حسن اویس آرکیڈ گراؤنڈ فلور دکان نمبر 17 بلمقابل سوبھراج ہسپتال نزد اردو بازار کراچی 0300-2249928

مکتبۃ الایمان دکان نمبر ۱۳۱، ندیم ٹریڈ سینٹر، محلّہ جنگی، عقب قصہ خوانی بازار پشاور 0321-9013592

مکتبہ عثمان، ایس اے-46، بلاک 5 ایڈمنسٹریشن ایمپلائیز سوسائٹی کراچی 021-34311896

مکتبہ ابن مسعودؓ، مدرسہ عبداللہ بن مسعودؓ، چشمہ جات نزد کمپنی باغ کوہاٹ 0321-5782621

مکتبہ عثمان وعلی، نزد بندھن شادی ہال، کوثر کالونی بہاولپور 0321-6837145

مکتبہ مقصودؒ، اعظم مارکیٹ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی 0323-5019010

ادارہ اشاعت الخیر، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان، فون 061-4514929

مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ 081-2662263

مکتبہ شہداء مظفر آباد 0312-9915065



ناشر

اسٹاکسٹ مکتبۃ ابن مبارک حق سٹریٹ اردو بازار۔ لاہور

موبائل: 0321-4066827

فہرست

باب اوّل عشرہ ذوالحجہ

باب دوم حج و عمرہ

باب سوم — قربانی



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف



تعارف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِینَ ۝ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ ۝ مَالِكِ یَوۡمِ الدِّینِ ۝

إِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِیَّاكَ نَسۡتَعِینُ ۝ اهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیمَ ۝ صِرَاطَ

الَّذِینَ أَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ ، غَیۡرِ الۡمَغۡضُوبِ عَلَیۡهِمۡ وَلَا الضَّالِّینَ ۝

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰى إِبۡرَاهِیمَ وَعَلٰى

آلِ إِبۡرَاهِیمَ إِنَّكَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ، اَللّٰھُمَّ بَارِكۡ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكۡتَ عَلٰى إِبۡرَاهِیمَ وَعَلٰى آلِ إِبۡرَاهِیمَ إِنَّكَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ...... اس کتاب کا نام ’’اَفۡضَلُ اَیَامِ الدُّنیَا‘‘ ہے، یعنی دنیا کے افضل ترین ایام ...... ایک بندہ مؤمن کے لئے اس کی دنیوی زندگی کے ...... افضل ترین اور بہترین ایام ...... کیونکہ ان ایام میں کیا جانے والا ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک ...... باقی دنوں کے اعمال سے زیادہ محبوب ہے ...... پس ایک مؤمن کیلئے یہ ’’دس دن‘‘ ...... جنہیں ’’عشرہ ذی الحجہ‘‘ کہا جاتا ہے ...... بے حد خوشی اور بے حد سعادت کے دن ہیں ...... کیونکہ وہ ان دنوں میں اپنے اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا زیادہ اور خصوصی ’’قرب‘‘ پاتا ہے ...... اور ان دنوں میں اس کے اعمال کی قدر و قیمت اتنی زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ ...... نفل اعمال کی قیمت فرض اعمال سے زیادہ ہو جاتی ہے ...... پھر اندازہ لگا لیں کہ فرض کی قیمت کس قدر بڑھ جاتی ہو گی ......

۞...... کتاب کا نام تبرکاً ایک حدیث شریف سے لیا گیا ہے...... اس حدیث مبارکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کو "اَفْضَلُ اَیامِ الدُّنیَا" ارشاد فرمایا ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ مبارکہ میں عجیب وغریب کشش، تاثیر اور حکمت ہوتی ہے...... بندہ نے جب سے یہ مبارک الفاظ "اَفْضَلُ اَیامِ الدُّنیَا" شعور اور توجہ کے ساتھ پڑھے ہیں...... اسی دن سے دل میں ان مبارک ایام کی قدر ومنزلت راسخ ہوگئی ہے...... اور اس کے بعد سے اب تک مسلمانوں کو ان مبارک ایام کی فضیلت اور اہمیت کی طرف متوجہ کرتا رہتا ہوں...... اب جبکہ اس موضوع پر ایک مختصر کتاب تیار ہو چکی ہے تو دل سے یہی آواز آئی کہ اس کتاب کا نام "اَفْضَلُ اَیامِ الدُّنیَا" رکھا جائے...... اُمید ہے کہ کتاب کا یہ نام ہی مسلمانوں کو...... پورا مسئلہ سمجھا دے گا...... اور غفلت کے پردے ہٹا دے گا، ان شاء اللہ......

۞...... ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کی فضیلت قرآن مجید میں بھی مذکور ہے...... اور اس موضوع پر کئی مبارک احادیث صحیحہ بھی موجود ہیں...... مگر اس کے باوجود ہمارے ہاں ان مبارک ایام کے بارے میں کوئی سرگرم اور پر جوش ماحول نہیں پایا جاتا...... اس اجتماعی محرومی کی کئی وجوہات ہیں...... ہمارے ہاں ان ایام میں زیادہ سے زیادہ حج اور قربانی کو کچھ بیان کیا جاتا ہے...... اور کچھ پرانے لوگ عرفہ کا روزہ بھی رکھ لیتے ہیں...... اور بس...... حج بھی بڑا فریضہ ہے اور قربانی بھی ہم پر واجب ہے...... مگر یہ دس دن ہمارے لئے تمام نیک اعمال کا مہنگا ترین موسم ہوتے ہیں...... ان ایام کی تسبیح، تہلیل، تکبیر اور ذکر کا بڑا مقام ہے...... ان ایام کے صدقے کی بہت قیمت ہے...... ان ایام کی عبادات بہت وزنی ہیں...... ان ایام کے دن بہت اہم اور راتیں بے حد قیمتی ہیں...... یہ ہمارے لئے اپنا آخرت کا سرمایہ اور خزانہ بڑھانے کا خاص سیزن ہے...... مگر چونکہ منبر ومحراب سے ان ایام کی فضیلت اور اہمیت پر...... زیادہ تاکیدی صدا بلند نہیں ہوتی تو...... اکثر مسلمان ان ایام کو عام طریقے سے گزار

دیتے ہیں ...... بلکہ بعض تو شیطانی چال کا شکار ہو کر ان ایام کو چھٹی، غفلت اور گناہ میں ضائع کر دیتے ہیں ...... الحمدللہ ہماری جماعت ...... جہاد فی سبیل اللہ کی بنیادی دعوت کے ساتھ، ساتھ پورے دین کی دعوت کو اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے ...... چنانچہ جماعت کی برکت سے ''عشرہ ذی الحجہ'' کی طرف بھی توجہ ہوئی اور کئی سال سے ان مبارک ایام کی فضیلت اور اہمیت کو مضامین اور مکتوبات کے ذریعہ ...... لاکھوں مسلمانوں تک پہنچایا جا رہا ہے ...... جماعت کی دیگر مہمات کی طرح اللہ تعالیٰ نے اس دعوت کو بھی الحمدللہ ثم الحمدللہ قبولیت عطاء فرمائی ...... اور اب الحمدللہ لاکھوں مسلمان ان مبارک ایام کو پاتے اور کماتے ہیں ...... ہزاروں مسلمان یکم ذی الحجہ سے لیکر ۹ ذی الحجہ تک روزے رکھتے ہیں ...... تسبیح، تہلیل اور تکبیر کا بھی ماحول بنتا ہے ...... قربانی کا شوق بھی الحمدللہ پہلے سے بڑھا ہے ...... اب کئی مسلمان ...... خوب دل کھول کر قربانی کرتے ہیں ...... اور فرض کے ساتھ نفل قربانی کا ذوق بھی الحمدللہ بڑھ رہا ہے ...... اور جب سے حج بیت اللہ کی طرف دعوت کا سلسلہ شروع ہوا ہے تو اس کا بھی الحمدللہ صالح اثر ہر طرف جوش مارتا نظر آ رہا ہے ...... یہ باتیں عرض کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ...... جماعت کی دعوت سے پہلے تمام مسلمان عشرہ ذی الحجہ، قربانی اور حج سے غافل تھے ...... نہیں، الحمدللہ ایسا ہرگز نہیں ...... یہ زندہ امت ہے ...... عرض کرنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ ...... جماعت کی دعوت کے بعد ماحول میں الحمدللہ زیادہ بہتری ...... اور اعمال میں زیادہ ترقی آئی ہے ...... اور اسی پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں ......

﴿وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ﴾

آج آپ کو دنیا بھر میں ایسے لاکھوں، ہزاروں مسلمان ملیں گے جن کو ''عشرہ ذی الحجہ'' کی اہمیت اور دولت ...... جماعتی دعوت کے ذریعہ نصیب ہوئی ...... والحمدللہ رب العالمین۔

۞ ...... ہمارے پاس ''تحفۂ ذی الحجہ'' کے نام سے ایک کتابچہ پہلے سے موجود تھا ...... پھر

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت اور اہمیت پر جو رنگ و نور اور مکتوبات لکھے گئے تھے ان کو بھی کتاب میں شامل کرلیا گیا...... اسی طرح حج بیت اللہ اور قربانی کے موضوع پر لکھے گئے مضامین اور مکتوبات بھی اس میں جمع کردیئے گئے ...... مزید ان تمام موضوعات پر ''احادیث مبارکہ'' بھی جمع کرلی گئیں...... اور اسطرح سے یہ کتاب ''اَفْضَلُ آیامِ الدُّنیَا'' تیار ہوگئی ...... امید ہے کہ یکجا جمع ہونے والا یہ دینی مواد...... خطباء کرام، ائمہ مساجد کے بھی کام آئے گا کہ...... وہ آسانی سے اس کے ذریعہ اس موضوع پر دعوت چلاسکیں گے...... کئی سال پہلے ایک بزرگ عالم دین سے ملاقات ہوئی ...... اور بہت سی باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی آئی کہ...... دعوتِ جہاد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص سنت ہے...... وہ فرمانے لگے کہ اب مطالعہ کا وقت نہیں ملتا، مشغولیات زیادہ ہیں ...... اگر مجھے جہاد کا مواد یکجا مل جائے تو ضرور اپنے مریدین کو اپنے خطبات و بیانات میں یہ دعوت دیا کروں گا...... بندہ نے انہیں ''فضائل جہاد'' کے بارے میں بتایا کہ چھپ چکی ہے...... وہ خوش ہوئے اور فرمائش کی...... چنانچہ ملاقات کے بعد ان کو فضائل جہاد اور دیگر کتب بھجوادی گئیں ...... اللہ تعالیٰ ''اَفْضَلُ آیامِ الدُّنیَا'' کتاب کو بھی اپنے دربار میں قبولیت عطاء فرمائے ......

۞ ...... اس کتاب کا اصل مقصد چونکہ مسلمانوں کو...... عشرہ ذی الحجہ اور اس کے اعمال کی طرف متوجہ کرنا ہے...... اس لئے بعض باتوں کو بار، بار عرض کیا گیا ہے تاکہ وہ دل میں اتر جائیں ...... اور زندگی کا ''رنگ'' بن جائیں ...... یہ ایک ایسی دعوت عمل ہے جس میں ہر مسلمان کے لئے فائدہ ہی فائدہ ہے...... جبکہ نقصان کوئی نہیں ...... اس لئے آپ سب سے گزارش ہے کہ اس کتاب کو اول تا آخر...... غور، فکر اور محبت کے ساتھ پڑھیں ...... اس پر عمل کریں ...... دوسرے مسلمانوں تک زیادہ سے زیادہ یہ کتاب پہنچائیں...... حجاج کرام کے لئے بھی اس کتاب میں بہت کچھ فائدہ مند ہے...... ان تک بھی یہ کتاب پہنچائیں...... یا کتاب کے حجاج سے متعلق خاص صفحات

کاپی کرا کے ان میں تقسیم کریں ...... اور اگر آپ کو اس کتاب سے کوئی فائدہ پہنچے تو بندہ، اس کے والدین، اہل وعیال اور اقارب و متعلقین کے لئے بھی دعاء کا احسان فرما دیں ......

اس کتاب کی تیاری پر اول و آخر اللہ تعالیٰ کا شکر ...... الحمد للہ رب العالمین ......

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔

اور ان مخلص رفقاء گرامیٔ قدر کا دل سے شکریہ جنہوں نے کتاب کی تیاری میں تعاون کیا ...... اللہ تعالیٰ ہی اجر دینے والے ہیں ...... اور وہی ان کے نام جانتے ہیں۔

محمد مسعود ازہر

٢٣ شوال ١٤٣٨ھ بمطابق 17 جولائی 2017ء

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا





بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِبتدائیہ



بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مہینوں کی تعداد

اللہ تعالیٰ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی گنتی اللہ کی کتاب میں بارہ مہینے ہیں جس دن اس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔'' (التوبہ:۳۶)

مہینوں کے نام:

اسلامی احکامات میں جو بارہ مہینے معتبر ہیں اور لوح محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں ان کے نام یہ ہیں:

محرم......صفر......ربیع الاوّل......ربیع الثانی...... جمادی الاولیٰ...... جمادی الاخرہ......

رجب......شعبان......رمضان......شوال......ذوالقعدہ......ذوالحجہ......

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وانہ سبحانہ وضع ھذہ الشھور و سماھا بأسمائھا۔

''اللہ تعالیٰ نے ان مہینوں کو مقرر فرمایا اور ان کے نام رکھے۔''

(قرطبی۔ص ۱۲۲، ج ۸)

حرمت والے چار مہینے:

ان بارہ مہینوں میں چار مہینے خصوصی ادب اور حرمت والے ہیں جیسا کہ اسی آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مِنۡهَآ اَرۡبَعَةٌ حُرُمٌ﴾

''اور ان میں سے چار مہینے ادب کے ہیں۔''

(التوبہ:۳۶)

یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔

ان چار مہینوں کی خصوصی حرمت کا تقاضا یہ ہے کہ ان میں ظلم اور گناہ سے بچنے کا زیادہ اہتمام کیا جائے۔ پہلے ان مہینوں میں قتال بھی حرام تھا مگر پھر اس کی حرمت باقی نہیں رہی۔ البتہ ان مہینوں کا خاص مقام اور حرمت باقی ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''بلکہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اصل ملت ابراہیمی میں یہ چار ماہ ''اَشۡهُرِ حُرُمٌ'' قرار دیئے گئے تھے......یعنی آج سے نہیں جب سے آسمان و زمین پیدا کئے خدا کے نزدیک بہت سے احکام شرعیہ جاری کرنے کے لئے سال کے بارہ مہینے رکھے گئے ہیں۔ جن میں سے چار اشہر حرم (ادب کے مہینے) ہیں جن میں گناہ و ظلم سے بچنے کا اور زیادہ اہتمام کرنا چاہئے۔ یہ ہی سیدھا دین (ابراہیم علیہ السلام) کا ہے......مگر اب ان مہینوں میں قتال فی سبیل اللہ حرام نہیں ہے۔''

چنانچہ اگلے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

''حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس آیت سے نکلتا ہے کہ کافروں سے لڑنا ہمیشہ روا (جائز) ہے (چنانچہ غزوہ تبوک جس کا آگے ذکر آتا ہے رجب میں ہوا) اور آپس میں ظلم کرنا ہمیشہ گناہ ہے۔ ان مہینوں میں زیادہ۔ اکثر علماء کی یہی رائے ہے۔ لیکن بہتر ہے کہ اگر

کوئی کافران مہینوں کا ادب کرے تو ہم بھی اس سے لڑائی کی ابتداء نہ کریں۔"

(تفسیر عثمانی۔ص ۲۵۵)

اس مختصر سی تحقیق سے معلوم ہوا کہ اسلامی قمری مہینوں کا آخری مہینہ ذوالحجہ......حرمت والے چار مہینوں میں سے ایک ہے۔

دس احکام:

قرآن وسنت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے اس مہینے میں دس خصوصی احکام ہیں۔

وہ دس احکام یہ ہیں:

(۱)......حج بیت اللہ......جو صرف اس مہینے میں ادا کیا جاتا ہے۔

(۲)......قربانی......صاحب استطاعت مسلمانوں پر واجب ہے اور اسے صرف اس مہینے کے تین دنوں میں ادا کیا جاسکتا ہے۔

(۳)......عید الاضحیٰ......قربانی، نماز، خوشی اور اللہ پاک کی طرف سے اپنے بندوں کی دعوت کا دن اسی مہینے میں ہے۔

(۴)......تکبیرات تشریق......اس مہینے کے پانچ دنوں میں ہر فرض نماز کے بعد تکبیر واجب ہے۔

(۵)......عشرہ ذی الحجہ کے روزے......یعنی اس مہینے کے پہلے نو دنوں میں روزے رکھنے کا خصوصی اجر ہے۔

(۶)......یوم عرفہ کا روزہ......اس مہینے کی نو تاریخ جو "یوم عرفہ" کہلاتی ہے اس کے روزے کا خاص اجر ہے۔

(۷)......چار ایام میں روزہ کی حرمت......یعنی اللہ تعالیٰ نے پورے سال میں جن پانچ دنوں کا روزہ حرام قرار دیا ہے ان میں سے چار دن دس، گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ اس

مہینے میں ہیں۔

(۸) ......لَیَالِیِ عَشَرَ کی فضیلت......یعنی اس مہینے کے پہلے دس دنوں اور دس راتوں کی خاص فضیلت ہے، کہ ان میں کی جانے والی ہر عبادت اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت محبوب اور قیمتی ہے۔

(۹) ......بال اور ناخن نہ کٹوانا......یعنی جن افراد نے قربانی کرنی ہو ان کے لئے مسنون ہے کہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی ذبح ہونے تک اپنے بال اور ناخن نہ تراشیں۔

(۱۰) ......معاصی (گناہوں) سے بچنے کا خاص اہتمام۔

چونکہ یہ مہینہ حرمت والا مہینہ ہے اس لئے اس میں ظلم اور گناہ سے بچنے کا خاص اہتمام کیا جائے۔

آیئے! اب ان احکام کی تفصیل اور فضائل پڑھتے ہیں۔ اور چونکہ ان احکام میں حج، اور قربانی، یہ دو حکم زیادہ اہم ہیں اس لئے ان میں سے ہر ایک کے لئے مستقل باب قائم کیا گیا ہے، اس طرح یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اول ......عشرہ ذوالحجہ

اس باب میں حج اور قربانی کے سوا باقی آٹھ احکام کی تفصیل ہے۔

باب دوم ......حج

اس باب میں حج کے فضائل، احکام اور ترغیبات ذکر کی گئی ہیں۔

باب سوم ......قربانی

اس باب میں قربانی کے فضائل و احکام بیان کئے گئے ہیں۔





بسم اللہ الرحمن الرحیم






عشرہ ذی الحجہ

(تعارف، فضائل، مناقب، احکام، اسرار، نصاب
اور اس عشرہ کو پانے کی ترغیبات)



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عشرہ ذوالحجہ

اَفۡضَلُ أَیَّامِ الدُّنیا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"دنیا کے ایام میں سب سے افضل ترین ایام عشرہ ذوالحجہ کے ہیں۔"

کہا گیا:

"کیا جہاد فی سبیل اللہ (میں گزرے دن بھی) ان دنوں جیسے نہیں؟"

فرمایا:

"(ہاں!) جہاد میں (گزرے ہوئے دن بھی) ان دنوں کے برابر نہیں سوائے اس شخص کے (دنوں کے) جس نے اپنا چہرہ مٹی میں لت پت کر دیا۔" (یعنی وہ شہید ہو گیا)۔

(مجمع الزوائد/ کتاب الاضاحی، باب فی عشر ذی الحجۃ/ رقم الحدیث: ۵۹۳۳/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

محبوب ترین دن:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"(دنوں میں سے) کوئی دن ایسے نہیں جن میں کیا جانے والا نیک عمل اللہ تعالیٰ کو عشرہ ذوالحجہ کے دنوں کے اعمال سے زیادہ محبوب ہو۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

''یارسول اللہ! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، ہاں! مگر وہ شخص جو اپنی جان اور مال لے کر (جہاد میں) نکلا، پھر ان میں سے کچھ بھی بچا کر نہیں لوٹا، (یعنی شہید ہو گیا)۔''

(بخاری، مشکوۃ المصابیح۔ باب فی الأضحیہ، الفصل الأول۔ ص ۱۲۸۔ ط، قدیمی کراتشی)

چاند پر نظر رکھیں:

ذو الحجہ کی پہلی دس راتیں بہت مبارک ہیں ...... اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان راتوں کی قسم کھائی ہے ...... ان راتوں میں کچھ نہ کچھ عبادت کا اہتمام کرنا چاہئے ...... اسی طرح ذو الحجہ کے پہلے نو دنوں میں نفل روزے کی بھی کافی فضیلت آئی ہے ...... اور نو ذی الحجہ کا روزہ تو بہت قیمتی ہے ...... اسی طرح ایک سنت یہ بھی ہے کہ جب ذو الحجہ کا چاند نظر آجائے تو وہ لوگ اپنے بال اور ناخن وغیرہ نہ تراشیں جنہوں نے قربانی کرنی ہو ...... اسی طرح نو ذی الحجہ کی فجر کی نماز کے بعد سے لے کر تیرہ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ...... ہر فرض نماز کے بعد تکبیر تشریق کا پڑھنا بھی واجب ہے ...... الغرض ذو الحجہ کا چاند اپنے ساتھ نیکیوں اور لذتوں کا ایک پورا پیکج لے کر آتا ہے اس لیے پورے اہتمام سے چاند پر نظر رکھیں ...... اور جس رات چاند نکلنے کا اعلان ہو جائے اسی رات سے اعمال شروع کر دیں ...... ویسے بھی ہر اسلامی ہجری مہینے کے چاند پر نظر رکھا کریں تاکہ ...... چاند کی پہلی رات ان مسنون دعاؤں کا لطف اٹھا سکیں ...... جن کی چاند دیکھنے پر پڑھنے کی ترغیب آئی ہے ......

پیشگی تیاری کرلیں:

بھائیو! اور بہنو! عشرہ ذی الحجہ...... کے آنے سے پہلے ہی تیاری اور عزم کرلیا کریں...... کہ ہم نے اس عشرہ کو کس طرح سے کمانا ہے، کس طرح سے بنانا ہے اور کس کس طرح سے پانا ہے...... اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگیں، جسم کو روزے اور عبادت کی مشقت کے لئے تیار کرلیں ...... جیب کا منہ کھولیں...... جہاد میں مال اور جان لگائیں...... قربانی کھلے دل سے کریں...... اور یہ مبارک عشرہ اپنی آخرت کے لئے ذخیرہ کرنے کی ترتیب بنالیں......

عشرہ ذوالحجہ کا استقبال:

آخری اسلامی مہینے ذی الحجہ کا استقبال مسجد میں کریں۔ یعنی غروب آفتاب سے کچھ پہلے مسجد جا پہنچیں اور ڈوب جائیں اپنے محبوب مالک سے مناجات میں، ذکر اور تلاوت میں۔ جن پر قربانی واجب ہو وہ ذوالحجہ شروع ہونے سے پہلے ناخن اور مکروہات کا صفایا کردیں۔ بھائیو! ذوالحجہ کے پہلے دس دن اور راتیں بڑی قیمتی ہیں، ہو سکے تو ان دنوں میں روزوں کا اہتمام کریں اور گناہوں کو طلاق دے دیں۔ جن پر قربانی واجب نہیں وہ غم نہ کریں۔ فقیروں کا فقر انکی قربانی ہے اور مسکین سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت فرماتے ہیں۔ مبارک ہو خوش دلی سے صبر کرنے والے فقراء کرام کو! فقراء کی زکوٰۃ، صدقہ اور قربانی محبت کے یہ کلمات ہیں۔

''سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ''

دو کام کرلیں:

ذوالحجہ کا چاند نکلتے ہی اعمال کی قیمت آسمانوں تک پہنچ جاتی ہے...... روزے قیمتی، نمازیں

قیمتی اور قربانی تو سب سے بڑھ کر قیمتی ...... ہمیں چاہئے کہ ہم اس موسم اور سیزن کی قدر کریں اور اپنی آخرت کے لیے بہت کچھ کما لیں ...... اس کے لیے میں اور آپ دو کام کر لیں ......

① ...... مکمل اخلاص اور اہتمام کے ساتھ دو رکعت صلوٰۃ الحاجۃ ادا کر کے دعاء کریں کہ یا اللہ! ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں اور راتوں میں آپ نے جو برکتیں اور رحمتیں رکھی ہیں وہ مجھے نصیب فرما دیجئے ...... پوری امت مسلمہ کو نصیب فرما دیجئے ...... اور ان دنوں اور راتوں میں مجھے زیادہ سے زیادہ مقبول اور نیک اعمال کی توفیق عطاء فرما دیجئے ......

② ...... عشرہ ذوالحجہ کے فضائل و احکام کا خوب توجہ سے مطالعہ کر لیں۔

تکبیر، راہ عمل، شوق، جذبہ، نظریہ

اللہ تعالیٰ کو ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کے اعمال بہت زیادہ پسند ہیں ......

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

ما من ایام العمل الصالح فیھن احب الی اللہ من ھذہ الایام العشرۃ۔

(صحیح بخاری)

یعنی اللہ تعالیٰ کو عمل صالح جتنا ان دس دنوں میں محبوب ہے اتنا کسی دوسرے دن میں نہیں ...... اللہ اکبر کبیرا ...... خوش نصیب ہیں وہ مجاہد جو ان دس دنوں میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کا فرض ادا کر رہے ہیں ......

دراصل ذوالحجہ کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی تکبیر یعنی بڑائی بلند کرنے کا مہینہ ہے خوب زیادہ تکبیر، خوب زیادہ اللہ اکبر ...... ان دنوں تو ہمیں چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ’’تکبیر‘‘ بلند کرنی چاہئے ......

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

زبان سے بھی اللہ اکبر ...... اور دل سے بھی اللہ اکبر ...... سب سے زیادہ خوش نصیب تو فدائی مجاہدین ہیں جو کفار و مشرکین کے خلاف برسر پیکار ہیں ...... اور وہ بھی خوش

نصیب ہیں جو ان مجاہدین کی خدمت اور ترتیب میں صبح شام مشغول ہیں ...... کیونکہ جہاد ایک اجتماعی فریضہ ہے اور اجتماعی کام میں اگر روٹیاں پکانے والا بھی غائب ہو جائے تو نظام درہم برہم ہونے لگتا ہے...... اس لئے سب کو خوشخبری ہے کہ سب اجر کے مستحق ہیں ...... ان شاء اللہ...... اور جو حج کرنے پہنچ گئے اور جو جانے والے ہیں انہوں نے بھی بہت کچھ کما لیا اور عشق کا رستہ پا لیا......

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

اور پیچھے رہ جانے والے حاجیوں کے لئے دعاء کریں ......اور مجاہدین کے لئے بھی خوب دعاء کریں ...... یوں وہ بھی ان کے عمل کی کچھ خوشبو پالیں گے......اللہ تعالیٰ کی خاص سخاوت کے دن ہیں......

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

ان دنوں میں کعبۃ اللہ پر خصوصی انوارات نازل ہوتے ہیں ...... ان دنوں خون اور جان دینے والوں کی قیمت بڑھا دی جاتی ہے ...... ان دنوں منیٰ، عرفات اور مزدلفہ پر خاص تجلیات نازل ہوتی ہیں ...... ان دنوں بخشش کے عجیب مناظر ہوتے ہیں ...... بندے اپنا سب کچھ پیش کرتے ہیں اور انہیں اپنے رب کی طرف سے سب کچھ مل جاتا ہے ......تھوڑا سا غور کریں ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان تو بہت عرصہ سے چل رہا تھا مگر اس امتحان کی تکمیل کب ہوئی ...... جی ہاں یہی ذوالحجہ کا مہینہ تھا ...... اور اس کی دس تاریخ ......

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

وہ مسلمان جن کے دل زندہ ہیں وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی بیدار ہو جاتے ہیں ...... دن کا روزہ اور رات کو حسب استطاعت عبادت ...... اور نہیں تو گناہوں سے حفاظت ......

کیونکہ یہ حرمت والا مہینہ ہے اس کے دن خوشبودار اور راتیں ایسی معطر کہ اللہ پاک نے قرآن مجید میں ان کی قسم کھالی ہے ...... وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ...... اسلامی سال کا آخری مہینہ ...... حج اور قربانی والا مہینہ ...... وہ مہینہ جس میں اللہ تعالیٰ کو یہ بات زیادہ پسند ہے کہ اس کے بندے اس کی بڑائی اور تکبیر بلند کریں ......

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

خوش نصیب مسلمان جیب میں نوٹ ڈال کر قربانی کے جانور خریدتے پھرتے ہیں ...... دنبے، بکرے، گائے، بھینس اور اونٹ ...... ہر طرف منڈیاں لگی ہوئی ہوتی ہیں ...... مالدار تو کئی کئی خریدتے ہیں جبکہ غریب بھی پوری محبت کے ساتھ بڑی قربانیوں میں حصے ڈالتے ہیں ...... ہر ایک کے دل میں ایک ہی آواز ہے کہ ...... ہمارے رب نے قربانی مانگی ہے تو ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں ......

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

مسلمان عورتیں اپنے خاوندوں کو اپنی چوڑیاں دیکر کہتی ہیں کہ ان کو بیچ کر میری طرف سے قربانی کا انتظام کر دیں ...... ارے زیور؟ ...... جی! رب نے قربانی مانگی ہے اور قربانی ہوتی ہی وہ ہے جس میں کچھ ''قربان'' کیا جائے ...... زیور تو گل سڑ جائے گا ...... جبکہ قربانی کا جانور قیامت کے دن زندہ کر کے لایا جائے گا تب اس کا ایک ایک بال اس مشکل دن کام آئے گا ...... بہنیں اپنے بھائیوں سے کہہ رہی ہیں بھیا! میری قربانی ...... اور بیٹیاں اپنے والدین کے ساتھ سر جوڑ کر قربانی کی ترتیب بنا رہی ہیں ...... یہ ہے اسلام کی شان اور یہ ہے اس اُمت کا حسن ......

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

عشرہ ذوالحجہ......لائحہ عمل

قسمت جگالو......

ذوالحجہ وہ مہینہ ہے جس کے دنوں اور راتوں کا تذکرہ قرآن عظیم الشان میں مہکتا ہے...... ہمیشہ سے، ہمیشہ کے لئے...... برکت ہی برکت، سعادت ہی سعادت......اے اللہ والو! کما لو...... بنا لو، قسمت جگالو۔

نو روزے......

کوشش کریں کہ پورے نو روزے رکھیں......اگر نفس اور پیٹ نہ مانے تو ان ظالموں کو سمجھائیں کہ قبر میں گلنا ہے، قبر میں سب سے پہلے پیٹ پھٹتا ہے......اگر پھر بھی ہمت نہ بنے تو پہلا اور آخری دو روزے رکھ لیں......

بڑی نعمت......

بھائیو! اور بہنو! یہ جو تیسرا کلمہ ہے یہ خزانہ ہے خزانہ، بڑی نعمت، بڑی قوت، بڑی ترقی، بڑا کفارہ، بڑی پرواز اور بڑی برکت......ان ایام میں کم از کم تین سو بار اور ہمت ہو تو ہزار بار......اور اگر چاہت ہو تو تین سو بار دن کو اور تین سو بار رات کو......اور تکبیر کو تو بس ورد زبان بنالیں...... بازاروں میں، راستوں میں، گھروں میں اور مجالس میں......

بے شمار فضائل:

عشرہ ذوالحجہ کے دن اور راتیں...... یہ بہت اونچے دن اور راتیں ہیں......ذوالحجہ کے مہینہ کے دس دن......سبحان اللہ!...... ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر......اور ہر رات کی عبادت لیلۃ القدر جیسی......اور پھر قربانی کا دن......بعض اہل علم فرماتے ہیں...... یہ روئے زمین کا سب سے افضل دن ہے......اپنے رب تعالیٰ کو راضی اور خوش کرنے کا دن......

اور پھر ایام تشریق...... اللہ اکبر کبیرا...... اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی بیان کرنے کے دن...... قرآن مجید جیسی کتاب میں ان دنوں کا بھی تذکرہ ہے اور ان راتوں کا بھی...... فرمایا...... وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ...... اور فرمایا وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ...

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

اعمال کی ترتیب:

ایک طرف ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں...... ان کی مستقل فضیلت...... ان دنوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کو بہت پسند...... پھر ایام تشریق ہیں...... اُن دنوں کے اعمال بھی بہت قیمتی اور پسندیدہ...... کل نصاب تیرہ دن کا ہے...... یکم ذوالحجہ سے لیکر تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک...... ان میں سب سے بڑا دن دس ذی الحجہ کا ہے...... ارشاد فرمایا:

ان اعظم الایام عند اللہ تبارك و تعالیٰ یوم النحر۔ (ابوداؤد)

”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا دن قربانی والا دن ہے۔“

یعنی دس ذی الحجہ کا دن...... ان تمام تیرہ دنوں کے اعمال میں...... سب سے افضل عمل ”حج بیت اللہ“ ہے...... اسلام کا عاشقانہ فریضہ...... پھر بڑا عمل ”قربانی“ ہے...... جن کو اللہ تعالیٰ نے استطاعت عطاء فرمائی...... بہت عمدہ، اعلیٰ اور اچھی قربانی کریں...... قربانی کے پیسے...... کسی بھی بڑے سے بڑے فلاحی کام میں لگادیں...... کچھ ہاتھ نہ آئے گا...... ایک واجب چھوٹے گا...... امت میں رخنہ پڑے گا...... ملت ابراہیمی سے دوری اور محرومی ہوگی...... عقل کو دین پر غالب کرنے کا گناہ ملے گا...... سنت متواترہ کی نافرمانی ہوگی...... اور ایک بُری رسم کا اجراء ہوگا...... اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے...... پورا سال غریبوں کو کھانا کھلائیں...... ثواب ہی ثواب...... برکت ہی برکت...... فقیروں کی روزآنہ مدد کریں...... دن کو بھی رات کو بھی...... ہر طرح کے فلاحی کام کریں...... انسانوں کے لئے بھی جانوروں کے لئے بھی...... بلکہ ہر ذی

روح کے لئے ...... اسلام ترغیب دیتا ہے ...... اسلام کا مزاج ہی فلاحی ہے ...... مگر قربانی کے دن صرف قربانی ...... مزید استطاعت ہو تو الگ مال سے غریبوں اور فقیروں کی خدمت کریں ...... کوئی نہیں روکتا ...... مگر قربانی کے پیسے اِدھر اُدھر لگا کر بدنصیبی کو آواز نہ دیں ...... آج کل کے دانشور، دانش سے محروم ہیں ...... غریبوں اور فقیروں کے نام پر لوگوں کو ''قربانی'' سے کاٹنے والے ...... ایسے صاحب کردار ...... نہیں کہ ان کی باتوں پر دھیان دیا جائے ...... یہ خود مال اور پیسے کے پجاری اور بڑی بڑی حرام جائیدادوں کے مالک ہیں ...... وہ صرف مسلمانوں سے ایک ''نعمت'' چھیننا چاہتے ہیں ...... قربانی کی نعمت ...... بہت رغبت اور دل کی خوشی سے قربانی کریں ...... گھر کے سامان میں سے کچھ بیچنا پڑے تو کوئی حرج نہیں ...... سعادت ہے ...... قربانی تو ہوتی ہی وہی ہے ...... جس میں کچھ ''قربان'' ہو ......

یہ ہوئے دو عمل ...... تیسرا عمل تکبیرات اور روزے ہیں ...... اور چوتھا عمل ...... ان دنوں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال ...... اور ذکر و تہلیل ...... باقی شکر ہے کہ ...... مسلمان ''عید'' کی نماز کا اہتمام کرتے ہیں ...... اللہ کرے اور زیادہ کرتے رہیں ...... اور عید کی طرح روزانہ کی پانچ فرض نمازوں کا بھی اہتمام کرنے والے بن جائیں ......

فکر کی بات ہے:

اللہ تعالیٰ نے ''ذوالحجہ'' کے مہینہ کے پہلے دس دنوں کو خاص فضیلت عطاء فرمائی ہے ...... ''عشرہ ذی الحجہ'' کے فضائل قرآن مجید میں بھی ہیں ...... اور احادیث صحیحہ میں بھی ...... اور فضائل بھی ایسے کہ دل جھوم اُٹھے ...... حتی کہ کئی اہل علم کے نزدیک ذوالحجہ کے پہلے دس دن رمضان المبارک کے آخری دنوں سے بھی افضل ہیں ...... مگر فکر اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اکثر مسلمانوں کو ان فضائل کا علم اور شعور نہیں ہے ...... اکثر کو تو پتا ہی نہیں چلتا کہ ذوالحجہ کا مہینہ کب شروع ہوا ...... اور اس مہینہ میں اعمال کی کیا قیمت ہے؟ ...... چنانچہ وہ زندگی کے یہ قیمتی

ترین دن......جن کو حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''افضل ایام الدنیا'' قرار دیا ہے......ضائع کر دیتے ہیں......دنیا میں انسان کی عمر کے سب سے قیمتی دن......بغیر کچھ کمائے اور بغیر کچھ بنائے گزر جاتے ہیں......یقیناً دُکھ، افسوس اور فکر کی بات ہے......اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

سمجھدار اور عقلمند افراد کا جنون:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ہمارے اَسلاف بہت سمجھدار اور بے حد عقل مند تھے......جی ہاں! آج کل کے سائنسدانوں سے بہت زیادہ ذہین اور بہت زیادہ سمجھدار...... انہوں نے قرآن وسنت میں جب ''عشرہ ذی الحجہ'' کے والہانہ فضائل دیکھے تو بس ان دنوں کو کمانے اور بنانے میں جان توڑ محنت لگا دی...... چونکہ ان دنوں میں ہر عبادت کا اجر وثواب عام دنوں کی عبادت سے بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے...... چنانچہ حضرات اَسلاف نے اپنے اپنے رنگ میں ان اَیام کو پانے کی جستجو کی......چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں:

۞......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ہمارے ہاں یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ کہا جاتا تھا کہ اس عشرہ کا ہر دن...... فضیلت میں ایک ہزار دنوں کے برابر ہے، جبکہ عرفہ (یعنی نو ذی الحجہ) کا دن دس ہزار دنوں کے برابر ہے......

۞......مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ یہ تھا کہ جب عشرہ ذی الحجہ شروع ہوتا تو آپ عبادت میں ایسی سخت محنت فرماتے کہ......معاملہ بس سے باہر ہونے لگتا...... اور آپ فرمایا کرتے تھے......لوگو! ان راتوں میں اپنا چراغ نہ بجھایا کرو......یعنی ساری رات تلاوت وعبادت میں رہا کرو......

۞......حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ......عشرہ ذی الحجہ کا ہر روزہ دو مہینوں کے روزوں کے برابر ہے۔

۞......بعض محدثین کرام کا طرزِ عمل یہ تھا کہ جیسے ہی عشرہ ذی الحجہ شروع ہوتا وہ اپنے اَسباق میں

ضعیف احادیث بیان کرنا بالکل بند کر دیتے...... حالانکہ ان احادیث کے ساتھ یہ بتایا جاتا تھا کہ یہ ضعیف ہیں...... مگر ان ایام کے تقدس کا ایسا احترام کہ ضعیف حدیث زبان پر نہ لاتے......

۞ ...... بعض اَسلاف کا ان ایام میں عبادت کا یہ رنگ تھا کہ تعلیم و تدریس تک چھوڑ دیتے کہ اس میں کچھ نہ کچھ قیل و قال ہوجاتی ہے...... بس خود کو ذکر و عبادت کے لئے وقف کر دیتے......

۞ ...... بعض اَسلاف ان ایام میں حاجیوں کی طرح احرام کی چادریں اوڑھ لیتے اور صبح شام تکبیرات بلند کرتے رہتے......

۞ ...... اِبن عساکر رحمۃ اللہ علیہ جو مشہور محدث، مؤرخ اور بزرگ گزرے ہیں وہ رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے...... اور پھر عشرہ ذی الحجہ بھی پورا اعتکاف میں گزارتے......

۞ ...... حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی کا معمول ان ایام میں یہ تھا...... یا تو جہاد پر ہوتے یا حج پر تشریف لے جاتے......

اور ان سب سے بڑھ کر ان دو جلیل القدر...... اہل علم صحابہ کرام کا عمل دیکھیں...... یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ...... اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں......

یہ دونوں حضرات ان ایام میں خاص طور پر صرف اس لئے بازار جاتے کہ...... لوگوں کو ''تکبیر'' کی طرف متوجہ کریں کہ...... یہ ایام اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے کے ہیں...... چنانچہ آپ بازار تشریف لے جاتے اور زور زور سے تکبیرات بلند فرماتے...... اس پر بازار والے بھی آپ دونوں کے ساتھ تکبیرات بلند کرنے میں مشغول ہوجاتے...... اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان مبارک ایام میں پابندی اور باقاعدگی کے ساتھ...... ظہر تا عصر منبر پر جلوہ اَفروز ہوتے اور لوگوں کو حج کے اَحکامات تلقین فرماتے......

خلاصہ یہ ہے کہ...... چونکہ یہ تمام حضرات ان دنوں کی قیمت کو جانتے تھے اس لئے وہ ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ نیک اَعمال کا ذخیرہ اور خزانہ اپنے لئے جمع کر لیتے...... اور ان ایام

میں ان حضرات پر عبادت کا ایک خاص حال طاری رہتا تھا...... اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس میں سے کچھ حصہ نصیب فرمادے......

ہر عمل وزنی اور قیمتی:

ذوالحجہ کے پہلے دس دن بہت قیمتی ہیں...... عام دنوں سے ہزار گنا زیادہ قیمتی...... ان دنوں کا جہاد عام دنوں کے جہاد سے بہت افضل ہے...... مبارک ہو انہیں جو یہ دن محاذوں پر...... یا جہادی محنت میں گزارتے ہیں...... ان دنوں کا روزہ عام دنوں کے نفلی روزے سے بہت زیادہ قیمتی ہے...... مبارک ہو ان کو جو ان نو دنوں کے روزے کماتے ہیں...... خود حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشرہ ذی الحجہ کے نو روزوں کا مکمل اہتمام فرماتے تھے...... کتب احادیث میں تفصیل موجود ہے...... ہاں! بعض اوقات کسی عذر کی بنا پر روزہ نہ رکھنے کا تذکرہ بھی ''حدیثِ عائشہؓ'' میں موجود ہے...... ان دس مبارک ایام کی تہلیل، تکبیر اور تسبیح عام دنوں کے ذکر سے بہت افضل ہے...... خاص طور پر ''لَا اِلٰهَ اِلَّا الله'' اور ''الله اکبر'' کی کثرت...... اور ''سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ'' ...... اگر تیسرے کلمے کا اہتمام کرلیا جائے تو اس میں سب کچھ آجاتا ہے......

اسی لئے کئی اللہ والے...... ان ایام میں صلوٰۃ التسبیح ادا کرتے ہیں...... اس میں چار رکعت کے دوران تین سو بار یہ مبارک کلمات ادا ہو جاتے ہیں...... ان دس مبارک ایام کی تلاوت عام دنوں کی تلاوت سے بہت افضل ہے...... مبارک ہو ان لوگوں کو جو ان ایام میں قرآن مجید کو زیادہ وقت دیتے ہیں...... اور اللہ تعالیٰ کے کلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں...... اسی طرح اس مبارک عشرے میں توبہ کرنا عام دنوں کی توبہ سے زیادہ افضل، زیادہ محبوب اور زیادہ قیمتی ہے...... خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اس عشرے میں گناہوں سے بچتے ہیں...... اور توبہ، اِستغفار کی کثرت کرتے ہیں...... اسی طرح اس مبارک عشرہ میں جہاد پر خرچ

کرنا، صدقہ دینا، والدین کی مالی خدمت کرنا...... عام دنوں کے خرچ سے بہت افضل اور بہت قیمتی ہے...... خوش بخت ہیں وہ لوگ...... جو ان ایام میں اپنی جیب ہلکی اور اپنا نامہ اعمال وزنی کر لیتے ہیں...... جیب تو پھر بھی بھر جاتی ہے مگر ایسے قیمتی دن روز روز نہیں آتے...... اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان دنوں کا حج فرض ہے اور سب سے افضل عمل ہے اور اس کے بعد سب سے افضل عمل قربانی ہے...... عام دنوں میں کوئی ایک سو اونٹ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ذبح کرے تو وہ دس ذوالحجہ یعنی عید الاضحیٰ کے دن ایک بکرے کی قربانی کے برابر نہیں ہو سکتے...... جی ہاں! عید الاضحیٰ کی قربانی بہت بڑا عمل ہے...... اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ بہت شوق، بہت رغبت اور بہت کھلے دل کے ساتھ قربانی کیا کریں...... شیطان اور اس کے کارندے...... قربانی کے خلاف طرح طرح کے دلائل اور وساوس لاتے ہیں مگر ان کی ایک بھی نہ سنیں، بلکہ بہت اچھی اور زیادہ سے زیادہ قربانیاں کریں۔ اور اپنے گھر کے علاوہ ''جماعت'' کی وقف قربانی میں بھی اپنا حصہ بڑھ چڑھ کر ڈالیں...... آپ کی قربانی کا گوشت اُمت مسلمہ کے افضل ترین افراد تک پہنچے گا...... کسی محترم شہید کے بچوں کا لقمہ بنے گا تو یہ...... کتنی بڑی سعادت ہوگی...... مال تو ہوتا ہی اس لئے ہے کہ...... اس سے جنت خریدی جائے، اس سے آخرت بنائی جائے......

قرآن مجید سے ایک جھلک:

(۱) ...... اللہ تعالیٰ نے عشرہ ذوالحجہ کی راتوں کی قسم کھائی ہے...... جو کہ ان ایام کے لئے بڑی فضیلت کی دلیل ہے...... وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ

(۲) ...... اللہ تعالیٰ نے حضرت سیّدنا ابراھیم علیہ السلام سے حج کا اعلان کروایا...... وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ...... اور پھر اسی آیت میں عشرہ ذی الحجہ کو...... ''ایام معلومات'' کا لقب عطاء فرمایا......

(۳) ...... قرآن مجید میں حج کے بارے میں جہاں آیات ہیں...... وہاں ضمناً ان مبارک ایام

کا تذکرہ موجود ہے...... اسلام کا مقدس ''فریضۂ حج'' انہیں مبارک ایام میں ادا ہوتا ہے...... اور حج کے تمام فرائض عشرہ ذی الحجہ میں ادا ہوتے ہیں...... اور بعض مناسک ایامِ تشریق میں...... سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

④ ......سورۃ الکوثر میں...... کئی مفسرین کے نزدیک:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

میں دس ذی الحجہ کی نماز فجر، یا عید کی نماز اور قربانی کا تذکرہ ہے......

⑤ ......سورۃ ''والصّافات'' میں حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے خواب...... اور اپنے لختِ جگر کی قربانی کا واقعہ ہے...... یہ سب اسی مبارک عشرہ میں پیش آیا......

⑥ ......سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو تیس راتوں کی خلوت کے لئے اللہ تعالیٰ نے طلب فرمایا...... پھر دس دن مزید روک لیا...... کئی مفسرین کے نزدیک یہ دس دن عشرہ ذی الحجہ کے تھے۔

⑦ ......دین اسلام کے مکمل اور کامل ہونے کا عظیم قرآنی اعلان...... اور اِتمامِ نعمت کا اعلان اسی مبارک عشرہ کے ایک دن...... یعنی نو ذی الحجہ کو ہوا......

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ...

ایامِ معلومات

ہم نے اپنے بچپن اور اوائل جوانی میں دیکھا کہ ہمارے ماحول میں...... ''عشرہ ذی الحجہ'' کے بارے کوئی سرگرمی نظر نہیں آتی تھی...... نہ روزے، نہ عبادات...... نہ فضائل کا مذاکرہ...... اور نہ ذکر اللہ کی کثرت...... مدارس میں عید الاضحیٰ کے موقع پر چھٹیاں ہوتی ہیں تو...... اساتذہ اور طلبہ گھر جانے، ٹرین کا ٹکٹ کرانے...... اور سفر کی تیاری میں لگے رہتے ہیں...... علماء اور طلبہ جب تعطیل پر ہوں تو ''عشرہ ذی الحجہ'' کے فضائل امت کو کون سنائے...... الحمد للہ قربانی کا

عمل نیک لوگ اہتمام سے کرتے تھے اور کر رہے ہیں...... اور عرفہ کے دن کا روزہ بھی عبادت گذار لوگ رکھ لیتے تھے...... اور بس...... حالانکہ عشرہ ذی الحجہ کے فضائل جو قرآن وحدیث میں آئے ہیں...... ان کا اگر ٹھیک ٹھیک مذاکرہ ہو جائے تو...... ماحول کا رنگ ہی بدل جائے ...... یہ انسانی زندگی کے قیمتی ترین دن ہیں...... حجاج کرام کے لئے بھی...... اور غیر حجاج کے لئے بھی...... حتی کہ کئی ائمہ کرام نے ان دس دنوں کو رمضان المبارک کے آخری دس دنوں سے بھی افضل قرار دیا ہے...... خیر وہ ایک علمی بحث ہے...... مگر ان ایام کی فضیلت کا کسی کو انکار نہیں...... اور ان ایام میں ہر نیک عمل کی قدر و قیمت بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے...... اور ان دنوں کی عبادت اس جہاد سے بھی افضل ہے جس میں مجاہد کی جان قربان نہ ہوئی ہو...... یہ وہ دن ہیں جن کی راتوں کی قسم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کھائی ہے...... اور ان دنوں میں خاص طور سے ذکر کا حکم قرآن مجید میں فرمایا ہے...... یہ وہ دن ہیں جن میں اسلام کے محکم فرائض میں سے ایک فریضہ...... حج بیت اللہ ادا ہوتا ہے...... اور وہ ان دنوں کے علاوہ کبھی ادا نہیں ہوسکتا...... ان دس دنوں میں ''عرفہ'' کا دن ہے جس دن سب سے زیادہ افراد کو جہنم سے نجات دی جاتی ہے...... ان دس دنوں میں ''یوم النحر'' یعنی عید کا دن ہے ...... جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا اور سب سے عظیم دن ہے......

اللہ تعالیٰ نے ان دنوں کو ''ایام معلومات'' کا بڑا لقب عطاء فرمایا ہے...... اور ان دنوں اللہ تعالیٰ کا فضل اپنے بندوں پر بہت زیادہ متوجہ ہوتا ہے...... ان دنوں کی فضیلت میں اتنی صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں کہ...... اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک رسالہ بن سکتا ہے......

فضائل ہی فضائل:

ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کے فضائل کا ایک مختصر منظر دیکھیں......

۱ ......اسی عشرے میں حج ادا ہوتا ہے...... جی ہاں! اتنا بڑا فریضہ ان دنوں کے علاوہ کبھی ادا نہیں ہو سکتا......

۲ ......اسی عشرے میں ''یوم عرفہ'' ہے......اور یوم عرفہ کے فضائل بے شمار ہیں اور یوم عرفہ کا روزہ دو سالوں کے گناہوں کا کفارہ ہے...... یوم عرفہ مغفرت اور جہنم سے نجات کا دن ہے......اور یہی ''حج اکبر'' کا دن ہے......

۳ ......اسی عشرہ میں ''یوم نحر'' یعنی قربانی والا دن بھی ہے......جس کے بارے میں حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اعظم الأیام عند اللہ یوم النحر۔

(ابوداؤد، نسائی)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے عظمت والا دن ''یوم النحر'' یعنی دس ذوالحجہ کا دن ہے......

۴ ......اسی عشرے کے نیک اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک باقی تمام دنوں کے اعمال سے زیادہ محبوب ہیں......(بخاری)

۵ ......اس عشرے میں تہلیل، تکبیر اور تحمید زیادہ کرو......

لا الہ الا اللہ... اللہ اکبر کبیرا... والحمد للہ

۶ ......ان دنوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کو بہت ہی محبوب ہیں...... (خلاصہ روایۃ احمد)

حج، عمرہ، جہاد، روزے، صدقہ، تہلیل و تکبیر...... گناہوں سے بچنا......اور دل کی خوشی سے کھلی قربانی کرنا...... یہ ہے اس عشرے کا مختصر نصاب۔

عشرہ ذوالحجہ، رمضان کے ہم پلہ:

اللہ تعالیٰ نے ذوالحجہ مہینے کے پہلے عشرے کو بے حد فضیلت بخشی ہے......اس عشرے کی

فضیلت قرآن پاک اور احادیث صحیحہ میں آئی ہے...... یہ عشرہ فضائل میں رمضان المبارک کے آخری عشرے کے ہم پلہ یا قریب ہے......لیکن مسلمان اس سے غافل ہیں...... وجہ یہ کہ رمضان میں شیطان قید ہوتا ہے، جبکہ ان دنوں وہ آزاد ہوتا ہے...... دوسری طرف چھٹی اور تعطیلات کا رواج بھی اس موسم کو کمانے نہیں دیتا۔ بھائیوں اور بہنو! ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی طرف اور اپنی آخرت کی طرف متوجہ ہو جایا کرو۔ چاند رات کے، معمولات کا اہتمام اور پھر عبادت اور نیکی میں مقابلہ۔ بھرپور محنت، جھوٹ، غیبت بند۔ بدنظری، بدکلامی بند۔ حرام، مکروہ بند، اور دل میں ہر وقت خشوع۔ ارے! یہ وہ دن ہیں جن میں حج اکبر ادا ہوتا ہے......جن میں قربانی کی بہار آتی ہے کیا کوئی اور دن ایسے ہیں؟...... اس عشرہ کو پانے اور کمانے کے لئے دو رکعت صلوٰۃ التوبہ، تمام گناہوں کی معافی کے لئے التجاء......اور دو رکعت صلوٰۃ الحاجت کہ یہ عشرہ اللہ پاک کی رضا کے مطابق گزارنے کی توفیق ملے۔

غفلت کیوں؟ سستی کیوں؟

عشرہ ذوالحجہ کے مبارک ایام میں ہر عبادت کا اجر بہت زیادہ بڑھا دیا جاتا ہے...... عام دنوں کے اعمال اور ان دنوں کے اعمال کی قیمت کا فرق...... پاکستانی روپے اور کویتی دینار کے فرق سے بھی زیادہ ہے...... بہت زیادہ...... پھر غفلت کیوں؟...... سستی کیوں؟...... ان دنوں میں سب سے اہم عمل حج ہے...... پھر عمرہ...... جو حج، عمرہ پر نہ جا سکیں...... وہ حجاج کے لئے دعائیں مانگیں......تب وہ بھی ان کے عمل اور اجر میں شریک ہو جائیں گے...... یہ دعا کا کمال ہے......غیبت کرو تو دوسروں کے گناہ اپنے سر......اور دعا کرو تو دوسروں کی نیکیوں میں شرکت...... پھر بڑا عمل قربانی کا ہے......دل کھول کر عشق و محبت کے ساتھ قربانی کریں...... جو ان دنوں روزہ رکھیں وہ مبارک کے مستحق......اور سنیں ان دنوں یا راتوں میں کوشش کر کے صلوٰۃ التسبیح پڑھ لیں...... ان شاء اللہ بڑا خزانہ مل جائے گا......کئی اہل علم صلوٰۃ التسبیح کے قائل

نہیں...... ان کا مکمل احترام...... مگر مجاہدین کے بڑے شیخ...... حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس نماز کے قائل ہیں......

ایک حدیث...... تین اسباق:

اللہ پاک کی بڑائی دل سے اور زبان سے بیان کریں...... اللہ اکبر... اللہ اکبر... لا الہ الا اللہ واللہ اکبر... اللہ اکبر... وللہ الحمد... بھائیو! عشرہ ذوالحجہ کے عشق و محبت والے دنوں میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بازار میں جا کر تکبیرات بلند فرماتے تھے...... اللہ اکبر، اللہ اکبر...... تا کہ بازار والوں کو بھی یاددہانی ہوجائے کہ آج کل بڑے دن چل رہے ہیں...... اللہ تعالیٰ کی تکبیر اور بڑائی بلند کرنے کے دن...... اللہ اکبر کبیرا...... بخاری شریف کی روایت ہے...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی دن ایسے نہیں جن میں عمل صالح اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا محبوب ہو جتنا ان دس دنوں میں...... عرض کیا یارسول اللہ! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟...... ارشاد فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں...... مگر یہ کہ کوئی شخص اپنی جان اور اپنا مال لیکر نکلے اور پھر ان میں سے کچھ بھی واپس نہ لائے...... (بخاری)...... یعنی شہید ہوجائے...... مال بھی لٹادے، جان بھی...... ایسے شخص کا عمل ان دس دنوں کے نیک عمل سے زیادہ افضل ہوگا...... اس حدیث شریف پر غور کریں...... بڑے اہم اسباق ملتے ہیں...... اس عشرے کی عظیم فضیلت...... کہ اس میں کیا ہوا عمل صالح جہاد سے بھی افضل...... اگر مجاہد واپس آجائے...... دوسرا بڑا سبق یہ کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پختہ نظریہ تھا کہ جہاد سب سے افضل عمل ہے...... اس لئے جب کسی اور عمل کی جزوی افضلیت سنتے تو حیران ہوتے اور طالبانہ سوال فرماتے...... تیسرا سبق یہ کہ جہاد فی سبیل اللہ کے معنی بھی اس حدیث شریف سے واضح ہوگئے...... وہ جو ہر عمل کو جہاد بنا بیٹھتے ہیں غور فرمائیں کہ حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں جہاد کا کونسا معنیٰ مراد ہوتا تھا...... ارے بھائیو! محبت کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ ہم

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نظریہ کو اپنائیں۔

مٹی کو سونا بنانے والے دن:

ذوالحجہ کے پہلے دس دن بہت اونچے دن ہیں......ان دنوں کے قصے کلام اللہ کا حصہ ہیں......ایک بیٹے کی اپنے والد کے سامنے فرمانبرداری...... یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ......اور والد کی اللہ پاک کے ساتھ ایسی وفاداری......کہ خلیل بن گئے......خاص دوست......خاص بندے......شیطان انہی دنوں انسان کے ہاتھوں ایسا رسوا ہوا کہ......آج تک روتا ہے......ایام حج میں لاکھوں افراد تکبیر کے نعرے کے ساتھ......کنکریاں پھینک کر شیطان کو اس کی رسوائی اور ذلت یاد دلاتے ہیں......وہ انسانوں کو گمراہ کر کے......پھنے خاں بنا پھرتا ہے......مگر دس ذوالحجہ کی رسوائی اسے بتاتی ہے کہ......اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے سامنے تو کمزور ہے......ذلیل ہے......یہ دن بہت عجیب ہیں......مٹی کو سونا بنانے والے......خون کو نورانی عمل بنانے والے......بے قدروں کو اونچی قدر و منزلت دلانے والے......منیٰ سارا سال چٹیل میدان......مگر ان دنوں اہل عشق کی قرار گاہ......عرفات سارا سال......ایک بے آباد میدان......مگر ان دنوں وہ اہل جنت کے قافلوں کا میزبان......اور بخشش کا کھلا میدان......ارے بھائیو! ان دنوں تو جانوروں کو وہ مقام ملتا ہے کہ قربانی بن جاتے ہیں......قربانی......یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ...... یا اللہ! ہمارے جانوروں جیسے نفس کو بھی ان دنوں کی برکت سے پاکی اور اپنا قرب عطا فرما دیجئے......

اُونچی فضیلت والے دس دن:

اللہ تعالیٰ نے ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کو......بڑی اونچی فضیلت عطا فرمائی ہے......مگر افسوس کہ اکثر مسلمانوں کو ان فضائل کا علم نہیں......حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ بات چلتی

تھی کہ...... عشرہ ذوالحجہ کا ہر دن فضیلت میں ہزار دنوں کے برابر ہے...... اور عرفہ یعنی نو ذوالحجہ کا دن دس ہزار دنوں کے برابر ہے...... مفسر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس عشرہ کے فضائل پر احادیث جمع کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ...... یہ دس دن...... رمضان المبارک کے دنوں سے بھی افضل ہیں...... مطلب یہ کہ ان دس دنوں میں نیک اعمال کی قیمت اور وزن بہت بڑھ جاتا ہے...... چنانچہ ہمارے اسلاف ان دنوں حج، جہاد، روزہ، قربانی، صدقہ اور دیگر عبادات میں بہت محنت فرماتے تھے...... تا کہ نامہ اعمال خوب وزنی ہو جائے۔ آپ سب سے گزارش ہے کہ اپنے اندر...... اور اُمت مسلمہ میں ان مبارک ایام کی فضیلت کا شعور بیدار کریں...... ان دنوں کو پانے اور کمانے کی ترتیب بنائیں...... اپنے گھر والوں اور بچوں کو اس عشرہ کے فضائل اس طرح بتائیں کہ ان کے دل میں اتر جائیں......

مخلصین کہاں گھبراتے ہیں؟

عشرہ ذوالحجہ کی ہر نیکی ہر عبادت بہت افضل اور اللہ تعالیٰ کو محبوب...... مگر یہ بھی سچ کہ اس عشرے کی عبادت آسان نہیں...... رمضان میں ماحول ہوتا ہے اور شیاطین گرفتار...... اب ماحول بھی نہیں اور شیطان بھی آزاد...... اس لئے محنت درکار...... مگر مخلصین کہاں گھبراتے ہیں ان کو تو مزہ ہی محنت میں آتا ہے......

اہل ایمان کی چاندی

وہ دن ”برحق“ ہے جب ہر انسان صرف یہ سوچے گا کہ...... اس نے دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کے لئے کیا بھیجا...... ذَالِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ...... ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں جہاد فی سبیل اللہ کی طرح...... بلکہ اس سے بھی بڑھ کر محبوب ہے...... ہاں! مگر وہ جہاد جس میں انسان اپنا سارا مال لگا دے...... اور اپنی جان دے دے...... اس

جہاد کے برابر کوئی عمل نہیں...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو...... ان دس دنوں میں نیکیوں کا مقام اور وزن بتایا تو وہ حیران رہ گئے ...... خوشی والی حیرت کہ...... اللہ تعالیٰ کتنے عظیم فضل والے ہیں...... ذوالحجہ کا چاند نکلا اور اہل ایمان کی چاندنی ہوگئی...... اب روزہ بھی قیمتی، صدقہ بھی وزنی اور ذکر، تلاوت ہر عمل زیادہ محبوب، زیادہ مقبول...... اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کے محتاج نہیں ہیں...... وہ غنی ہیں غنی...... وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ...... اور ہم محتاج، فقیر...... ان مبارک دنوں میں اعمال کی خوب محنت کریں......

حیرت کی بات:

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو ''ذوالحجہ کے مبارک ایام'' کی قدر نصیب فرمائے۔

ذوالحجہ کے عشرے کی فضیلت قرآن مجید میں بھی ہے اور بہت سی صحیح احادیث میں بھی...... اور یہ دن افضل ترین دن ہیں...... حتیٰ کہ اہل علم کے نزدیک رمضان المبارک کے دنوں سے بھی زیادہ افضل...... ان دنوں کی ہر نیکی بڑے بڑے فرائض سے زیادہ بھاری ہے...... اتنے عظیم اور بے شمار فضائل کے باوجود...... آج کل ہمارے ہاں ان دنوں میں کوئی فرق نہیں آتا...... نہ ہی مساجد بھرتی ہیں اور نہ ہی نیکی کے بازار سجتے ہیں...... سوچیں کہ آخر اس محرومی کی کیا وجہ ہے؟

عشرہ ذی الحجہ کا مختصر نصاب:

عشرہ ذوالحجہ کو پانے اور کمانے کا ایک مختصر سا نصاب...... ان مسلمانوں کے لئے...... جو حج بیت اللہ کے لئے نہیں جا سکے...... وہ اپنے گھروں میں رہتے ہوئے ان اعمال کے ذریعے اس عشرہ کو پانے کی کوشش کریں۔

① قربانی بہت ذوق وشوق اور اہتمام سے کریں...... استطاعت ہو تو واجب کے ساتھ نفل قربانی بھی کریں......

(۲) ......یکم ذی الحجہ تا ۹ ذی الحجہ......تمام نو دن یا کم از کم آخری تین دن روزے کا اہتمام کریں......

(۳) ......تہلیل یعنی لا الہ الا اللہ، تکبیر اور تحمید کی کثرت کریں......آسان طریقہ یہ ہے کہ ہر دن اور ہر رات تین تین سو بار تیسرا کلمہ ان تمام دنوں میں پڑھ لیں......ان شاء اللہ ایسا فائدہ ہوگا جو بیان سے باہر ہے......ساتھ اپنا بارہ سو بار کلمہ کا معمول جاری رہے......ان دنوں کا اصل تحفہ ''تکبیر'' ہے......اس کی بہت کثرت......

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

(۴) ......تلاوت میں کچھ اضافہ کر دیں......اور یہ اضافہ عید کے دن بھی جاری رہے......مثلاً آدھے پارہ والے ایک پارے پر......اور ایک پارے والے دو پارے پر چلے جائیں......

(۵) ......روزانہ جہاد فنڈ دیں......خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہو......روز جمع کرانے کی سہولت ہو تو جماعت کے بیت المال میں جمع کراتے جائیں......اگر یہ سہولت نہ ہو تو لفافہ بنا کر روز اس میں ڈالتے جائیں، جب موقع ملے جمع کرا دیں......

(۶) ......جہاد کی محنت، جہاد کی دعوت، نفل قربانی اور کھالوں کی محنت میں اخلاص کے ساتھ وقت لگائیں۔

(۷) ......سحری پابندی سے کھائیں، یہ بڑا برکت والا کھانا ہے......اور جب سحری کو جاگیں تو تہجد کا مزا بھی لوٹ لیں......

(۸) ......والدین اور اہل و عیال کا خرچہ ان دنوں حسب استطاعت بڑھا دیں اور گھر میں عشرہ ذی الحجہ کے فضائل کا مذاکرہ کرتے رہیں......اسی طرح صلہ رحمی، کھانا کھلانا اور صدقہ خیرات کی کثرت......

(۹) ......جنہوں نے قربانی کرنی ہو وہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد......اپنے ناخن، بال وغیرہ نہ کاٹیں جب تک کہ قربانی ذبح نہ ہو جائے......

(۱۰) ......ان تمام دنوں میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز کا زیادہ التزام کریں......عید الاضحیٰ کی تیرہ

سنتیں یاد کر کے ان کو عمل میں لائیں...... اور دوسرے مسلمانوں کو بھی عشرہ ذی الحجہ کے اعمال کی طرف متوجہ کرتے رہیں......

ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو:

حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ان دس دنوں کا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک باقی تمام دنوں کے عمل سے زیادہ بڑا اور زیادہ محبوب ہے...... پس تم ان دنوں میں تہلیل، تکبیر اور تحمید کی کثرت کرو......“ (مسند احمد)

یعنی...... لا الہ الا اللہ...... اللہ اکبر...... الحمد للہ...... صلوٰۃ التسبیح میں ان تمام کی کثرت آجاتی ہے...... حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا نام آپ نے سنا ہوگا...... بڑے جلیل القدر تابعی اور امام ہیں وہ ان دس دنوں میں اتنی محنت کرتے کہ بے حال ہوجاتے...... یعنی طاقت سے بڑھ کر محنت...... وہ کیوں؟...... ارے بھائی! جب مؤمن یہ سنتا ہے کہ ان دنوں میں میرا عمل کرنا میرے مالک کو بہت محبوب ہے تو اس پر وجد طاری ہوجاتا ہے کہ...... مجھ غلام کا عمل میرے رب کو محبوب؟...... بس پھر وہ ایک لمحہ ضائع نہیں کرنا چاہتا...... اس لئے تو ایمان والے ان دنوں پورے نو روزے رکھتے ہیں...... تاکہ سارا دن عبادت میں گزرے...... آپ جانتے ہیں روزہ کا ہر لمحہ عبادت ہے...... جو مسلمان ان دنوں میں روزہ نہ رکھ سکیں وہ تکبیر، تہلیل، تحمید، تسبیح خوب پڑھیں...... ہزاروں بار ذوق شوق، جوش اور محبت سے...... اللہ اکبر کبیرا۔

تہلیل، تکبیر، تحمید:

اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''دنوں میں سے کوئی دن ایسا نہیں جس کے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنے عظیم اور اتنے محبوب ہوں، جتنے عشرہ ذی الحجہ کے اعمال۔ پس ان میں تہلیل، تکبیر اور تحمید کی کثرت کیا کرو''......

لیجئے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم آ گیا......کون ہے، جو کہے لبیک لبیک؟......تہلیل کا مطلب ''لا الہ الا اللہ'' کہنا......تکبیر کا مطلب اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی بولنا ''اللہ اکبر''......تحمید کا مطلب اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا ''الحمد للہ''......چند الفاظ کی ایک صحیح حدیث میں بڑی فضیلت آئی ہے وہ یہ ہیں......

اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔

عشرہ ذوالحجہ اور صلوٰۃ التسبیح:

اللہ اکبر کبیرا...... حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے محبوب اور محترم ''چچا جان'' حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کو ''صلوٰۃ التسبیح'' تعلیم فرمائی...... یہ بڑی عجیب نماز ہے......عشرہ ذی الحجہ میں ہمیں تہلیل، تکبیر، تحمید کی کثرت کا حکم ہے......ان چار رکعت میں تین سو بار تیسرا کلمہ ہو جاتا ہے...... گویا کثرت کا پہلا درجہ پورا ہو گیا...... اللہ اکبر کہہ کر صلوۃ التسبیح شروع کی...... اب نہ کوئی کال، نہ میسج ...... نہ بات، نہ خلل...... چار رکعت میں تہلیل، تکبیر، تحمید، تسبیح سب کی کثرت ہو گئی......بعض اہل علم کو اس نماز کے ثبوت میں اختلاف ہے......مگر مجاہدین کے امام و مرشد حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اس کے قائل ہیں......اس لئے ہم اطمینان سے ادا کرتے ہیں......



آٹھ اعمال واحکام

عشرہ ذوالحجہ کے اس اجمالی تعارف وفضائل کے بعد آیئے اب اس عشرہ کے آٹھ خصوصی اعمال واحکام پر قدرے تفصیلی نظر ڈالتے ہیں۔

(۱) دس راتوں کی فضیلت

حدیث مبارکہ میں عشرہ ذوالحجہ کی راتوں کی عبادت کو فضیلت میں شب قدر کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ (اس سے شب قدر کی امتیازی فضیلت میں کوئی فرق نہیں پڑتا) اللہ پاک نے قرآن مجید میں ان دس راتوں کی قسم کھائی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْفَجْرِ ○ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ○﴾

''فجر کی قسم اور دس راتوں کی''

(الفجر ۱۔۲)

تفسیر جلالین میں ہے:

''ولیال عشر ای عشر ذی الحجہ''

''یعنی دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کی دس راتیں ہیں۔''

(جلالین۔ صفحہ ۲۵۱۔ ط، رشیدیہ کوئٹہ)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"ھو عشر ذی الحجہ و قالہ ابن عباس"

''یہ ذوالحجہ کی دس راتیں ہیں، اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔
(تفسیر القرطبی۔ص ۳۶، ج ۲۰)

حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''عید قربان کی فجر بڑا حج ادا ہوتا ہے اور دس رات اس سے پہلے۔''

(تفسیر عثمانی)

بیان القرآن میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی قول کو اختیار فرمایا ہے۔ الغرض اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت مبارکہ میں جن دس راتوں کی قسم کھائی گئی ہے وہ ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ پس اس سے ان راتوں کی فضیلت معلوم ہوتی ہے چنانچہ ان راتوں میں عبادت کا اور گناہوں سے بچنے کا خاص اہتمام کیا جائے۔





۲ عشرہ ذی الحجہ کے روزے

اس مہینے کے پہلے نو دنوں میں نفل روزہ رکھنے کی خاص فضیلت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''دنوں میں سے کسی دن میں بھی بندے کا عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں، جتنا کہ عشرہ ذی الحجہ میں محبوب ہے۔(یعنی ان دنوں کی عبادت اللہ تعالیٰ کو دوسرے تمام دنوں سے زیادہ محبوب ہے) اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کا قیام شب قدر کے قیام کے برابر ہے۔''

(سنن الترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی العمل فی ایام العشر، رقم الحدیث: ۷۵۸، ط، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول مبارک:

حضرت امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن میں سے بعض کا بیان ہے کہ:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذوالحجہ کے پہلے نو دن، یوم عاشوراء اور ہر مہینے کے تین دنوں میں روزہ رکھا کرتے تھے، ہر مہینے کے پہلے سوموار، جمعرات کا روزہ (اور ایک روزہ کسی اور دن کا۔ یوں کل تین ہو جاتے۔)

(السنن الکبریٰ للبیہقی/ کتاب الصوم، باب العمل الصالح فی العشر من ذی الحجۃ/ رقم الحدیث: ۸۳۹۳ / ط، دارالحدیث، قاہرہ)

ایک روزہ، سال بھر کے روزوں کے برابر:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''عشرہ ذوالحجہ کے دنوں سے زیادہ کسی دن کی عبادت اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں۔ اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور اس کی ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔''

(مشکوٰۃ المصابیح۔ باب فی الأضحیۃ، الفصل الثانی۔ ص ۱۲۸۔ قدیمی، کراتشی)

سات سوگنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرہ ذوالحجہ کے دنوں سے زیادہ افضل دن اور کوئی نہیں اور نہ ہی ان دنوں میں کئے جانے والے عمل سے زیادہ کوئی عمل اللہ جل شانہ کو محبوب ہے۔ چنانچہ تم ان دنوں میں ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ، اَللہُ اَکۡبَر'' اور ذکر اللہ کی کثرت کرو۔ ان دنوں میں سے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے۔ اور ان دنوں میں نیک عمل (کا ثواب) سات سوگنا بڑھا دیا جاتا ہے۔''

(الترغیب والترھیب/ کتاب الحج، الترغیب فی العمل الصالح فی عشر ذی الحجۃ وفضلہ/ ص ۱۲۸ / ج ۲ / ط، وحیدی، بشاور)

کبھی نہیں چھوڑتے تھے:

اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار چیزوں کو کبھی نہیں چھوڑا کرتے تھے، عاشوراء (دس محرم) کا روزہ، عشرہ ذوالحجہ کے روزے، ہر مہینے کے تین روزے

اورفجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں۔‘‘

(مشکوۃ المصابیح۔کتاب الصوم، باب صیام التطوع،فصل ثالث،ص:۱۸۰۔ط،قدیمی،کراتشی)

فائدہ:

یہ فضیلت یکم سے لےکرنو تاریخ تک کے روزوں کی ہے۔دسویں تاریخ کوروزہ رکھنا جائزنہیں ہے۔





۳ یوم عرفہ کا روزہ

اس مہینے کی نو تاریخ ''یوم عرفہ'' کہلاتی ہے۔ کیونکہ حجاج کرام اس دن عرفات کا وقوف کرتے ہیں جو حج کا رکن اعظم ہے۔ یوم عرفہ کو روزہ رکھنے کی خاص فضیلت ہے۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''عرفہ کے دن کے روزے کے بارے میں، میں اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتا ہوں کہ اس کے بعد والے سال اور پہلے والے سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔''

(سنن الترمذی۔ کتاب الصوم، باب ماجاء فی فضل الصوم یوم عرفہ، رقم الحدیث: ۷۴۹۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

یوم عرفہ: دس ہزار دنوں کے برابر:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مشہور تھا اور یہ) بات چلا کرتی تھی کہ عشرہ ذوالحجہ کا ہر دن فضیلت میں ایک ہزار دنوں کے برابر ہے اور ''یوم عرفہ'' (یعنی نو ذوالحجہ کا دن) دس ہزار دنوں کے برابر ہے۔''

(الترغیب والترھیب/ کتاب الحج، الترغیب فی العمل الصالح فی عشر ذی الحجۃ وفضلہ/ص ۱۲۸/ ج ۲/ ط، وحیدی، بشاور)

یوم عرفہ کا روزہ...... دو سال کے روزوں کے برابر

''جس شخص نے عشرہ ذوالحجہ کے روزے رکھے تو اس کے لئے ہر دن کے روزے کے بدلے ایک سال کے روزوں کا اجر لکھا جائے گا، سوائے یوم عرفہ کے کہ جس نے یوم عرفہ کا روزہ

رکھا اس کے لئے دوسال کے روزوں کا اجر لکھا جائے گا۔''

(کنز العمال/ کتاب الصوم، قسم الاقوال، عشر ذی الحجۃ من الاکمال/ ج ۸، ص ۲۶۴، حدیث رقم: ۲۴۲۶۰ / ط، رحمانیہ، لاہور)

عرفہ کے دن کا روزہ:

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ذوالحجہ کے...... پورے ''نو'' روزے رکھتے ہیں...... یکم ذی الحجہ سے نو ذی الحجہ تک...... یہ حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مستقل معمول مبارک تھا......

کان رسول اللہ یصوم تسع ذی الحجہ ویوم عاشوراء و ثلاثۃ من کل شھر۔

(احمد، داؤد، نسائی)

یعنی حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم...... ذوالحجہ کے نو روزے، عاشوراء یعنی دس محرم کا روزہ اور ہر مہینے کے تین روزے رکھتے تھے...... خاص طور پر ''عرفہ'' یعنی نو ذوالحجہ کے دن کا روزہ بڑا جاندار ہے...... فرمایا...... ایک سال پچھلے اور ایک سال اگلے کے گناہ معاف...... (صحیح مسلم)

سبحان اللہ! اور کیا چاہئے؟...... عید کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت ہوتی ہے...... پاکیزہ حلال گوشت اور تکبیرات واذکار کی خوشیاں...... اس دعوت سے پہلے اپنے مولیٰ کریم کے لئے بھوکے پیاسے رہیں گے تو ان شاء اللہ...... خوشیاں دوبالا ہو جائیں گی......

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

پیارا جھگڑا:

اہل علم میں ایک مسئلے پر جھگڑا ہے...... بہت مزیدار اور پیارا جھگڑا...... جی ہاں! کبھی اختلاف بھی رحمت کا باعث بن جاتا ہے...... جب مقصد اونچا ہو اور نفس کی شرارت سے پاک ہو...... جھگڑا یہ ہے کہ سب سے افضل دن کونسا ہے؟...... یوم نحر...... قربانی کا دن یعنی دس ذی الحجہ...... یا یوم عرفہ یعنی نو ذی الحجہ؟...... دونوں طرف بڑے خوبصورت دلائل ہیں...... ایک قربانی کا

دن ہے...... جسے حضرت آقا مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ''اَعْظَمُ الْاَیَّامِ عِنْدَاللہِ'' فرمایا ہے...... اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا دن...... اور دوسری طرف حج اکبر کا دن...... یوم عرفہ ہے...... جس دن کا روزہ دو سالوں کے گناہوں کا کفارہ...... جس دن سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ ملتا ہے اور جس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنا خاص قرب عطاء فرماتے ہیں...... اور فرشتوں کے سامنے اُن پر فخر فرماتے ہیں...... دونوں دن بڑے قیمتی...... کوشش کریں کہ دونوں کو حاصل کرلیا جائے...... عرفہ کے دن روزہ...... اور نحر کے دن قربانی...... اور دونوں دنوں میں...... اللہ تعالیٰ کا خوب ذکر...... خوب تسبیح...... اور خوب لا الہ الا اللہ کا ورد...... یعنی تہلیل...... حضرت آقا مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان تمام دنوں کے بارے میں سمجھا دیا کہ......

اکثروا فیھن من التھلیل والتکبیر والتحمید۔

''ان دنوں میں تہلیل (لا الہ الا اللہ) تکبیر (اللہ اکبر کبیرا) اور تحمید (الحمد للہ) کی کثرت کیا کرو۔''

(رواہ الطبرانی)

یوم عرفہ کا روزہ:

نو ذوالحجہ، عرفہ کا دن...... اس دن لاکھوں مسلمان عرفات کے میدان میں حج کا رکن اعظم ادا کرتے ہیں...... یعنی...... وقوف عرفہ...... یہ وہ دن ہے جس میں جہنم سے نجات کے پروانے سب سے زیادہ عطا ہوتے ہیں...... صحیح مسلم کی روایت ہے کہ عرفہ کے دن کا روزہ...... گزشتہ ایک سال اور اگلے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے...... اس دن کے روزے کا خوب اہتمام کریں...... بارہ گھنٹے کی معمولی سی بھوک پیاس...... اس دن بہت کام آئی گی جو دن ایک ہزار سال کے برابر ہوگا......

یوم عرفہ کے فضائل اور اعمال:

قرآن اور سنت میں ''یوم عرفہ'' کے بہت فضائل وارد ہوئے ہیں...... اہل علم نے اس بابرکت اور عظیم دن کے تیرہ خاص فضائل لکھے ہیں...... جن میں یہ بھی ہے کہ یہ جہنم سے آزادی پانے کا دن ہے...... اس دن کی دعا میں اللہ پاک نے بڑی خیر رکھی ہے...... یہ وہ دن ہے جس میں دین مکمل ہوا اور نعمت پوری ہوئی...... اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ...... کیا معلوم آئندہ ہمیں یہ دن نصیب ہو یا نہ...... اس لئے غنیمت سمجھ کر...... اس دن کو کمانے کی کوشش کریں...... رات کو تہجد...... کچھ نوافل و دعا...... پھر سحری کھائیں...... اذان ہوتے ہی مسجد...... تمام نمازیں تکبیر اولیٰ کے ساتھ...... فجر کے بعد مسجد میں اپنی جگہ بیٹھے رہیں...... اشراق تک...... پھر دو یا چار رکعت...... اس کا اجر حج اور عمرہ کے برابر ہے...... اور بعض روایات میں اس کا اجر...... حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج عمرہ ادا کرنے جیسا ہے...... دوپہر کو ظہر کا وقت داخل ہوتے ہی...... صلوٰۃ التسبیح...... سارا دن ذکر، تکبیر، تلاوت، صدقہ، روزہ اور دینی کام میں گزر جائے اور شام کو افطار کے وقت...... گرم آنسو اور دعا......

منفرد قانون:

یوم عرفہ کے فضائل بے حساب اور اس دن اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے پیار نرالا ہے...... سچی بات ہے یوم عرفہ کے تو قوانین ہی الگ...... روزہ رکھو تو پچھلے سال کے گناہ معاف اور اگلے سال کے بھی...... ہے ناں منفرد قانون؟...... فرمایا: اس دن سب سے زیادہ بندوں کو جہنم سے آزادی کا پروانہ دیا جاتا ہے...... فرمایا: اہل عرفات پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں...... اور فرمایا: سب سے بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے...... یہ سارے فضائل مستند روایات میں آئے ہیں۔



④ معاصی سے بچنے کا خاص اہتمام

ذوالحجہ کا مہینہ حرمت والے چار مہینوں میں سے ایک ہے پس اس کی حرمت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس میں ظلم اور گناہ سے بچنے کا خاص اہتمام کیا جائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَاللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَالِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلاَ تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ﴾

’’بے شک اللہ کے نزدیک مہینے گنتی میں بارہ ہیں اللہ کی کتاب (لوح محفوظ) میں جس دن سے اس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے، ان میں سے چار مہینے ادب (وحرمت) والے ہیں۔ یہی دین (کا) سیدھا رستہ ہے تو ان (مہینوں) میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا۔‘‘

(التوبہ:۳۶)

تفسیر جلالین میں ہے:

”فلا تظلموا فيهن اى الاشهر الحرم انفسكم بالمعاصى، فانها فيها اعظم وزرًا و قيل فى الاشهر كلها۔“ (جلالین ص ۲۰۲)

’’پس ان حرمت والے مہینوں میں اپنی جانوں پر گناہ کر کے ظلم نہ کرو کیونکہ ان چار مہینوں میں گناہ کا وبال اور بڑھ جاتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ تمام مہینوں میں گناہ کے ذریعہ اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو......‘‘



۵ چار دنوں میں روزہ کی حرمت

پورے سال میں پانچ دن ایسے ہیں جن میں نفلی روزہ رکھنا ممنوع ہے۔ ان میں سے ایک دن تو یکم شوال یعنی عید الفطر کا دن ہے، جبکہ باقی چار ایام اس مہینے میں ہیں یعنی دس، گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ......

حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ سے منع فرمایا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم الفطر، رقم الحدیث: ۱۹۹۱۔ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

''ایام التشریق کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے ایام ہیں۔''

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب تحریم صوم ایام التشریق۔ رقم الحدیث: ۱۴۴ (۱۱۴۱)۔ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔''

(مشکوٰۃ المصابیح۔ باب فی الاضحیۃ، ص: ۱۲۷۔ط، قدیمی، کراتشی)

ان ایام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی پاک، صاف اور حلال گوشت

سے مہمان نوازی کی جاتی ہے پس اس مہمان نوازی کو دل و جان سے قبول کرنا چاہئے۔ ہم تو بندے اور غلام ہیں مالک جب کچھ کرنے کا حکم دے تو کرنا عبادت اور جب روک دے تو رک جانا عبادت۔





٦ بال اور ناخن نہ کٹوانا

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب ذوالحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے۔ (یعنی ذوالحجہ کا چاند نظر آ جائے) اور تم میں سے کسی کا ارادہ قربانی کا ہو تو اس کو چاہئے کہ (قربانی کرنے تک) اپنے بال اور ناخن نہ تراشے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب نہی من دخل علیہ عشر ذی الحجۃ وھو مرید التضحیۃ أن یاخذ من شعرہ او اظفارہ شیأ۔ رقم الحدیث: ۵۰۴۷۔۱۹۷۷۔ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

بال اور ناخن نہ کاٹے:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جب (ذوالحجہ کا) عشرہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کسی کا قربانی کا ارادہ ہو تو وہ (قربانی ذبح ہو جانے تک) اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔''

(مشکوٰۃ المصابیح۔ باب فی الاضحیۃ، ص: ۱۲۷۔ ط، قدیمی، کراتشی)

فائدہ:

اس حکم کو بعض حضرات نے مستحب جبکہ بعض نے واجب کہا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ خوب اہتمام سے اس پر عمل کریں۔



۷ تکبیرات تشریق

حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ایام تشریق کھانے، پینے اور ذکر اللہ کے دن ہیں۔''

(مشکوۃ المصابیح۔ باب صیام التطوع، ص:۱۷۹۔ ط،قدیمی، کراتشی)

اس مہینے کا ایک اہم حکم جس کی عام مسلمانوں میں عموماً اور خواتین میں خصوصاً تبلیغ کی زیادہ ضرورت ہے...... تکبیرات تشریق کا اہتمام ہے۔

نو ذوالحجہ کی فجر کی نماز سے لے کر تیرہ ذوالحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کا سلام پھیرتے ہی ایک مرتبہ بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب ہے۔ البتہ عورتیں آہستہ آواز میں کہیں گی۔

تکبیر تشریق یہ ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔

مسئلہ:

بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں۔ اس تکبیر کو پڑھتے ہی نہیں یا آہستہ پڑھ لیتے ہیں حالانکہ اس کا درمیانہ طریقہ سے بلند آواز میں پڑھنا واجب ہے، اس کی اصلاح ضروری ہے۔

مسئلہ:

تکبیر تشریق امام، مقتدی، منفرد (یعنی اکیلے نماز پڑھنے والے) عورت، مرد، مسافر، مقیم،

شہر والوں اور گاؤں والوں سب پر واجب ہے۔

”یاد دہانی“ لکھ کر لٹکا دیں:

مسجد میں نماز ادا کرنے والوں کو تو ایک دوسرے کی آواز سن کر اس تکبیر کا پڑھنا یاد آ جاتا ہے لیکن گھر میں خواتین اور اکیلے نماز ادا کرنے والے اکثر اس میں غفلت کرتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ ان ایام میں اپنے گھروں میں یہ مسئلہ لکھ کر ہر کمرے میں لٹکا دیا جائے اور گھر والوں کو بار بار اس کی یاد دہانی کرائی جائے تا کہ ترک واجب کے گناہ سے حفاظت رہے اور اللہ پاک کی بڑائی بیان کرنے کا یہ شاندار موقع پوری طرح سے نصیب ہو جائے۔

”تکبیر“ کا سیزن:

یہ جو دس دن عشرہ ذی الحجہ کے ہیں...... اور پھر ان کے بعد تین دن ایام تشریق کے...... ان میں ”تکبیر“ کی فضیلت بڑھ جاتی ہے...... بس یوں کہیں کہ یہ تمام دن ”تکبیر“ کا سیزن ہیں...... یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ ہمیں زیادہ سے زیادہ ”تکبیر“ کہنے کی توفیق عطاء فرما دے...... ورنہ اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت، کیا حاجت؟...... اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور عظمت کسی کے کہنے، سننے اور ماننے پر موقوف نہیں ہے...... اتنا بڑا عرش، بڑے بڑے آسمان اور زمینیں، سمندر اور بادل...... یہ سب اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرتے ہیں...... طاقتور حکمرانوں کا منٹوں میں ختم یا بے بس ہو جانا...... بڑے جابر لوگوں کا کینسر کے درد سے کڑھنا اور تڑپنا...... دن کی جگہ رات...... اور رات کی جگہ دن کا آنا جانا...... ان میں سے کچھ بھی انسان کے بس میں نہیں...... ہر چیز اللہ ہی اللہ پکارتی ہے...... خوش نصیب ہے وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھے...... اور یاد کرے...... اور بڑا بدنصیب ہے وہ جو اللہ تعالیٰ کو بھلا دے...... فرمایا جو ہمیں بھلا دیتا ہے ہم اسے بھلا دیتے ہیں......

﴿نَسُوا اللّٰہَ فَنَسِیَھُمْ﴾

''انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بُھلا دیا......تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بُھلا دیا''

اللہ تعالیٰ کا بُھلا دینا یہ ہے کہ......اب خیر کے دروازے بند، ہر طرف شر ہی شر......صبح شام کفر، گناہ، بدکاری......اور بُرائی......نہ کوئی خیر......نہ کوئی نیکی......نہ کسی اچھے کام کی توفیق......نہ اجر وثواب کا کوئی موقع......ایک جانور کی طرح جی کر مر گئے......اور مستقل جہنم کا ایندھن بن گئے...... یا اللہ! امان......مگر وہ جنہیں اللہ تعالیٰ یاد فرماتے ہیں......اُن کو تو ہر قدم پر خیر، ہر قدم پر بھلائی......اور ہر آن سعادتیں عطاء فرماتے ہیں......جب جس خیر کا موقع آیا......اُن کو اس کی توفیق عطاء فرما دی......تا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے بادشاہ بن جائیں......ذو الحجہ آیا تو اُن کو تکبیر پر لگا دیا کہ اپنے رب کا نام بلند کرتے جاؤ......اور خود اپنے رب کے قرب کی طرف بلند ہوتے جاؤ......

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تکبیر:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ''تکبیر'' کا بڑا ذوق تھا......دراصل وہ بڑی محنتوں سے ''تکبیر'' تک پہنچے تھے......وہ جس معاشرے میں اٹھے تھے اس میں...... بہت سی چیزیں ''بڑی'' بن چکی تھیں......اور ایسی بڑی کہ اُن کو چھوٹا کرنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا...... بڑے بڑے بت تھے......اور اُن بتوں کے آستانے اور تیر......قبائلی روایات......اور خاندانی فخر وغرور کے پہاڑ......خونریزی اور جھوٹی غیرت کی ناقابل تبدیل رسومات......شیطان کی صدیوں کی محنت کہ پورا معاشرہ ایک خاص رنگ پر پختہ ہو چکا تھا......اور تبدیلی کا دور دور تک تصور بھی نہیں تھا کہ......اچانک کوہ صفا سے آواز آئی:

"قولوا لا الہ الا اللہ"

کہہ دو......صرف اللہ، صرف اللہ، فقط اللہ ہی معبود ہے......

کہہ دو......اللہ اکبر، اللہ سب سے بڑا ہے......اللہ ایک ہے......

یہ کلمات جو ہم آج آسانی سے لکھ لیتے ہیں، بول لیتے ہیں......اُس وقت آسان نہ تھے...... یہ کلمات اُس وقت سرخ موت اور کالے تشدّد کو پکارنے کے مترادف تھے...... حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان مبارک کلمات کی بہت بھاری قیمت ادا کی......اور یہ کلمات اپنے خون کے بدلے میں حاصل کئے...... چنانچہ انہیں......ان کلمات سے عشق تھا......وہ جب پڑھتے دل کے یقین......اور دل کی آواز سے پڑھتے......وہ چاہتے تھے کہ اور سب لوگ بھی ان کلمات تک پہنچ جائیں......اور ان کلمات کو پالیں......

حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ......جب منیٰ میں "تکبیر" بلند فرماتے تو آواز بہت دور تک جاتی...... پھر اس سچی آواز کو سن کر دوسرے لوگ بھی تکبیر پکارتے تو وادی گونج اٹھتی...... جی ہاں! ایسی بارعب، والہانہ گونج کا تصور آج لاوڈ سپیکر اور دیگر آلات کی موجودگی میں بھی نہیں کیا جا سکتا......اُدھر حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ...... اور حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عشرہ ذی الحجہ میں......بازاروں میں نکل جاتے اور لوگوں کو تکبیر کہلواتے......اور یوں بازار تکبیر کی آواز سے گونجنے لگتے......

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

تکبیر......قرب الٰہی کا ذریعہ:

یاد رکھیں! تکبیر میں قوت ہے، تکبیر میں طاقت ہے، تکبیر میں سکون ہے......تکبیر میں سکینہ ہے......اور تکبیر میں عزت ہے......

اللہ اکبر......اللہ سب سے بڑا ہے......جی ہاں! دنیا کی اُن طاغوتی طاقتوں سے بھی بڑا

ہے...... جو خود کو نا قابل شکست سمجھ بیٹھی ہیں...... اور ہمیں غلام بنانا چاہتی ہیں...... اللہ اکبر، اللہ اکبر...... اللہ تعالیٰ اُن فکروں، غموں اور پریشانیوں سے بھی بڑا ہے...... جو ہمیں گھیر کر دنیا میں پھنسانا چاہتی ہیں......

اللہ اکبر، اللہ اکبر...... اللہ تعالیٰ کی رحمت اُن گناہوں سے بھی بڑی ہے جن کو کرنے کے بعد بہت سے لوگ مایوسی کی کھائی میں جا گرے کہ...... اب معافی نہیں...... اور پھر سرتاپا گناہوں میں پھنس گئے......

الغرض...... تکبیر جوں جوں دل میں اترتی ہے...... یہ دنیا، اس کی طاقتیں، اس کے مسائل اور اس کی پریشانیاں...... انسان کے دل میں چھوٹی ہوتی چلی جاتی ہیں...... اور انسان آزاد ہو کر...... اپنے رب سے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے......

اَللّٰهُ اَكْبَر اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

تکبیر...... تکبیر...... تکبیر......:

تکبیرات تشریق کے دنوں میں اللہ پاک کی رضا کے لئے دل کے شوق اور جوش سے پڑھیں......

اَللّٰهُ اَكْبَر اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

اپنے محبوب رب کی...... محبت اور عظمت میں ڈوب کر یہ تکبیر بلند کریں...... بھائیو! شرمائیں نہ۔ یہ تو عزت اور سعادت کا کام ہے...... لوگ گانا گاتے نہیں شرماتے...... ہم اپنے مولا کی عظمت اور تکبیر بلند کرنے سے شرمائیں؟...... توبہ...... توبہ...... یہ شرم نہیں بے شرمی ہے...... اور ایمان کی کمزوری...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے قبے سے تکبیر کہتے تو آواز اتنی بلند کہ مسجد تک جاتی...... تب باقی لوگ اس میں شریک ہوجاتے...... اور زمین تکبیر سے گونج اُٹھتی...... نمازوں کے بعد تو تکبیر کہنی ہی ہے ویسے بھی ان دنوں...... خوب تکبیر کہیں......

راستوں میں، بازاروں میں اور اپنے گھر اور بستر پر...... ہمارا مرض ہی یہی ہے کہ ہمارے دلوں میں اللہ پاک کی عظمت اور بڑائی ویسے نہیں جیسے ہونی چاہیے...... ہمارے دلوں میں ''دنیا'' اور ''غیر اللہ'' کی عظمت داخل ہو چکی ہے...... یہ بڑا مہلک مرض ہے...... یہ دن اور یہ تکبیر اس مرض کا علاج ہے...... اتنی کہیں کہ بے حال ہو جائیں اور یہ تکبیر دل کی شریانوں میں گھس جائے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر......

اللہ اکبر...... اللہ اکبر:

ایام تکبیر تشریق...... تکبیر کا خاص سیزن ہے...... ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بلند کرتے جاؤ...... اور اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف بلند ہوتے جاؤ...... اللہ اکبر، اللہ اکبر...... نہ کسی طاقت کا خوف، نہ کسی حکومت کا...... اللہ ان سب سے بڑا...... نہ کسی پریشانی کا غم، نہ کوئی فکر اور بیماری بڑی...... اللہ ان سب سے بڑا...... وہی ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے...... دنیا نے حج روکنے کی جان توڑ محنت کی...... وہ دیکھو! کعبہ کس شان سے کھڑا ہے اور لاکھوں پروانے وہاں دیوانہ وار گھوم رہے ہیں...... قربانی پر زبانیں چلیں...... مگر قربانی اور مقبول اور میٹھی ہو گئی...... یہ سب اللہ کے نام کی برکت...... اللہ اکبر، اللہ اکبر......

شیطان کے تین تیر:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

تکبیر کی بڑی فضیلت ہے...... سب سے زیادہ مقبول دعوت اذان ہے...... اس کا آغاز تکبیر سے ہوتا ہے...... اللہ اکبر...... سب سے اہم عبادت نماز ہے...... اس کا آغاز تکبیر سے ہوتا ہے...... اللہ اکبر...... سب سے افضل عبادت جہاد ہے اور جہاد اور تکبیر کا مستقل ساتھ ہے...... تکبیر سے جہاد کو قوت ملتی ہے اور جہاد سے تکبیر دور، دور تک گونجتی اور پہنچتی ہے......

عام دنوں میں ایک بار اللہ اکبر...... کہنے سے بیس گناہ معاف، بیس نیکیاں درج......اور عشرہ ذوالحجہ میں تو ہر نیکی لاکھوں میں جاتی ہے......اس لئے شیطان ان دنوں زیادہ محنت کرتا ہے......نفس کی خواہشات......غصہ اور آپس کے جھگڑے......شیطان کے یہ تین تیر ان دنوں بہت چلتے ہیں......حدیث پاک میں اشارہ موجود ہے......جس نے حج کیا اور اس میں شہوت والی باتوں سے، فسق سے اور جھگڑے سے بچا......تو اس کے سب گناہ معاف......ایسا پاک جیسے ابھی پیدا ہوا ہو......حکمت والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کے خاص تیروں کی نشاندہی فرمادی......اس لئے غصہ نہ کریں، ٹھنڈے رہیں، آپس میں لڑائی جھگڑے نہ کریں......اور ناجائز شہوات سے دور رہیں۔



⑧ عید الاضحیٰ

یادگارِ عید:

ہم تمام مسلمان اس بات کا عزم کرلیں کہ ان شاء اللہ ہم کبھی بھی عید کا دن غفلت میں نہیں گزاریں گے بلکہ...... اپنی ہر عید کو اپنے لئے ایک ''یادگار'' عید بنائیں گے...... جی ہاں! ''یادگار'' عید وہ ہوگی جو آخرت میں خوب کام آئے...... جب ہم اپنے ''اصل وطن'' میں ہوں گے اور نہ ختم ہونے والی زندگی شروع ہو جائے گی...... عید کے دن کون کون سے کام مسنون ہیں؟...... یہ سب آپ کو اس کتاب میں مل جائے گا۔ محبت کے ساتھ درود شریف پڑھتے جائیں اور عشق کے ساتھ ایک ایک سنت کو پورا کرتے جائیں...... اپنی استطاعت کے مطابق خوب بڑھ چڑھ کر اچھی سے اچھی قربانی کریں...... یہ بری بات ہے کہ جیب میں موبائل سیٹ پندرہ ہزار کا اور قربانی کے لئے تین ہزار...... مہنگا موبائل سیٹ ہماری ضرورت نہیں وہ تو محض ایک فضول عیاشی اور بے کار نمائش ہے جبکہ قربانی تو ہماری ضرورت ہے...... یہ تو ہمارے بہت کام آئے گی ان شاء اللہ...... اس لئے موبائل سیٹ سستا ہو جائے اور قربانی قیمتی اور بہترین ہو جائے تو یہ نفع کا سودا ہے اور عقلمندی والی بات...... بعض افراد عید کے دن قرآن پاک کی تلاوت کا ناغہ کر دیتے ہیں...... اللہ کے بندو! یہ تو وفاداری والی بات نہ ہوئی...... خوشی کے دن تو خوشی والے کام کرنے چاہئیں اور اللہ پاک کے کلام کی تلاوت تو بہت خوشی والا عمل ہے...... کہاں ہم چھوٹے، حقیر اور ناپاک اور کہاں اللہ عظیم و جلیل کا پاک کلام...... یہ تو اس کا احسان

ہے کہ ہمیں پڑھنے کی اجازت دی...... اور اس پڑھنے کو ہمارے لئے دنیا آخرت کی خوشی کا ذریعہ بنایا...... بس اے بھائیو اور بہنو! عید کے دن تلاوت کا ناغہ نہ ہو...... خوب گوشت کھاؤ، خوب ملو جلو، خوب کباب بناؤ، پلاؤ پکاؤ، جوس پیو...... مگر تلاوت بھی کرلو...... اور اگر تمام گھر والے اکٹھے بیٹھ کر تلاوت کرلو گے تو خوب لطف آئے گا اور خوب اجر ملے گا......

اور اے مسلمان بھائیو اور بہنو! عید پر ایک چھوٹا سا کام کرلیا کرو...... ان شاء اللہ آئندہ آنے والے مسلمان تمہیں دعائیں دیں گے...... اور تم بھی ان لوگوں میں شامل ہو جاؤ گے جنہوں نے دین سے ''بدعات'' کی جھاڑیوں کو دور کیا...... اور سنت کے نور کی حفاظت کی...... عید کے دن نئے کپڑے، نیا جوڑا، نیا جوتا مسلمانوں نے ضروری سمجھ لیا ہے...... اور اس کی وجہ سے بہت سی خرابیوں نے جنم لے لیا ہے...... آپ عید کے دنوں پر درزیوں کی دکانوں پر جائیں...... یا کپڑے کی مارکیٹ کو دیکھیں تو ہر طرف شیطان ناچتا نظر آتا ہے...... درزیوں اور دکانداروں کی نمازیں ضائع ہوتی ہیں...... عید الفطر پر ان سب کا رمضان المبارک کا آخری عشرہ ضائع ہوتا ہے...... غریب لوگ نئے جوڑے اور جوتے کے لئے قرضہ اٹھاتے ہیں...... اور جن کے بچوں کو یہ چیز میسر نہ آئے وہ ناشکری کی آہیں بھرتے ہیں...... معلوم ہوا کہ ایک بے ضرر سی چیز اب کتنی خوفناک شکل اختیار کرتی جارہی ہے...... اس لئے ہم عید کے موقع پر ''نیا جوڑا، نیا جوتا'' کی رسم کو بالکل چھوڑ دیں...... بس اپنے لباس میں سے جو اچھا جوڑا ہو اس کو دھو کر پہن لیا کریں اور یہی معاملہ اپنے بچوں کے ساتھ بھی کریں...... اور جوتا تو کوئی ایسی چیز ہی نہیں کہ اس کی زیادہ فکر کی جائے، اپنے استعمال والے جوتے کو دھولیں یا پالش کر کے چمکا لیں...... آپ یقین کریں آپ کے اس عمل سے کتنے مسلمانوں کو فائدہ ہوگا اور آپ کو کوئی کمی محسوس نہیں ہوگی...... اس بات کا اہتمام کریں اور مسلسل کرتے رہیں تو ان شاء اللہ پورا ماحول ہی بدل جائے گا اور مالدار لوگ غریبوں کے دلوں کا خون نہیں کرسکیں

گے...... نیا جوڑا اس وقت بنایا جائے جب اس کی ضرورت ہو، عید ہی کے موقع پر اس کا التزام نہ کیا جائے ...... نیا جوتا بھی اس وقت خریدا جائے جب اس کی ضرورت ہو، اس کے لئے عید کا موقع خاص نہ کیا جائے۔ بس یہ ہے وہ چھوٹا سا کام جو ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے شروع کر دیں ...... اور ہم اپنا مزاج یہ بنالیں کہ شادی ہو یا غمی ...... عید ہو یا کوئی سوگ...... سب سے پہلے ہمارا ذہن اس طرف جائے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے؟ ...... اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ کیا ہے؟ ...... اگر ہمارا طرز عمل یہ بن گیا تو ہمارے لئے دنیا آخرت دونوں آسان ہو جائیں گی ...... اور ہم انسانوں کی بنائی ہوئی ظالمانہ رسومات کے غم اور اندھیرے سے بچ جائیں گے، ان شاء اللہ......

عید کی سنتیں:

اسلام میں صرف دو تہوار ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ اسلام کا دوسرا مہتم بالشان تہوار عید الاضحیٰ اس مہینے کی دس تاریخ کو منایا جاتا ہے۔ عید الاضحیٰ کے دن نماز عید ادا کرنا واجب ہے۔ یہ نماز چھ زائد تکبیرات کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔ عید کے دن تیرہ چیزیں سنت ہیں:

(١) ......شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا۔

(٢) ......غسل کرنا۔

(٣) ......مسواک کرنا۔

(٤) ......حسب طاقت عمدہ کپڑے پہننا۔

(٥) ......خوشبو لگانا۔

(٦) ......صبح کو بہت جلدی اٹھنا۔

(٧) ......عید گاہ میں بہت جلد جانا۔

(٨) ......عید الاضحیٰ کے دن نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا اور نماز کے بعد اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھانا۔

۹ ......عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے صدقۃ الفطر ادا کرنا۔

۱۰ ......عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا۔(عذر ہو تو مسجد میں بھی پڑھ سکتے ہیں)

۱۱ ......ایک راستہ سے عید گاہ جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔

۱۲ ......عید گاہ جاتے ہوئے راستہ میں ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ'' عید الفطر میں آہستہ اور عید الاضحیٰ میں بلند آواز سے کہنا۔

۱۳ ......سواری کے بغیر پیدل عید گاہ میں جانا۔

مسئلہ:

عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر تشریق کہنا بعض کے نزدیک واجب ہے اس لئے عید الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی یہ تکبیر کہی جائے۔

مسئلہ:

عید کی نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے۔خطبہ کو تکبیر سے شروع کرے۔پہلے خطبہ میں نو مرتبہ تکبیر کہے اور دوسرے خطبہ میں سات مرتبہ اور دونوں خطبوں کے درمیان خطبہ جمعہ کی طرح اتنی دیر تک بیٹھے جس میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جا سکے۔

ایک ایسی عید......

ہم سب اسی وقت کامیاب ہوں گے جب ہم اپنے آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کو مانیں گے......اور ان کے طریقے پر چلیں گے......آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کے موقع پر غریبوں اور یتیموں کا کتنا خیال رکھا......ہم بھی یہی طریقہ اختیار کرلیں......چپکے چپکے غریبوں کے گھر قربانی کا جانور پہنچا آئیں......یا عید کے دن پورے احترام کے ساتھ پہلے ان کو گوشت دے آئیں......ہم عید کے دن شہداء کرام کی ماؤں سے ڈھیروں دعائیں لے آئیں......اور ہم یتیم بچوں کے لئے اپنے بچوں جیسے کپڑے، جوتے بنائیں......بس اے مسلمانو! ہم میں سے مال

والوں کو یہ فکر لگ جائے کہ ان کا مال صرف ان کے لئے نہیں ہے...... اس مال میں بڑے بڑے حقوق ہیں اور بڑی ذمہ داریاں...... ہم نے وہ حقوق ادا کردیئے تو یہ مال جنت کا پھل ہے اور وہاں کی نہریں...... اور اگر وہ حقوق ادا نہ کیے تو یہ مال قبر کا اژدہا ہے اور جہنم کا کالا سانپ...... یا اللہ حفاظت فرما...... یا اللہ حفاظت فرما......

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

ہم سے پہلے بہت لوگ اس دنیا میں رہتے تھے...... آج ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے ...... وہ سب مر گئے ہیں اور ان میں سے کئی لوگوں کی قبریں تک مٹ چکی ہیں...... بس چند دنوں میں ہم بھی قبروں میں جا سوئیں گے...... سب مال، دُکان، مکان یہاں رہ جائیں گے...... مرنے کے بعد ہمیں پتہ چلے گا کہ وہاں نیک اعمال کی کتنی قدر ہے؟...... انسان تمنا کرے گا کہ مجھے زمین پر واپس بھیجا جائے میں اپنی ساری دولت قربان کردوں گا...... اور ایک لمحہ بھی ذکر سے غافل نہیں رہوں گا...... مگر جانے کے بعد واپسی نہیں ہوگی...... پوچھا جائے گا کہ زندگی کیسے گزاری؟...... جوانی کن کاموں میں گزاری؟...... مال کہاں سے کمایا کہاں لگایا؟...... قبر کی تنہائی اور آخرت کی منزلوں کی گہرائی اور مشکل سوالات...... اگر آج ہم میں سے کسی کو تیس ہزار فٹ اونچا اڑنے والے جہاز سے زمین پر گرادیا جائے تو ہمارا کیا حال ہوگا...... دنیا سے برزخ اور آخرت کی منزلیں تو اس بھی زیادہ دور ہیں...... اخلاص سے کیا ہوا ایک ایک عمل کام آئے گا...... کیا اس وقت ہمارے نامۂ اعمال میں ایک ایسی عید ہوگی جس میں ہم نے کوئی گناہ نہیں کیا ہوگا؟...... یہ بات ہمیں سوچ لینی چاہیے کیونکہ ابھی ہم زندہ ہیں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

ایک ایسی عید جو قیامت کے دن ہمیں مسکرا کر سہارا دے...... اور جو جنت میں ہمارے ساتھ رہے...... ایک ایسی عید جس میں خوشیوں کی مسکراہٹ کے ساتھ چند آنسو بھی ہوں...... جو

گناہوں سے استغفار کرتے ہوئے ٹپکے ہوں...... جو اسیران اسلام کی رہائی کی دعا کرتے ہوئے گرے ہوں...... جو اپنے شہداء ساتھیوں کو ایصال ثواب کرتے ہوئے مچل پڑے ہوں...... جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے اظہار تشکر میں برس پڑے ہوں...... یا جو فلسطین، افغانستان، عراق، کشمیر اور برما وغیرہ کے مظلوم مسلمانوں اور جانباز مجاہدوں کے لئے دعائیں کرتے ہوئے گرے ہوں۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

ایک ایسی عید جس پر ہمیں یاد رہے کہ ہم مسلمان ہیں...... اس لئے ہم کوئی غیر اسلامی حرکت نہ کریں...... دن کا آغاز فجر کی باجماعت نماز سے ہو...... اور پھر غسل، خوشبو، سرمہ، عمامہ، مسواک، پاک کپڑے اور زبان پر تکبیر، دل میں تکبیر...... عیدگاہ کی طرف عشق کے ساتھ جلدی روانگی، پہلی صف میں عید کی نماز توجہ اور خشوع کے ساتھ...... اور پھر قربانی...... مسلمانوں کی غم خواری...... اہل خانہ کے حقوق کی ادائیگی۔ دین اور جہاد کی محنت...... والدین کی خدمت...... اپنے بیوی بچوں کی دلداری...... تمام نمازیں باجماعت مسجد میں...... قرآن پاک کی تلاوت اور زبان، دل اور نظر کی حفاظت...... یتیموں کے سروں پر شفقت کا ہاتھ...... رب تعالیٰ کی دعوت حلال گوشت کے مزے اور دل کی گہرائیوں سے شکر...... اور غفلت سے حفاظت

کیا یہ سب کچھ ایک دن میں ممکن ہے؟...... جی ہاں! جن کی قسمت اچھی ہو ان کے لئے تو اس سے بھی زیادہ ممکن ہو جاتا ہے...... کیونکہ بے شک ہم چھوٹے ہیں، دن بھی چھوٹا ہے مگر رب تعالیٰ تو بڑا ہے، بہت بڑا ہے سب سے بڑا ہے......

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

خوشی کا مطلب:

عید کے دن نئے کپڑے نہ ضروری ہیں...... نہ مسنون اور نہ کوئی ثواب والا کام......

مؤمنات بہنوں سے خاص طور پر گذارش ہے...... کہ اس عمل کو اتنا ضروری قرار نہ دیں کہ گناہ اور ناشکری کے کالے دروازے کُھل جائیں...... موریطانیہ میں بیوی نے بچوں کے لئے عید کے کپڑوں پر ضد کی...... رونا دھونا اور ناشکری...... بے وقوف خاوند نے بچوں کو قتل کر ڈالا...... استغفر اللہ، استغفر اللہ...... اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے صاحب استطاعت لوگوں کو بھی چاہئے کہ...... نئے کپڑوں کا التزام چھوڑ دیں...... عید الفطر پر نئے کپڑوں کے التزام سے...... ہزاروں گناہوں نے جنم لے لیا ہے...... درزیوں کی دکانیں سینماؤں کا منظر پیش کرتی...... اور رمضان کی راتوں کو اجاڑتی ہیں...... مالدار لوگ اگر نئے کپڑے نہ پہنیں...... بس صاف ستھرے اچھے لباس سے سنت پوری کر لیں تو غریبوں کو بھی...... آہیں اور شکوے بھرنے کا موقع نہیں ملے گا...... کئی لوگوں کے پاس تو بہت پیسہ ہوتا ہے وہ چاہیں تو روز نیا جوڑا پہن پھینکیں...... عید کے دن کی خوشی مسلمانوں کے لئے یہ ہے کہ...... اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں...... اور بس...... حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں:...... ''ہم عید کے دن کا آغاز اپنی نظروں کی حفاظت سے کرتے ہیں''...... یعنی پہلا کام یہ کہ...... آج خوشی کا بڑا اور مبارک دن ہے...... ہم اس دن کوئی گناہ اور نافرمانی نہیں کریں گے...... ایک اللہ والے کا فرمان ہے...... مؤمن کی خوشی اُس کے رب کے ساتھ جڑی ہوئی ہے...... اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہی...... اس کی خوشی اور عیاشی ہوتی ہے...... وہ مسلمان جن کے پاس قربانی کی استطاعت نہیں...... وہ بھی خوش رہیں...... اُن کی غربت خود ایک ''تقرب الی اللہ'' والا عمل ہے...... وہ جانور ذبح نہیں کر سکتے...... مگر تکبیر سے انہیں کون روک سکتا ہے...... تہلیل اور تسبیح سے کونسی چیز مانع ہے...... وہ ذکر اللہ اور اعمال صالحہ کی کثرت کر کے...... مالداروں سے بھی آگے نکل جائیں......

عید کے دن کی آرزو:

اللہ تعالیٰ ہر اس مومن سے راضی...... جو اللہ تعالیٰ سے راضی...... یا اللہ! ہم آپ کے

عاجز بندے آپ کی تقدیر پر...... اور آپ کے ہر حکم پر راضی ہیں...... آپ نے ہمیں ایمان عطاء فرمایا...... اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت میں سے بنایا...... ہماری پیشانی کو صرف اپنے سامنے جھکایا...... یا اللہ! ہم سے راضی ہو جائیے...... آپ سب سے بڑے، ہم بہت چھوٹے...... ہمیں آپ ''عیدی'' دے دیجیے...... بہت ساری عیدی...... اپنی عظیم اور رحیم شان کے مطابق عیدی...... مغفرت، معافی، ایمان کامل، حسن خاتمہ، مقبول شہادت...... عافیت، اپنا فضل اور بہت سی عیدی...... آپ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں...... یا اللہ! عیدی...... دل کا سکون اور سکینہ، شکر کی توفیق...... اور آپ کی مغفرت...... اور جب آپ سے ملاقات ہو تو...... معافی، ستاری اور رحم...... یا اللہ! عیدی...... یا اللہ! امت مسلمہ کو ایمان، غلبہ، قوت، شوکت اور آزادی عطاء فرما دیجئے...... اسیران اسلام کو باعزت رہائی...... محاذوں پر ڈٹے مجاہدین کو اپنی نصرت...... حجاج کرام کو حج مبرور...... بیماروں کو شفاء...... اور دکھی دلوں کو سکینہ...... یا اللہ! عیدی...... یا اللہ! ہماری جماعت...... غریبوں، فقیروں، مسکینوں کی جماعت ہے...... جماعت کے ہر مخلص ساتھی کو رزق حلال وافر عطاء فرما دیجئے...... حرام سے بچا لیجئے...... یا اللہ! شہداء اور اسیروں کی جماعت ہے...... اسے آپ عیدی دے دیجئے...... اس کے کام کو قیامت تک چلا دیجئے...... اور اسے اپنی رضا والی جماعت بنا دیجئے......



بسم اللہ الرحمن الرحیم







حج و عمرہ

(تعارف، فضائل، احکام، اسرار، حکمتیں)



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حج بیت اللہ

حج اسلام کے محکم اور قطعی فرائض میں سے ایک فریضہ ہے اور اسلام کی پانچ بنیادوں میں سے ایک بنیاد ہے۔ حج بیت اللہ کی فرضیت کا اعلان قرآن پاک ان الفاظ میں فرماتا ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ﴾

"اور لوگوں پر اللہ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھے وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اہلِ عالَم سے بے نیاز ہے۔"

(آل عمران ۹۷)

حج بیت اللہ کے بے شمار فضائل ہیں جبکہ فرض ہونے کے باوجود اسے ادا کرنے میں سستی کرنا بہت بڑا گناہ اور وبال ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"مَن ملك زادًا و رَاحلة تُبلِّغه اِلٰی بیت الله ولم یَحُجَّ فلا علیه ان یموتَ یهودیًّا او نصرانیًا۔"

"جس کے پاس سفر کا سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔"

(سنن الترمذی، کتاب الحج، باب ما جاء من التغلیظ فی ترک الحج۔ رقم الحدیث: ۸۱۲ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

دیکھیں کتنی سخت وعید ہے کہ استطاعت کے باوجود حج نہ کرنے والا (نعوذ باللہ) یہودیت اور نصرانیت پر مرتا ہے۔

حج بیت اللہ اسلام کے خاص شعائر میں سے ہے پس مسلمانوں کونہیں چاہئے کہ وہ پیسہ بڑھانے، جائیداد بچانے اور زیورات بچا بچا کر رکھنے میں لگے رہیں اور حج بیت اللہ سے محروم رہیں۔آج مسلمان شادی بیاہ کی فضول رسموں پر جتنا مال برباد کرتے ہیں اگر اسی کو کام میں لائیں تو یہ فریضہ بآسانی ادا کر سکتے ہیں مگر لوگوں نے جہیز اور شادی کی دیگر رسومات کو فرض اور حج کو نعوذ باللہ ایک زائد چیز سمجھ رکھا ہے...... اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس فریضے کا ذوق اور شوق نصیب فرمائے۔ مردوں اور عورتوں کو چاہئے کہ اپنی جائیداد، زمینیں اور زیورات کا مکمل حساب اور تفصیل علماء کرام کو بتا کر ان سے پوچھیں کہ آیا ان پر حج فرض ہے یا نہیں؟

أَفْضَلُ الأَعْمَال

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”ایک شخص نے (دربارِ نبوی میں حاضر ہو کر) عرض کیا، یارسول اللہ! اسلام کیا ہے؟“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”(اسلام) یہ ہے کہ تیرا دل (اللہ تعالیٰ کا) مطیع و فرمانبردار ہو جائے اور مسلمان تیری زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔“

اس شخص نے پوچھا:

”سب سے افضل اسلام کونسا ہے؟“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”ایمان۔“

اس نے کہا:

''ایمان کیا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''(ایمان) یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے پر یقین رکھے۔''

اس شخص نے عرض کیا:

''سب سے افضل ایمان کونسا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہجرت۔''

اس نے پوچھا:

''ہجرت کیا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''(ہجرت) یہ ہے کہ تو بُرائی یعنی گناہ کو چھوڑ دے۔''

اس نے پوچھا:

''سب سے افضل ہجرت کون سی ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جہاد۔''

اس نے کہا:

''جہاد کیا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''(جہاد) یہ ہے کہ تم جنگ کے وقت کافروں سے لڑو۔''

اس نے پوچھا:

''سب سے افضل جہاد کون سا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''سب سے افضل (جہاد) اس شخص کا ہے جس کی سواری بھی (جنگ میں) کام آجائے اور خود اس کا بھی خون بہا دیا جائے (یعنی وہ اپنی سواری سمیت شہید ہو جائے)''۔

(اس کے بعد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''پھر دو اعمال اور ہیں جو (مذکورہ بالا اعمال کے سوا) دیگر اعمال میں سب سے افضل ہیں، ہاں! مگر جو کوئی ان جیسا عمل کرے۔ (اور وہ عمل یہ ہیں): (۱) مقبول حج۔ (۲) اور عمرہ۔''

(مسند احمد (۴/ ۱۱۴) وأورده المصنف فی زوائد المسند برقم (۱۵۶۶)......مجمع الزوائد/ کتاب الحج، باب فضل الحج والعمرة/ رقم الحدیث: ۵۲۶۲/ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ

اللہ تعالیٰ کے پیارے بندو! حج کرلو، حج کرلو، حج کرلو......

اللہ تعالیٰ کی پیاری بندیو! حج کرلو، حج کرلو، حج کرلو......

ہم دنیا میں جن ضروری کاموں کے لئے بھیجے گئے ہیں......ان کاموں میں سے اہم ترین کام ''حج بیت اللہ'' ہے......

''بیت اللہ'' سبحان اللہ!......اللہ تعالیٰ کا گھر......دل چاہتا ہے رو رو کر لکھتا جاؤں...... بیت اللہ، بیت اللہ، بیت اللہ، اور آپ رو رو کر پڑھتے جائیں ...... بیت اللہ، بیت اللہ، بیت اللہ......

پلاٹ اور زیور کا ہم نے کیا کرنا ہے؟...... بیت اللہ تو جنت کا ٹکڑا ہے...... مالک کا احسان

کہ ہمیں دنیا میں یہ عطاء فرما دیا...... آہ! آنکھیں کتنی پیاسی رہ جاتی ہیں اگر وہ ''بیت اللہ'' کو نہ دیکھ سکیں...... کتنی محرومی کی بات ہے کہ...... شادیوں کی دعوتیں کرتے رہو اور بیت اللہ کو نہ جا سکو...... تھوڑا سا سوچو ہم نے زندگی میں کتنی بار اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا؟...... کتنی بار ایسے کام کئے جن کو دیکھ کر محبوب مالک کو غصہ آتا ہے...... تو کیا ہم ایک بار ایسا نہیں کر سکتے کہ...... اللہ تعالیٰ خوشی سے ہم پر فخر فرمائیں اور اپنے فرشتوں سے کہیں...... دیکھو میرے بندوں کو؟...... یہ خاص لمحہ اور خاص منظر نو ذی الحجہ کے دن ''عرفات'' کے میدان میں نصیب ہوتا ہے...... صحیح حدیث میں آیا ہے کہ...... جب عرفات میں حجاج جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے قریب ہو کر...... فرشتوں کے سامنے ان پر فخر فرماتے ہیں......

عرفات ہم سے کتنا دور ہے؟...... ارے! اپنی جان بیچ کر جانا پڑے تو آدمی چلا جائے کہ کبھی تو اپنے رب کو اپنے اوپر خوش کر لوں...... ایک جہاد کا محاذ...... اور دوسرا حج کا میدان...... دنیا میں کوئی جگہ ان کے برابر نہیں...... معلوم نہیں لوگ کہاں کہاں گھومتے رہتے ہیں...... اور کہاں کہاں گھومنا چاہتے ہیں...... اس پاک زمین پر جانے کے لئے نہیں تڑپتے...... جہاں ہدایت برستی ہے، جہاں نور ٹپکتا ہے...... جہاں ملائکہ اترتے ہیں...... جہاں مغفرت بٹتی ہے...... جہاں حسن چمکتا ہے...... جہاں رحمت مہکتی ہے...... سبحان اللہ!...... وہ کعبہ شریف...... اللہ، اللہ، اللہ...... وہ اس کی حطیم شریف...... وہ سامنے مقام ابراہیم...... وہ پیارا حجر اسود...... بہت پیارا، بے حد پیارا...... میرے اللہ! حجر اسود کے ایک بوسے کا سوال ہے...... وہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان کی مقبول دعاء...... وہ کعبہ کی چھت پر لگا پرنالہ...... وہ صفا، وہ مروہ...... وہ عرفات کے انوارات، وہ منیٰ کی پُر کیف وادی...... وہ مزدلفہ کی روحانی ٹھنڈک...... وہ مکہ مکرمہ...... وہ مدینہ منورہ...... ساری دنیا کا حقیقی حسن ان دو شہروں میں سمٹ آیا ہے...... اہل علم محبت کے ساتھ لڑتے رہے کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ...... فیصلہ کوئی بھی نہیں کر پاتا...... مکہ تو ماشاء اللہ مکہ ہے......

عزت ووقار میں بے مثال......اور مدینہ تو ماشاء اللہ مدینہ ہے...... حسن وجمال میں بے مثال...... میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ سے بے حد پیار تھا...... جب مکہ چھوڑنا پڑا تو دل مبارک رو رہا تھا......اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ سے بے حد پیار تھا......ایسا پیار کہ اسے قیامت تک چھوڑنے سے انکار فرمادیا......مکہ جا کر بیٹھو تو مکہ مکرمہ پیار سے پوچھتا ہے......کیا تم نے مدینہ دیکھا ہے؟ تم مدینہ کب جاؤ گے اور وہاں سے واپس میرے پاس کب آؤ گے؟ مجھے اُن سے پیار ہے جو مدینہ سے آتے ہیں......اور مدینہ منورہ جا بیٹھو تو وہ پوچھتا ہے کیا تم نے مکہ کی زیارت کی ہے؟...... کب میری سرحد سے احرام باندھ کر مکہ جاؤ گے......اور پھر مکہ سے کب لوٹ کر واپس میرے پاس آؤ گے؟...... مجھے ان سے پیار ہے جو مکہ سے آتے ہیں......سبحان اللہ! حاجی کے مزے ہو جاتے ہیں......عمرہ کرنے والے کی موج ہو جاتی ہے......کبھی اس کا جسم مکہ میں تو روح مدینہ میں......اور کبھی روح مکہ میں تو جسم مدینہ میں...... سچی بات ہے نہ مکہ شریف سے دل بھرتا ہے اور نہ مدینہ پاک سے......کسی کی عمر ہزار سال ہو اور وہ روزانہ ایک بار مکہ جائے اور ایک بار مدینہ تب بھی دل کی پیاس نہیں بجھتی......روح پھر بھی مکہ اور مدینہ کی طرف یوں لپکتی ہے جس طرح شیر خوار بچہ اپنی ماں کی طرف......اے مسلمانو! سنو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں حج کی طرف بلایا...... اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم السلام نے انسانوں کو حج کی طرف بلایا...... اللہ تعالیٰ نے کلمۂ طیبہ کی دولت سے مالا مال ایمان والوں پر پانچ چیزیں لازمی فرض فرمائیں...... یہ پانچ چیزیں زندگی کا مقصد اور زندگی کی ضرورت ہیں......ان پانچ میں سے ایک حج بیت اللہ ہے......اسلام کی عمارت کا ایک لازمی ستون...... حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنبیہ فرمائی کہ......حج کی استطاعت کے باوجود نہیں جاؤ گے تو خطرہ ہے کہ یہودی ہو کر مرو گے یا نصرانی...... حج کی برکت سے گناہ سارے معاف ہو جاتے ہیں......اور حج کا بدلہ جنت ہے...... حج کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں غنی فرما دیتے ہیں......اور حج کے اعمال پوری زندگی انسان

کے ساتھ رہتے ہیں......اور مرنے کے بعد اس کے ساتھ قبر اور حشر میں جاتے ہیں......شیطان ہمیشہ حج سے روکتا ہے......وہ حج سے ڈراتا ہے......وہ خرچے گنواتا ہے......وہ جانتا ہے کہ یہ حج پر چلے گئے تو خطرہ ہے کہ......میرے ہاتھ سے نکل جائیں...... یہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی عدالت میں پکی توبہ کر آئے تو میری ساری محنت پر پانی پھر جائے گا......شیطان کو تو ہمارے ایک سجدے سے بھی تکلیف ہوتی ہے......جبکہ حرم شریف کا ایک سجدہ ایک لاکھ سجدوں کے برابر ہے......ایسا سجدہ تو شیطان کی کمر توڑ دیتا ہے......شیطان کو ہمارے ایک بار "الحمد للہ"، "سبحان اللہ" اور "اللہ اکبر" کہنے سے درد ہوتا ہے......جبکہ حرم شریف میں ایک بار کا الحمد للہ، سبحان اللہ، اللہ اکبر ......ایک لاکھ بار پڑھنے کے برابر ہے......شیطان کہتا ہے پیرس جاؤ وہاں عیش کرو......لندن جاؤ وہاں عیاشی کرو......واشنگٹن جاؤ وہاں ترقی دیکھو......یعنی بیت اللہ نہ جاؤ...... بیت الخلاء میں جا بیٹھو......آج ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو حج بیت اللہ کے فریضے کی طرف بلایا جائے ......تاکہ یہ اپنے اصل مرکز سے جڑے رہیں......آج ضرورت ہے کہ مسلمانوں کے سامنے مکہ اور مدینہ کے حقیقی حسن کو بار بار بیان کیا جائے ......تاکہ یہ کفر کے اڈوں کی طرف نہیں، ایمان کے مرکز کی طرف دوڑیں......اے مسلمانو! شوق کے اس قافلے کو دیکھو جو حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں......احرام باندھے، تلبیہ پڑھتے مکہ مکرمہ جا رہا تھا......مگر اسے حدیبیہ پر روک دیا گیا...... پھر اس قافلے کے شوق کا ایک ذرہ اللہ تعالیٰ سے مانگ لو......بس جیسے ہی دل میں شوق آیا......راستے کھلنا شروع ہو جائیں گے......اور روح اُڑنے لگ جائے گی......ارے! کعبہ اور روضہ اطہر یہ اس دنیا کی جگہیں نہیں ہیں......

اہل دل نے لکھا ہے کہ......مرنے کے بعد ایمان والوں کے لئے "علیین" کے جو آٹھ مراکز بنائے گئے ہیں......ان میں سے بعض زمزم کے کنویں کے پاس ہیں اور بعض مدینہ منورہ روضہ اطہر کے پاس...... یہ تو عظیم مالک کا اس امت پر احسان ہے کہ......دنیا میں یہ مقامات

ہمارے لئے کھول دیئے......تاکہ ہم ان سے فیض پا کر مرنے کے بعد اونچے محلات پا سکیں......ارے بھائیو! اور بہنو! مکہ اور مدینہ سے یاری لگاؤ، دوستی لگاؤ، تعلق بناؤ......مرنے کے بعد روح کو ان کے پڑوس میں کوئی جگہ مل گئی تو جنت کے دروازے پر جا بیٹھو گے...... شہداء کرام کے مزے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد......ان دو مقامات پر جگہ پا لیتے ہیں......بے شک وہ زندہ ہیں اور زندہ کہلاتے ہیں......مکہ اور مدینہ میں زندگی ملتی ہے زندگی......شیطان زور لگاتا ہے کہ مسلمان وہاں نہ جائیں......اور اگر چلے بھی جائیں تو وہاں کے بازاروں میں کھو جائیں......وہاں کے بازار بڑے خطرناک ہیں......جو بھی جائے نیت باندھ کر جائے کہ......بازاروں سے حتی الوسع بچنا ہے......

بھائیو! اور بہنو! حج کی آواز لگ چکی ہے......اُٹھو نیت باندھ لو......تلبیہ یاد کر لو......

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لاشريكَ لَكَ۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ......جب کوئی مسلمان ''تلبیہ'' پڑھتا ہے تو اس کے دائیں اور بائیں کے تمام پتھر، درخت اور عمارتیں بھی تلبیہ پڑھتی ہیں......دائیں طرف زمین کے آخری کنارے تک اور بائیں طرف بھی زمین کے آخری کنارے تک......ارے بھائیو! اور بہنو! زمین کے پتھر اور درختوں نے ہمارے معلوم نہیں کتنے گناہ دیکھ رکھے ہیں......اور ہمارے گناہوں والی کتنی باتیں سن رکھی ہیں......اُٹھو! حرم شریف کی طرف دوڑو......میقات پر احرام باندھو اور دیوانہ وار پڑھو......

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لاشريكَ لَكَ۔

دیکھو! مدینہ منورہ سے آواز آرہی ہے:

أيها الناس ان الله كتب عليكم الحج فحجوا۔

’’اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے...... پس تم حج کرو۔‘‘

(صحیح مسلم)

بس بات ہی ختم ہوگئی...... مدینہ پاک سے حکم آ گیا...... اب تو جانا ہے، ان شاء اللہ...... جو بیچنا پڑے اسے بیچنا سعادت...... جو چھوڑنا پڑے اسے چھوڑنا سعادت...... اس میں جو تھکنا پڑے وہ تھکاوٹ سعادت...... ارے! جلدی کرو...... ایسا نہ ہو کہ تمہارے درمیان اور بیت اللہ کے درمیان رکاوٹیں آ جائیں...... جنہوں نے اب تک یہ فریضہ ادا نہیں کیا...... وہ آج سے ہی دو رکعت نفل روزانہ ادا کریں خوب مانگیں، خوب گڑگڑائیں...... جن کی اولاد جوان ہو چکی ہے...... اور وہ استطاعت رکھتے ہیں وہ اپنی اولاد کو حج کرائیں تاکہ...... اولاد کے فرائض پورے ہوں...... اور ان کی زندگی بامقصد بنے...... بھائیو! نوٹوں کی گنتی میں نہ پڑو۔ یہ نوٹ ہمیں اسی لئے ملتے ہیں کہ ہم سب سے پہلے ان کے ذریعہ اپنے فرائض ادا کریں...... ہاں! اپنی اور اپنی اولاد کی ایک گنتی ہر وقت ضرور کرتے رہو کہ...... کتنے فرائض ادا ہو گئے اور کتنے باقی ہیں؟...... فریضۂ نماز، فریضۂ زکوٰۃ، فریضۂ صیام، فریضۂ حج اور فریضۂ جہاد فی سبیل اللہ...... ہمارے ایک استاذ محترم فرمایا کرتے تھے کہ جن کے پاس ’’حرمین شریفین‘‘ جانے کے اسباب نہ ہوں اور وہ جانے کا شوق رکھتے ہیں...... تو وہ ہر نماز کے بعد ایک بار ’’تلبیہ‘‘ پڑھ لیا کریں...... ان شاء اللہ آسانی ہو جائے گی......

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ۔

اللہ تعالیٰ کے مہمان:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''اللہ کے مہمان تین (قسم کے لوگ) ہیں: (۱) جہاد کرنے والا (۲) حج کرنے والا (۳) عمرہ کرنے والا۔''

(مشکوۃ المصابیح/کتاب المناسک/الفصل الثالث/ص ۲۲۳ / ط،قدیمی کراتشی)

سابقہ گناہ ختم:

حضرت ابوشامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ہم حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے، ان کا آخری وقت قریب تھا، وہ بہت دیر روتے رہے، اور پھر فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام (کی روشنی اور حقانیت) ڈالی تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

''یارسول اللہ! اپنا ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

''کیا ہوا آپ کو اے عمرو!''

میں نے عرض کیا:

''میں ایک شرط لگانا چاہتا ہوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

''کیا شرط لگانا چاہتے ہو؟''

میں نے عرض کیا:

''یہ شرط کہ میری مغفرت کردی جائے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کیا آپ نہیں جانتے اے عمرو! کہ اسلام پہلے والے سب گناہوں کو ختم کردیتا ہے اور ہجرت

پہلے کے تمام گناہوں کا خاتمہ کر دیتی ہے اور حج (بھی) سابقہ تمام گناہوں کو منہدم کر دیتا ہے۔‘‘

(الترغیب والترھیب/کتاب الحج، الترغیب فی الحج والعمرۃ وما جاء فیمن خرج یقصد ھما فمات/ ج ۲، ص ۱۰۴/ ط، وحیدی، بشاور)

دل تڑپ اُٹھا:

ایک بار ایک ’’سائل‘‘ نے مجھے گھیر لیا...... بزرگوں نے سمجھایا ہے کہ پیشہ ور بھکاریوں کو کچھ دینا گناہ کا کام ہے...... خصوصاً وہ جو مساجد میں مانگتے ہیں...... طرح طرح کے بھیس بدل کر...... طرح طرح کے قصے سنا کر...... یہ لوگ نمازیوں کی نماز بھی خراب کرتے ہیں اور مساجد کے ماحول کو بھی...... اہل علم فرماتے ہیں کہ اُن کو بھیک نہیں دینی چاہیے...... یہی مال کسی اچھے نیک کام میں لگا دینا چاہیے...... جس ’’سائل‘‘ نے مجھے گھیرا وہ بھی تمام علامات سے ’’پیشہ ور‘‘ لگتا تھا...... جو ’’پیشہ ور‘‘ نہ ہو وہ ضرورت پوری ہونے پر فوراً گھر چلا جاتا ہے...... مگر یہ تو پوری ڈیوٹی دیتے ہیں...... سارا دن مانگتے ہیں اور ہمیشہ مانگتے ہیں...... ان کے اندر جو مانگنے کا ذوق ہے...... وہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس طرح نصیب فرمائے کہ ہم اسی طرح اللہ تعالیٰ سے مانگنے والے بن جائیں...... سارا دن مانگیں، ساری رات مانگیں، مانگ مانگ کر مانگیں...... اور ہمیشہ مانگتے ہی رہیں...... صرف ایک اللہ تعالیٰ سے...... صرف ایک اللہ تعالیٰ سے...... یہ ذوق حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بہت زیادہ حاصل تھا...... وہ اللہ تعالیٰ کے پکے فقیر تھے...... مانگنے سے نہ تھکتے تھے، نہ اُکتاتے تھے...... اسی لیے تھوڑی سی عمر میں اتنی لمبی ہمیشہ کی زندگی اور مزے پا گئے اور ابھی تک اُن کے اعمال جاری ہیں، اُن کی نوکری جاری ہے...... اور اُن کی ترقی جاری ہے...... پھر ایک اور بزرگ دیکھے...... یہ ہمارے حضرت قاری عرفان صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے ...... اُن کو اللہ تعالیٰ سے مانگنے اور منوانے کا ذوق اور طریقہ حاصل تھا...... ہم لوگ تو بس دو چار بار ہی مانگ کر تھک جاتے ہیں...... مایوس ہونے لگتے ہیں اور طرح طرح کے وساوس میں پڑ

جاتے ہیں......لیکن جن کو مانگنے کا مقام معلوم ہو جائے......اور مانگنے کی لذت سے آشنا ہو جائیں وہ ایک ہی دعاء بغیر قبول ہوئے اسّی سال تک......روزانہ سینکڑوں بار مانگنے سے بھی نہیں تھکتے......مجنوں، لیلیٰ کے پاس بار بار جاتا تھا......روٹی یا کچھ اور مانگنے......اور ہر بار اس کی خواہش ہوتی تھی کہ لیلیٰ نہ دے تاکہ وہ دوبارہ اس کے پاس مانگنے جا سکے......اسی مانگنے کے دوران اس کا دیدار کر سکے......اس کے پاس بیٹھ سکے......اس کی منت سماجت کر سکے......اس سے باتیں کر سکیں......دعاء مانگنے والا اپنے محبوب اور کریم رب کے عرش کے نیچے پہنچ جاتا ہے......وہ اپنے محبوب رب سے ہمکلام ہوتا ہے......وہ اس کے قرب کے مقام میں جا بیٹھتا ہے......اس ''پیشہ ور'' سائل نے مجھے گھیر لیا......میں گاڑی میں بیٹھا تھا......میں نے سر جھکا لیا تاکہ وہ چلا جائے......مگر وہ پینترے بدل بدل کر دعائیں دیتا رہا......مگر میرا نظریہ پختہ تھا کہ اس کو نہیں دینا......اچانک اس نے دعاء دی......اللہ تمہیں مدینے لے جائے......مدینہ کا لفظ سنتے ہی میرا ہاتھ تیزی سے جیب کی طرف بڑھا......نوٹ نکالا اور اُسے دے دیا......ہاں! مدینہ کے نام پر دھوکہ کھانا بھی مجھے اچھا لگا......اور مدینہ جانے کے شوق نے اور سب کچھ بھلا دیا......ہائے وہ دیکھو! میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''مدینہ پاک'' جا رہے ہیں......دونوں پاؤں مبارک پھٹ چکے ہیں...... پاک خون ان مبارک قدموں سے ٹپک ٹپک کر پتھروں کو رنگ رہا ہے......اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کندھے پر اُٹھا رہے ہیں......ارے! مدینہ جانا کوئی معمولی بات ہے؟ ارے! مدینہ جانا کوئی چھوٹا کام ہے؟......

لوگ ''پیرس'' کو خوشبوؤں کا شہر کہتے ہیں......نادان کہیں کے......''مدینہ'' کے تو نام سے ہی خوشبو آتی ہے اور سیدھی دل میں اُتر جاتی ہے......آپ ابھی سانس کھینچیں......مدینہ، مدینہ، مدینہ دل اور جان خوشبو سے بھر جاتے ہیں......اللہ، اللہ، اللہ......کتنا پیارا نام ہے مکہ، مکہ، مکہ......کتنا میٹھا نام ہے مدینہ، مدینہ، مدینہ......

ہر قدم پر ایک نیکی، ایک گناہ معاف اور ایک درجہ بلند:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ:

''حاجی کا اونٹ جب بھی پاؤں (زمین سے) اٹھاتا ہے یا ہاتھ (یعنی اگلا قدم) زمین پر رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے حاجی کے لئے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں، یا اس کا ایک گناہ مٹا دیتے ہیں یا ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں۔''

(الترغیب والترھیب/کتاب الحج، الترغیب فی الحج والعمرۃ وماجاء فیمن خرج یقصدھما فمات/ ج ۲، ص ۱۰۷/ ط، وحیدی، بشاور)

حج کے لئے ایک ہزار پیدل سفر:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حضرت آدم علیہ السلام ہندوستان سے اپنے قدموں پر چل کر ایک ہزار مرتبہ بیت اللہ تشریف لائے، اور ان (سفروں) میں کبھی بھی (سواری پر) سوار نہیں ہوئے، (یعنی سارے سفر پیدل فرمائے)۔''

(الترغیب والترھیب/کتاب الحج، الترغیب فی الحج والعمرۃ وماجاء فیمن خرج یقصدھما فمات/ ج ۲، ص ۱۰۷/ ط، وحیدی، بشاور)

گناہوں سے پاکی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص اللہ تعالیٰ (کی رضاء) کے لئے حج کرے، پھر نہ تو کوئی بے حیائی کا کام کرے اور نہ فسق کرے، تو وہ (گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو کر) لوٹے گا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔''

(مشکوٰۃ المصابیح/کتاب المناسک/ الفصل الاول/ص ۲۲۱/ ط، قدیمی، کراتشی)

قابل تو نہیں ...... مگر:

اللہ تعالیٰ کے ''خلیل'' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ''مکہ مکرمہ'' کے لیے دعائیں مانگیں...... اور اللہ تعالیٰ کے ''حبیب'' سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''مدینہ منورہ'' کے لیے دعائیں مانگیں...... اللہ تعالیٰ نے اپنے ''خلیل'' کی دعاؤں کو بھی قبول فرمایا اور اپنے ''حبیب'' کی دعاؤں کو بھی قبولیت سے نواز دیا...... اور یوں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ روئے زمین کے سب سے افضل شہر بن گئے...... بہت پیارے شہر، نور اور سرور سے بھرپور شہر، محبوب اور دلکش شہر...... برکتوں اور رحمتوں والے شہر...... حقیقت یہ ہے کہ ان دو شہروں کی فضیلت اور مقام کی اصل کیفیت کو الفاظ سے نہیں سمجھا جاسکتا...... اللہ تعالیٰ مجھے بھی لے جائے اور آپ سب کو بھی...... اور ایمان، محبت اور ادب کے ساتھ ان شہروں کی مقبول حاضری نصیب فرمائے تو...... پھر کچھ کچھ پتا چلے گا کہ نور کے یہ سمندر کتنے پُرکیف ہیں...... اللہ اکبر کبیرا...... وہاں جانے کی دعاء جب بھی دل سے اٹھ کر زبان پر آتی ہے تو ایک سوال بھی ساتھ ابھرتا ہے کہ...... کیا ہم وہاں جانے کے اہل اور قابل ہیں؟ ...... تب سر جھک جاتا ہے اور خوف طاری ہوجاتا ہے...... ہاں! مگر اللہ تعالیٰ ''کریم'' ہے...... الکریم جلّ شانہٗ الکریم جلّ شانہٗ ...... کریم وہ ہوتا ہے جو نا اہلوں کو بھی ''اہل'' بنا دیتا ہے...... مدینہ منورہ کی ایک خاتون کا نکاح مدینہ منورہ سے دور کسی شہر میں ہوگیا...... وہ اپنے خاوند کے ہمراہ وہاں چلی گئیں...... ایک دن اپنے گھر میں تھیں کہ کسی نے ''مدینہ منورہ'' کی یاد میں چند اشعار پڑھ دیئے...... خاتون کی آنکھوں سے آنسو گرے، دل مدینہ منورہ کے لیے ایسا تڑپا کہ دھڑکنا بھول گیا...... لوگوں نے دیکھا کہ انتقال فرما گئی ہیں...... ہاں! بے شک مدینہ منورہ بہت ہی پیارا ہے...... وہ ''طیبہ'' اور ''طابہ'' ہے...... وہ آسمانوں سے اونچا اور جنت کا حصہ ہے...... مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں ''حجاج کرام'' کا ہجوم جمع ہوتا ہے...... مشرق، مغرب اور شمال وجنوب کے مسلمان...... کالے، گورے، سانولے ہر رنگ کے...... مکہ

مکرمہ اور مدینہ منورہ پہنچ آتے ہیں...... حجاج کرام کی تعداد پچاس لاکھ تک پہنچ جاتی ہے...... مگر یہ دونوں شہر پوری محبت اور فیاضی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کا استقبال کرتے ہیں...... ۸ ذوالحجہ کو تمام حجاج کرام مِنیٰ کا رخ کرتے ہیں...... اور ''منیٰ'' میں ایک بہت بڑا عارضی شہر آباد ہو جاتا ہے...... حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں اپنے بیٹے کی گردن پر چھری پھیری تھی...... اور شیطان کو کنکریاں ماری تھیں...... تمام ''حجاج کرام'' اخلاص والے ان اعمال کی نقل اتارتے ہیں...... ۹ ذوالحجہ کے دن میدان عرفات میں حج کا سب سے بڑا فرض ادا ہوتا ہے...... کفن جیسا لباس پہنے ننگے سر مسلمان کھلے آسمان کے نیچے کھڑے ہو کر اپنے رب کو پکارتے ہیں...... یا اللہ، یا اللہ، یا اللہ...... آنسوؤں کے دریا اور مغفرتوں کے سمندر ساتھ ساتھ بہتے ہیں...... اور پھر مزدلفہ کی طرف واپسی ...... جی ہاں! مزدلفہ کی وادی میں ایک خوبصورت اور یادگار رات کا قیام اور صبح وہاں کچھ دیر کا وقوف ...... اور پھر منیٰ واپسی...... قربانی، حلق، جمرات...... اور پھر کعبۃ اللہ کے گرد طواف زیارت...... الغرض مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جانے والی سڑکوں پر حجاج کرام کے لمبے لمبے قافلے ہوتے ہیں...... کئی ممالک کے حجاج گاڑیوں پر آتے ہیں...... اور آس پاس کے بہت سے لوگ پیدل رخت سفر باندھتے ہیں...... پراگندہ بال، غبار آلود چہرے، بہتے آنسو...... اور دنیاوی تمناؤں سے پاک دل ؎

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

وہ کونسی طاقت ہے جو اب تک مسلمانوں کے خلاف استعمال نہیں ہوئی؟...... مگر مسلمان الحمدللہ ختم نہیں ہوئے...... حجاج کے قافلے چیخ چیخ کر بتاتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو اپنا معبود، اللہ اور رب نہیں مانتے...... وہ کونسی سازش ہے جو اسلام کے خلاف نہیں ہوئی...... مگر آج بھی الحمدللہ ہمارا ''قبلہ'' ایک ہے...... ہماری کتاب ایک ہے...... ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک

ہیں......ہم مسلمان کمزور سہی مگر اب تک ہم نے اصولوں پر سمجھوتا نہیں کیا......اور نہ ہی کسی میدان میں سر جھکایا ہے......اے مکہ مکرمہ جانے والو!......کعبہ شریف کو ہمارا سلام کہہ دینا......اور بتانا کہ ہم نماز میں آپ ہی کو قبلہ بناتے ہیں......جیسا کہ ہمارے رب نے ہمیں حکم دیا ہے......ہماری آنکھیں آپ کی زیارت کے لیے ترستی ہیں......اور یاد میں چھلکتی ہیں......اللہ تعالیٰ آپ کی عزت وشرافت کو اور بڑھائے......اور آپ کی عظمت کو اور اونچا کرے......آپ کے ایک کونے میں حجر اسود شریف ہے......معلوم نہیں ہمارے ہونٹوں کو اس کا بوسہ کب نصیب ہوگا......اللہ اکبر وہ کتنا پیارا تحفہ ہے......ایک پتھر ہے مگر جنت سے لایا گیا ہے......جی ہاں! ایک پتھر ہے مگر توحید کی دعوت دیتا ہے......تمام انبیاء علیہم السلام نے اس کو چوما ہے......سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ......میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میٹھے ہونٹوں نے اس کا بوسہ لیا ہے......حجر اسود کے ساتھ ملتزم کا مقام ہے......ہمارا سینہ وہاں چمٹنے کے لیے بے تاب ہے......اللہ اکبر! اسے سینے سے لگانے کا تو عجیب لطف ہے......اے کعبہ! آپ کی ہر چیز یاد آتی ہے، ہر بات یاد آتی ہے......کیسے یاد نہ آئے جبکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا تذکرہ کیا ہے......اور آپ کو تمام جہان والوں کی ہدایت کا مرکز بنایا ہے......اور آپ میں کھلی کھلی نشانیاں رکھی ہیں......اور مقام ابراہیم بھی آپ کے سامنے ہے......اے حجاج کرام! کعبہ شریف کو تمام ان مسلمانوں کا سلام پہنچانا جو وہاں نہیں جا سکتے......محاذوں پر برسر پیکار مجاہدین جو کعبہ شریف والے دین کے تحفظ اور عظمت کی جنگ لڑ رہے ہیں......دشمنانِ اسلام کی جیلوں میں قید اسیرانِ اسلام......اور مظلوم مسلمان مرد اور عورتیں جو مسلمان ہونے کی وجہ سے ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں......اور ہاں اے حجاج کرام!......مدینہ منورہ کی ہر گلی، ہر پہاڑ اور ہر راستے کو ہمارا سلام عرض کر دینا......اور روضۂ اقدس پر بہت سلام عرض کرنا، بہت سلام، بہت سلام......اور نہایت ادب سے عرض کرنا ہم آپ کے قابل تو نہیں......مگر ہیں تو صرف آپ ہی کے......اے رحمۃ للعالمین......اے شفیع المذنبین......

جنت کے سوا اور کوئی بدلہ نہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ایک عمرہ دوسرے عمرے تک ان گناہوں کے لیے کفارہ ہے جو ان دونوں کے درمیان ہوئے، اور مقبول حج کا بدلہ جنت ہی ہے۔''

(مشکوٰۃ المصابیح/ کتاب المناسک/ الفصل الاول/ص ۲۲۱ / ط، قدیمی، کراتشی)

یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص زادِ راہ اور ایسی سواری کا مالک ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا دے، اور (پھر بھی) وہ حج نہ کرے تو اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔ اور یہ (سزا) اس لئے ہے (کہ اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص پر جو استطاعت رکھتا ہو بیت اللہ کا حج فرض فرمایا ہے، چنانچہ) اللہ تبارک تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''اور اللہ تعالیٰ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا واجب ہے، ہر اس شخص پر جو اس کی طرف راستے کی طاقت رکھے۔''

(مشکوٰۃ المصابیح/ کتاب المناسک/ الفصل الثانی/ص ۲۲۲ / ط، قدیمی، کراتشی)

سچا عاشق:

اللہ تعالیٰ ان کو بھی بلالے جو جانے کے لئے تڑپ رہے ہیں...... مگر جا نہیں سکتے...... آمین یا ارحم الرّاحمین...... آپ کو معلوم ہے زمین پر ایک بڑا عاشق گزرا ہے...... بہت بڑا عاشق، پکّا عاشق، سچّا عاشق...... اس نے عشق کے ہر امتحان میں کامیابی حاصل کی...... اور اپنے محبوب سے وفاداری کا حق ادا کر دیا...... اس سچے عاشق کی کہانی بہت عجیب ہے...... وہ چھوٹا سا تھا تب بھی سچا عاشق تھا...... اس نے اپنے محبوب کے علاوہ ہر کسی سے تعلق توڑ دیا...... اس نے دیکھا کہ لوگ اصلی محبوب کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کے سامنے سر جھکا رہے ہیں...... وہ یہ منظر برداشت نہ

کرسکا...... لوگوں نے اس کے سامنے ستارے، چاند اور سورج کو پیش کیا کہ...... یہ فائدہ دینے والی بڑی بڑی چیزیں ہیں تم ان کے سامنے سر جھکا دو...... اس نے کہا نہیں ہرگز نہیں...... یہ ڈوبنے اور فنا ہونے والی چیزیں ہیں...... اور یہ سب میرے محبوب کے غلام ہیں...... میرا محبوب ایک ہے...... میرا محبوب ایک ہے...... لوگوں نے کہا یہ پاگل ہوگیا ہے...... مجنون ہو چکا ہے...... ہمارے پاس اتنے بڑے بڑے خوبصورت بُت ہیں...... یہ بُت ہماری حاجتیں پوری کرتے ہیں...... اور یہ ان بتوں کو بُرا بھلا کہتا ہے...... اے نوجوان! دنیا کے ان طاقتور بتوں کے سامنے گردن جھکا دے...... تجھے سب کچھ ملے گا...... امن، عزت، عیش، آرام اور عہدے...... نوجوان نے کہا...... میرا محبوب ایک ہے...... گھر میں باپ چچا نے سمجھایا...... مگر نوجوان ڈٹا رہا کہ...... میرا محبوب ایک ہے...... پھر کشمکش بڑھ گئی...... ملک کے حکمران اور طاقتور لوگ اس نوجوان کے دشمن بن گئے...... کوئی اور ہوتا تو ڈر جاتا...... مگر یہ نوجوان تو ''حنیف'' تھا...... حنیف کہتے ہیں...... پکے، سچے، مخلص عاشق کو...... جو ''ایک'' کے عشق میں باقی سب کو بھلا دیتا ہے...... اور اس ''ایک'' کی خاطر سب کچھ لٹا دیتا ہے...... جب قوم دشمنی پر اتری تو وہ بھی مقابلے پر آ گیا...... وہ اُحد اُحد ''ایک ایک'' کا نعرہ لگاتا تھا...... اور خود بھی ابھی تک اکیلا تھا...... اس کا محبوب ایک تھا...... اور پورے ملک میں اس محبوب کا سچا عاشق بھی ایک تھا...... ایک طرف پوری قوم، پورا ملک، پورا قبیلہ اور پوری برادری...... اور دوسری طرف ایک کمزور سا اکیلا نوجوان...... مگر جب عشق سچا ہو تو ظاہری آنکھیں لذت کی وجہ سے بند ہو جاتی ہیں...... وہ ظاہری آنکھیں...... جو لوگوں کی طاقت دیکھتی ہیں...... جو عقل کے ترازو پر حالات کو تولتی ہیں...... اس نوجوان کی بھی ظاہری آنکھیں بند ہوگئیں تھیں...... اور وہ دل کی آنکھوں سے دیکھتا تھا...... اور دل کی تو دنیا ہی الگ ہے...... نوجوان نے ہاتھ میں کلہاڑی لی...... قوم کے لوگ کسی میلے پر شہر سے باہر تھے...... نوجوان شہر کے بڑے بت خانے میں گھس گیا...... حنیف اپنے محبوب کے

علاوہ کسی کا خود کو خدا کہلوانا برداشت نہیں کرتا...... اس نے کلہاڑی کے ایسے ہاتھ چلائے کہ بتوں کو کاٹتا چلا گیا...... انہیں توڑتا چلا گیا...... اسے عشق کی آبرو بچانی تھی...... اپنی جان نہیں...... جان نے تو جانا ہی جانِ جاناں کے پاس ہے...... اس جان کو بچانے کی فکر کرنا سب سے بڑی غلطی ہے...... تھوڑی دیر میں بت کدہ بتوں کی لاشوں سے بھر گیا...... قوم والے واپس آئے...... انہوں نے بتوں کا یہ حشر دیکھا تو غصے سے چیخنے لگے...... ان کا غضب اور جوش عروج پر تھا...... وہ گدھوں کی طرح چیخ رہے تھے...... بالکل اسی طرح جس طرح نائن الیون کے بعد امریکہ والے...... ماردو، پکڑلو، ختم کردو، مٹادو...... اس نوجوان کا نام ونشان بھی ختم کردو...... تب آگ کا بہت بڑا الاؤ جلایا گیا...... یہ آگ ایسی خوفناک تھی کہ فضا میں پرندہ تک نہیں گزر سکتا تھا...... اگر لوہا بھی اس آگ میں ڈالا جاتا تو پگھل جاتا...... مگر وہ نوجوان مسکرا رہا تھا...... اسے محبوب سے ملاقات کی امید ہو چلی تھی...... ارے! سچے حنیف کو تو محبوب ملنا چاہیے...... آگ سے گزر کر ملے یا کسی بھی طرح ملے...... قوم والے سوچ رہے تھے کہ...... اب معافی مانگ لے گا...... سر جھکا دے گا...... سمجھوتہ کرلے گا...... بات چیت کا دروازہ کھول دے گا...... مگر کہاں؟ ...... وہ تو آگ کو یوں دیکھ رہا تھا جس طرح دولہا...... اپنی سہاگ رات کو دیکھتا ہے...... ادھر عاشق کی موت قریب نظر آئی تو زمین وآسمان میں ہلچل مچ گئی...... محبوب کے خادم آسمانوں سے اتر کر آئے...... اور کہنے لگے...... ہم بھی اسی ''ایک'' کے غلام ہیں جس کا تو عاشق ہے...... اجازت دے کہ ہم اس آگ کو بجھا دیں...... عاشق نے مسکرا کر کہا...... میں اس ''ایک'' کے سوا کسی کی مدد نہیں لیتا...... میں تو حنیف ہوں حنیف...... یعنی یکسو، یک جہت، بنیاد پرست، متطرّف...... حنیف کبھی بھی حالات کا غلام نہیں ہوتا...... پھر عاشق کو آگ میں ڈال دیا گیا...... اس کے محبوب نے آگ کو حکم دیا کہ...... اے آگ! میرے عاشق کے لئے ٹھنڈی ہوجا...... اور سلامتی بن جا...... کئی دن تک آگ بھڑکتی رہی...... عشق کا ایک امتحان پورا ہوا...... پھر دوسرا

امتحان آیا کہ...... اپنا علاقہ چھوڑ دو...... عاشق کی کوئی قوم نہیں ہوتی...... کوئی وطن نہیں ہوتا...... اس نے ہجرت کا امتحان بھی پورا کیا...... اور محبوب کی خاطر وطن چھوڑ دیا...... اب ایک اور امتحان آیا کہ...... اکیلے رہو...... نہ اولاد ہوگی نہ کوئی ابا کہے گا...... عاشق نے کہا میں تو حنیف ہوں...... مجھے ابا نہیں بندہ بننے پر ناز ہے...... جوانی اور بڑھاپا بغیر اولاد کے گزر گئے...... مگر حنیف اپنے محبوب کا شکر ہی ادا کرتا رہا...... وہ محبوب کو راضی کرنے کے ہر جتن کرتا...... خوب عبادت، خوب ذکر...... اور خوب مہمان نوازی...... رات کو گھر کے قریب آگ جلا دیتا کہ...... کوئی مہمان دیکھے تو گھر پر آ جائے...... اور میں اپنے محبوب کی خوشی میں اسے کھلاؤں...... اسے پلاؤں...... جب بڑھاپا پوری طرح حاوی ہو گیا تو محبوب نے فرمایا...... اب تجھے اولاد ملے گی...... مگر اسے بھی میرا بنانا...... عاشق نے کہا میں حاضر ہوں...... پھر اولاد مل گئی...... اب حکم ملا کہ توکّل کا امتحان دو...... اپنی ایک بیوی اور ایک بچے کو فلاں جگہ چھوڑ آؤ جہاں نہ پانی ہے نہ سبزہ...... عاشق نے نہ پوچھا کہ وہ کیا کھائیں گے، کیا پئیں گے؟...... حنیف ان باتوں کو نہیں سوچا کرتے...... ادھر حکم ملا اور ادھر بیوی بچے کو لے کر روانہ...... ایک لق دق صحرا کی گرمی میں ان دونوں کو چھوڑ کر واپس...... یہ امتحان بھی کامیابی سے گزر گیا...... محبوب نے اس کے بیوی بچے کو طرح طرح کی نعمتیں دے دیں...... اب بچہ چلتا ہے...... معصوم لہجے میں ابا ابا کہتا ہے...... باپ آتا ہے تو انگلی پکڑ کر اس کے ساتھ دوڑتا ہے...... باپ کا دل خوشی سے لبریز ہے...... تب محبوب نے اپنے حنیف سے کہا...... اس بچے کو ہمارے لیے ذبح کر دو...... اس نے چھری اٹھائی...... بچے کی انگلی تھامی اور ذبح کرنے کے لئے روانہ ہوئے...... راستے میں ایک ''دانشور'' نے تین بار گمراہ کرنے کی کوشش کی...... تینوں بار عاشق نے اسے پتھر مار کر بھگا دیا...... اب بچہ زمین پر ہے...... عاشق نے اس کی گردن پر چھری چلا دی...... اور اپنے گمان میں اپنا پیارا بیٹا ذبح کر دیا...... مگر یہاں معاملہ ہی کچھ اور تھا...... زمین پر ایک دنبہ ذبح شدہ موجود تھا...... اور بیٹا صحیح سالم مسکرا رہا تھا...... اور عرش

سے آواز آرہی تھی......اے عاشق! تو سچا نکلا......اب تیرے سارے امتحان پورے ہوگئے......اب تو میرا گھر بنا......اور پھر اس گھر کے گرد چکر لگا......اور دنیا میں اعلان کردے کہ......اے لوگو! آؤ میرے محبوب کے گھر پر آؤ......اے عاشق! تیری آواز سب سنیں گے......اور جو لبیک کہے گا وہ میرے گھر ضرور آئے گا......اب تو عاشق کے مزے ہوگئے......ارے! عشق کی اصل لذت تو محبوب کے گھر پہنچ کر ہی پوری ہوتی ہے......اور اب تو عاشق خود محبوب کا گھر بنا رہا ہے...... بیٹا بھی اس کے ساتھ ہے......اور پھر جنت سے دو پتھر لائے گئے......ایک کا نام حجر اسود پڑا......اور دوسرے کا نام مقام ابراہیم رکھا گیا......اللہ اکبر کبیرا......حج کے دن قریب آرہے ہیں......خوش نصیب مسلمان اللہ پاک کے گھر کی طرف دوڑ دوڑ کر جارہے ہیں......سعدی فقیر کو وہ عاشق یاد آگیا......جس کے عشق کی اداؤں کو اللہ تعالیٰ نے زندہ رکھا...... ہاں! کروڑوں درود وسلام ہوں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر......اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام پر......ان دونوں نے کعبۃ اللہ کی تعمیر کی......اور قرآن پاک نے ان کی اس تعمیر کا نقشہ کھینچا......سورۃ البقرۃ......اور سورۃ الحج میں ملاحظہ فرمالیجئے......

حج کرو:

حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حج کرو۔ کیونکہ حج گناہوں کو ایسے دھو دیتا ہے جیسے پانی میل کچیل کو دھوڈالتا ہے۔''

(الطبرانی فی الاوسط برقم (۴۹۹۷)......مجمع الزوائد/ کتاب الحج، باب فضل الحج والعمرۃ/ رقم الحدیث: ۵۲۷۷/ ط، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

عشق کی آگ......ایک قصہ:

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حج بیت اللہ کا سچا شوق......اور ''حج مقبول'' نصیب فرمائے......

آہ شوق! آہ دل! محبوب کا گھر، مالک کا گھر......میرے رب کا گھر، میرے رب کا گھر......

یا اللہ! کب بلائیں گے؟ کب دکھائیں گے؟ کب بے تاب آنکھوں کو نور کا شربت پلائیں گے؟

سچا قصہ لکھا ہے کہ ایک قافلہ حج کے لئے پہنچا......اس میں ایک سچی عاشقہ تھی...... ہاں! سچی عاشقہ گندی عاشقہ نہیں......مکہ مکرمہ پہنچ کر بار بار بے تابی سے پوچھتی تھی......

اَیْنَ بَیْتُ رَبِّی؟ اَیْنَ بَیْتُ رَبِّی؟ اَرُوْنِی بَیْتَ رَبِّی؟

''کہاں ہے میرے رب کا گھر؟ کہاں ہے؟ دکھا دو مجھے میرے محبوب کا گھر......''

قافلے والوں نے کہا بس تھوڑی دیر میں دیکھ لو گی......وہ اللہ والی معلوم نہیں کب سے دل میں پیاس بھرے جی رہی تھی......لوگوں نے کہا وہ دیکھو! سامنے کعبہ شریف ہے......اللہ تعالیٰ کا گھر......وہ یوں دوڑی جس طرح ماں اپنے بچھڑے ہوئے بچے کی طرف بھی نہ دوڑ سکے......جا کر کعبہ شریف سے لپٹ گئی......پھر لپٹی رہی......کافی وقت گزرا تو قافلے کی دوسری عورتوں نے جا کر دیکھا......وہ تو پہنچ چکی تھی......کعبہ سے لپٹ کر کعبہ کے رب کے پاس جا چکی تھی...... ہاں! وہ عشق میں جان دے کر سچے عاشقوں کے اونچے مقام پر جا چکی تھی......

فقر اور گناہوں کا صفایا:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حج اور عمرہ پے درپے کرو۔ کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو ایسے دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کی میل کچیل دور کرتی ہے، اور حج مقبول کا ثواب صرف اور صرف جنت ہے۔''

(مشکوٰۃ المصابیح/ کتاب المناسک/ الفصل الثانی/ ص ۲۲۲ / ط، قدیمی، کراتشی)

راستہ دُور ہے تو کیا ہوا؟:

بھائیو! اور بہنو! ہم روز نماز کے آغاز میں کہتے ہیں......منہ قبلہ شریف کی

طرف......رُخ کعبہ شریف کی طرف......جس کی روح زندہ ہو......وہ تڑپتی ہے کہ......کب تک دور دور سے رخ کرتے رہیں گے......ٹھیک ہے ہم اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے ......مگر اس کا احسان کہ اس کے گھر کو تو دیکھ سکتے ہیں......اس گھر میں لگا ہوا ''حجر اسود'' اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ کے قائم مقام ہے......ارے! اسے تو جا کر چوم سکتے ہیں......چلو چل پڑتے ہیں......راستہ دور ہے تو کیا ہوا؟...... پاؤں پھٹ گئے تو کیا ہوا؟ بس چلتے رہیں گے، چلتے رہیں گے......ایک نہ ایک دن تو پہنچ ہی جائیں گے......نہ پہنچ سکے تو راستے میں جان دے کر...جسم کو دفن کروا دیں گے......اور روح اسی طرح کعبہ شریف کی طرف بڑھتی جائے گی......بالآخر پہنچ ہی جائے گی......ایک بزرگ کہیں جا رہے تھے، راستے میں ایک شخص کو دیکھا کہ دونوں ٹانگوں سے معذور ہے......اور زمین پر گھسٹ گھسٹ کر تیزی سے آگے جا رہا ہے......اس کی آنکھوں میں شوق کی چمک اور چہرے پر عشق کا جذبہ تھا...... بزرگ نے پوچھا: جناب! کہاں اتنا تیز جا رہے ہیں؟......بغیر رُکے کہنے لگے......اپنے رب کے گھر جا رہا ہوں ...... بزرگ نے حیرت سے کہا......اس طرح؟ وہ تو بہت دور ہے، کیسے پہنچو گے؟......فرمایا! دس سال سے اسی طرح گھسٹ گھسٹ کر جا رہا ہوں ......کبھی تو پہنچ ہی جاؤں گا......

آہ! افسوس......ہم مسلمانوں کے دلوں سے حج کا شوق......اور کعبہ کا اشتیاق جاتا رہا......

حج بیت اللہ اسلام کا محکم اور قطعی فریضہ......ان فرائض میں سے ایک جن پر اسلام کی بنیاد ہے......حضرت سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں سوچتا ہوں کہ تمام شہروں میں کچھ افراد بھیج دوں......وہ جا کر دیکھیں کہ......جن لوگوں کے پاس حج کی استطاعت ہے اور انہوں نے فرض حج ادا نہیں کیا تو......ان پر جزیہ مقرر کر دیں کیونکہ وہ مسلمان نہیں ہیں......وہ مسلمان نہیں ہیں۔''

محروم ترین شخص:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”بے شک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”میرا وہ بندہ جس کو میں نے صحت مند بدن عطا کیا اور رزق میں وسعت عطا کی، اگر وہ ہر چار سالوں میں ایک بار (بھی) میری طرف (یعنی میرے گھر، بیت اللہ شریف) کی طرف نہیں آتا وہ شخص محروم ہے۔“

(الطبرانی فی الاوسط برقم (۴۸۶)...... مجمع الزوائد/ کتاب الحج، باب الحث علی الحج/ رقم الحدیث: ۵۲۵۹/ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بابا! پیسے سے نہیں، شوق سے:

ہمارا ”جلالین“ کا سبق تھا...... یہ تفسیر کی مشہور کتاب ہے...... خوش نصیبی کہ حضرت کشمیریؒ کے شاگرد رشید...... حضرت مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی رحمہ اللہ ہمیں یہ کتاب پڑھا رہے تھے...... پیرانہ سالی کی وجہ سے نظر کمزور تھی، ان کی تشریف آوری سے پہلے ان کی تپائی پر کتاب کھول کر رکھ دی جاتی اور ساتھ برقی لیمپ جلا دیا جاتا...... اس لیمپ کا ان کو فائدہ تھا یا نہیں...... انہیں تو پوری کتاب زبانی یاد تھی مگر ہمیں فائدہ تھا کہ...... ان کے چہرہ مبارک کو مزید چمکتا دمکتا دیکھ لیتے...... اس دن حج کا موضوع تھا اور وہ حج بیت اللہ کے شیدائی...... اور حرم شریف کے بے تاب عاشق تھے...... ہر سال دو بار جانے کا معمول تھا...... حج کا موضوع آیا تو لیمپ کی روشنی میں ان کے چہرے پر آنسوؤں کی آبشار جاری ہوگئی...... بار بار فرماتے: ”بابا! حج پیسے سے نہیں ہوتا شوق سے ہوتا ہے...... آہ! ہم آپ طلبہ کے دلوں میں حج کا اور حرمین شریفین کا شوق نہیں دیکھ رہے...... بس یہ چند آنسو اور دو جملے دل کی دنیا ہی بدل گئے...... روح کا کبوتر بے قرار ہو کر حرمین شریفین کی طرف اڑنے لگا...... ارے یہ کیا! اب تک روز زبانی تو ہم یہ کہتے کہ

منہ قبلہ شریف کی طرف......تو دل قبلہ شریف کو کیوں نہیں مچلتا؟......سبق کے بعد دروازے پر حضرت استاذ سے عرض کیا: حضرت شوق پیدا ہو گیا ہے آپ دعاء فرما دیں......بہت جلال سے فرمایا: جب شوق پیدا ہو گیا تو ضرور جاؤ گے......طالبعلمی کا زمانہ تھا......عمر ابھی اتنی نہیں تھی کہ پاسپورٹ بن سکے......جیب میں رقم اتنی نہیں تھی کہ اس وقت کے پاسپورٹ کی فیس دوسو دس روپے ادا ہو سکے......مگر یقین تھا کہ بس اب جانا ہے......ایک دن عصر کے بعد تسبیحات میں تھے کہ ایک دوست نے آ کر سلام کیا......اور فوراً کہا کہ عمرے کی تیاری کیجئے......ٹکٹ خرچہ ہمارے ذمہ......نہ کبھی ان کو اشارہ کیا تھا اور نہ کسی اور کو......بس اسی سال اللہ تعالیٰ نے اپنا عظیم گھر دکھا دیا......پھر یہ نسخہ بانٹنے کی کئی سال تک عادت رہی......بابا! حج پیسے سے نہیں شوق سے ہوتا ہے......جس کے دل میں اتر گیا وہ فوراً پہنچ گیا......اب یہ نسخہ آپ سب کو دے رہا ہوں......شوق وہ ہوتا ہے جو دل اور دماغ پر حاوی ہو جائے......اور انسان کی طبعی طور پر پہلی ترجیح بن جائے......اور اس شوق کی خاطر کسی بھی چیز کو قربان کرنا......بوجھ نہ لگے، بلکہ اچھا لگے۔

غربت ختم:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ایک مرفوع حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’حاجی کبھی ’’امعار‘‘ کا شکار نہ ہوگا۔‘‘

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ:

’’امعار کیا ہے؟‘‘

فرمایا:

’’غربت وتنگدستی۔‘‘ (یعنی حج کے دنیاوی فوائد اور انعامات میں سے ایک انعام اور فائدہ یہ کہ حاجی کبھی غربت اور افلاس کا شکار نہ ہوگا)

(مجمع الزوائد/ کتاب الحج، باب فضل الحج والعمرۃ/ رقم الحدیث: ۵۲۷۲/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ذہن درست کریں:

ہر مسلمان جانتا ہے کہ...... حج بیت اللہ اسلام کے بنیادی فرائض میں سے ایک فریضہ ہے......اور فرائض ادا کرنے کے لئے ہی ہمیں پیدا کیا گیا ہے......اللہ تعالیٰ ہمیں جو قوت اور مال عطاء فرماتے ہیں......وہ ہماری لازمی ضروریات کے بعد اس لئے ہوتا ہے تا کہ ہم فرائض ادا کریں......فرائض ہی جنت کی ضمانت ہیں......اور یہ ہر انسان کی کامیابی کے لئے لازم ہیں......اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی عبادت کا محتاج نہیں ہے......جو چیزیں ہم پر فرض کی گئی ہیں وہ ہمارے ہی فائدہ اور بقاء کے لئے ضروری ہیں......آگے ہم نے ہمیشہ کی زندگی گزارنی ہے...... جب حج فرض ہے تو ضروری ہے کہ......مسلمانوں کو اس کا شوق ہو، اس کی قدر ہو...... مگر ہمارا عمومی رویہ کیا ہے؟......جب مال آجائے گا تو حج کا سوچیں گے......جب شادی کر لیں گے تو حج کا سوچیں گے......جب کاروبار سیٹ ہو جائے گا تو حج کا سوچیں گے......کوئی اور ہمیں بھیج دے گا تو ہم حج کر لیں گے......یہ فکر کیوں نہیں کرتے کہ......ہم نے یہ فرض بھی اپنے نامہ اعمال میں ڈالنا ہے......ہم نے یہ عظیم کام ضرور کرنا ہے......جب یہ سوچ ہو گی تو دعاء بھی کریں گے......مال آتے ہی حج کے لئے لپکیں گے......مگر یہ سوچ نہیں ہے......اس لئے مال آتا ہے اور اڑ جاتا ہے...... یا کہیں جم جاتا ہے......آہ! آج کتنے مسلمان حج سے محروم ہیں......حالانکہ ہمارے معاشرے میں حج آجائے تو ہر طرف خوشحالی کا دور دورہ ہو......اور ہم حرمین شریفین کا نور اپنے ساتھ لئے چلتے پھریں......

کسی سے سوال نہ کریں:

حج کے لئے کسی سے سوال نہ کریں......حج کے لئے کسی سے توقع نہ رکھیں کہ وہ مجھے لے جائے گا......بس خود اپنے اندر اس کا شوق اور اہمیت لائیں......اور ''بیت'' تک جانے کے لئے ''رب البیت'' سے ہی فریاد کریں......دیکھیں کہ ان شاء اللہ راستے کس طرح سے کھلتے ہیں......

حج میں جلدی کرنی چاہئے:

حضرت فضل بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو تو جلدی کرے، کیونکہ (بسا اوقات) انسان بیمار ہوجاتا ہے، یا سواری گم ہوجاتی ہے، یا کوئی اور حاجت پیش آجاتی ہے (جو انسان کو حج سے روک دیتی ہے)''

(سنن ابن ماجہ/ کتاب المناسک، باب الخروج الی الحج/ حدیث رقم: ۲۸۸۳/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

بھائیو! بہنو! جلدی حج کرلو:

ارے! وہ گھر جو ہمارے رَبّ کا ہے...... جہاں ہمیشہ ہدایت برستی ہے...... جہاں ہر نبی تشریف لے گئے...... جہاں جبرئیل امین بار بار اترے...... جہاں ہمارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا بچپن گزرا، جوانی گزری...... جہاں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو نبوت ملی...... جہاں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود رکھا...... جہاں ہمارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے بے شمار سجدے کئے...... اور ان سجدوں میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو اذیت کا نشانہ بنایا گیا...... وہ گھر جو انسانیت کی ترقی ہے...... جو اسلام کا مرکز ہے...... وہاں کبھی حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام تشریف لائے...... کبھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اس کی مزدوری فرمائی...... جہاں سے اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام ذبح ہونے کو روانہ ہوئے...... جہاں حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ماریں کھائیں...... جہاں حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی شجاعت نے تالے کھولے...... جہاں حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی وفاؤں نے ڈیرہ ڈالا...... جہاں حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے بت گرائے...... ارے! وہاں کے کس کس مقام کو بیان کروں...... وہاں کی کس کس فضیلت اور تاریخ کو عرض کروں...... زمین پر تو کیا آسمانوں پر بھی کعبہ اور زمزم جیسی بلند نعمتیں موجود نہیں ہیں...... جلدی کرو بھائیو، جلدی کرو...... جلدی کرو بہنو، جلدی کرو...... مکان پھر بن جائے گا...... نہ بنا تو کیا ہوا...... شادیوں کے خرچ پھر آجائیں گے، نہ آئے تو کیا ہوا...... حج کا فریضہ ادا کرلو...... حج کا فریضہ ادا کرلو...... حج کا فریضہ ادا کرلو......

دیکھو! ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرما رہے ہیں:

تعجلوا الی الحج فان احد کم لا یدری ما یعرض له۔

(احمد، ابوداؤد)

”حج کے لئے جلدی کرو، کیونکہ تم میں کوئی نہیں جانتا کہ اسے کیا حالت پیش آجائے۔“

دوسری روایت میں فرمایا:

”جو حج کرنا چاہے وہ جلدی کرے کیونکہ کبھی بیماری آجاتی ہے، مال گم ہو جاتا ہے یا کوئی رکاوٹ آجاتی ہے۔“ (احمد، ابن ماجہ)

مزا ہی تب ہے، جب......

لوگوں کے پاس فضول پلاٹ، فضول زیورات اور فضول بینک بیلنس موجود ہوتا ہے...... فریضہ حج کا مزا ہی تب ہے جب اس کے لئے پلاٹ بیچے جائیں، زیورات فروخت کئے جائیں...... اور بینک بیلنس خالی کیا جائے...... پلاٹ، زیورات تو پریشان کرتے رہتے ہیں جبکہ...... حج بیت اللہ بہت کام آتا ہے...... اور بہت کام آئے گا...... وہ مسلمان مرد اور خواتین جنہوں نے ”فریضہ حج“ ادا نہیں کیا...... وہ دعاء کریں، فکر کریں، قربانی دیں اور یہ نعمت حاصل کرلیں...... کسی زمانے جب میں حج پر بیان کرتا تھا تو لوگوں سے کہتا تھا کہ...... آپ اپنا سب کچھ خرچ کر کے چلے جائیں...... اللہ تعالیٰ آپ کو سب کچھ لوٹا دے گا...... بخل کر کے اپنی جان کا نقصان نہ کریں...... حج کے بغیر مر گئے تو زندگی ادھوری رہ جائے گی...... اپنا مال اپنے بچوں کے لئے بچا کر اگر آپ فریضہ حج سے محروم رہے تو آپ نے خود پر بھی ظلم کیا و را پنی اولاد پر بھی ظلم ڈھایا...... ممکن ہے آپ کے بعد آپ کی اولاد یہ سارا پیسہ چند راتوں کی عیاشی میں اُڑا دے...... لیکن اگر آپ پلاٹ، زمین بیچ کر حج پر گئے...... اور وہاں اپنی اولاد کے لئے دعاء کی تو...... مال بھی واپس مل جائے گا...... اور آپ کی اولاد کو حرمین کی قیمتی دعائیں بے حد نفع دیں گی۔

افضل عمل......؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا:

’’کون سا عمل سب سے افضل ہے؟‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔‘‘

پوچھا گیا:

’’پھر کون سا؟‘‘

فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنا۔‘‘

کہا گیا:

’’پھر کون سا؟‘‘

فرمایا:

’’مقبول حج۔‘‘

(مشکوۃ المصابیح/ کتاب المناسک/ الفصل الاول/ص ۲۲۱ / ط، قدیمی، کراتشی)

اچھا اور سچا شوق، بڑی روحانی طاقت:

’’حج بیت اللہ‘‘ اسلام کا ایک محکم اور قطعی فریضہ ہے...... اس لئے ’’حج بیت اللہ‘‘ کی دعوت دینا بھی عبادت ہے اور مسلمانوں میں مکہ اور مدینہ کی محبت جگانا بھی...... عبادت ہے...... مسلمانوں کے دلوں میں جب تک کعبۃ اللہ، حجر اسود، مکہ اور مدینہ کی کشش رہتی ہے...... اُن کا دل بہت سی غفلتوں اور بہت سی غلطیوں سے بچا رہتا ہے...... جب ان کے

دل میں...... کعبہ شریف ، روضہ اقدس ،حرم شریف اور مسجد نبوی کا شوق اُبھرتا ہے تو ...... بہت سے فاصلے سمٹ جاتے ہیں......حرم شریف کا عشق واقعی بہت عجیب ہے...... مجھے یاد ہے کہ ایک بار کراچی میں ہمارے حج ویزے بند ہو گئے تو...... ہمارے بزرگ تڑپ اُٹھے...... یوں لگتا تھا کہ غم سے جان نکل جائے گی......حضرت مفتی جمیل خان صاحب شہید صبح سے نکلتے اور رات تک کوشش میں لگے رہتے...... ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہو چکا تھا...... آخری حج فلائٹ سات ذوالحجہ کو جانی تھی ...... پانچ تاریخ تک ہر کوشش ناکام ہوگئی......مگر کسی نے نہ دعاء روکی، نہ شوق کم ہونے دیا اور نہ محنت میں کمی کی...... چھ تاریخ دوپہر کے وقت اللہ تعالیٰ نے شوق کے آنسوؤں کو......قبولیت دے دی......اچانک سعودی قونصلیٹ اپنی کرسی سے اُٹھا اور اس نے چالیس ویزے جاری کردیئے...... یوں لگا کہ عید پر عید آگئی......کوئی شاپر میں دو جوڑے رکھ کر بھاگا تو کوئی بغیر سامان ہی دوڑ پڑا...... اور بالآخر سات ذوالحجہ کو یہ قافلہ کعبۃ اللہ کے سامنے کھڑا......تشکر کے آنسو بہا رہا تھا...... بے شک اچھی چیز کا شوق ...... بے حد طاقتور روحانی نسخہ ہے...... یہ ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے...... مسلمانو! اپنے دل سے موبائل کا شوق نکالو...... ویڈیو اور تصویر کا شوق نکالو...... یورپ امریکہ کا شوق نکالو...... وہاں کچھ نہیں ہے، وہاں کچھ نہیں ہے...... ارے! اپنے دل میں مکہ مکرمہ کا شوق بھرو۔ اللہ کی قسم! ...... وہاں بہت کچھ ہے...... وہاں سب کچھ ہے...... اپنے دل میں مدینہ منورہ کا شوق بھرو۔ رب کعبہ کی قسم! وہاں بہت کچھ ہے...... وہاں بہت کچھ ہے......ہم نے تو مکہ اور مدینہ کے لئے کوئی قربانی نہیں دی...... حضرات صحابہ کرام سے پوچھو کہ...... مکہ کیا ہے؟ مدینہ کیا ہے؟......مکہ اور مدینہ تو بڑی چیز......جس دل میں مکہ اور مدینہ کا عشق اور شوق سچائی کے ساتھ اُتر جائے...... وہ دل بھی قیمتی اور خوشبودار ہو جاتا ہے...... پاک اور طاقتور ہو جاتا ہے۔

حج......اور شیطان کی جنگ

عجیب تبدیلی......

حج کے پانچ دن اچھے گزر جائیں اور حج قبول ہو جائے تو زندگی ہی بدل جاتی ہے۔ایک نئی، پاکیزہ اور معصوم زندگی کا آغاز ہوتا ہے......پچھلا سب معاف، آگے احتیاط۔

عجیب جنگ......

شیطان کو یہ راز معلوم ہے اس لئے وہ کوشش کرتا ہے کہ یہی پانچ دن بگاڑ دے......سب سے زیادہ وہ غصہ بھڑکاتا ہے اور پھر شہوات اور غفلت کے تیر پھینکتا ہے......اللہ تعالیٰ نے ان دنوں اپنے بندوں کو ''احرام'' کی ڈھال پہنا دی کہ اس کو ''کفن'' سمجھو، اپنے نفس کو مار دو۔ تب اس جنگ میں تم شیطان پر غالب رہو گے......غصہ حرام، شہوت حرام، لڑائی جھگڑا احرام اور سستی حرام......بس یہ ہے ''احرام''......

عزم کی قوت......

کعبہ تک پہنچنا مشکل، آٹھ تاریخ میں منیٰ تک جانا مشکل......اربوں انسان یہ تمنا دل میں لے کر مر گئے مگر نہ جا سکے......اے حجاج کرام! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلایا، آپ کو اپنا مہمان بنایا......اب یہ پانچ دن کا امتحان ہے، عزم باندھ لو تو ایسے کامیاب ہو جاؤ گے کہ پھر ناکامی نہ آئے گی......اس دھوکے میں نہ پڑو کہ اگلے سال تلافی کر لو گے......ابھی جو موقع ملا ہے اسی کو غنیمت جانو......مسلمان کے عزم کے سامنے شیطان کچھ بھی نہیں، کچھ بھی نہیں......

حج فرض......اور حج نفل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض فرمایا ہے۔''

اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اور عرض کیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہر سال حج فرض ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا:

''اگر میں اس کے بارے میں ''ہاں'' کہہ دیتا تو (ہر سال حج) فرض ہو جاتا، اور اگر فرض ہو جاتا تو تم اس کو نہ کرتے اور نہ (اس کی) طاقت رکھتے۔ لہٰذا حج (زندگی بھر میں) ایک ہی بار فرض ہے اور جو ایک مرتبہ سے زیادہ کرے، وہ نفل ہے۔''

(مشکوۃ المصابیح/ کتاب المناسک/ الفصل الثانی/ ص۲۲۱ / ط، قدیمی، کراتشی)

مجاہد کا مقام:

مکہ اور مدینہ...... ہر مسلمان کو ہجرت اور جہاد کی یاد دہانی کراتے ہیں...... مشرکین نے مکہ کو جب مکہ نہ رہنے دیا تو ایمان نے مکہ سے ہجرت کی...... مدینہ نے ایمان کو گھر دیا...... اس لیے مدینہ ''دارالایمان'' تھا اور آج بھی ''دارالایمان'' ہے...... ایمان نے مدینہ میں جہاد کو پایا...... اور پھر جہاد کی اس سواری پر ایمان مکہ کو لوٹا اور مکہ کو دوبارہ مکہ بنا دیا...... اور پھر ایمان جہاد کی سواری پر...... ساری دنیا کو مکہ اور مدینہ سے جوڑنے کے لیے...... چلتا گیا چلتا گیا...... یوں ہر مسلمان کے لیے کامیابی کا ایک واضح نصاب سامنے آگیا...... مکہ، مدینہ، ہجرت، جہاد...... اور پانچویں چیز نصرت...... سورہ انفال کے آخر میں غور فرما لیجیے...... دل باغ باغ ہو جائے گا...... اب ایک مومن کو اپنے دل میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ...... اس میں مکہ، مدینہ، ہجرت، جہاد اور نصرت ہے یا نہیں؟ اگر موجود ہے تو الحمد للہ، الحمد للہ...... اور اگر کوئی کمی ہے تو بڑے خطرے کی بات ہے...... استغفر اللہ، استغفر اللہ...... اسی طرح ہر مومن کو اپنے اعمال نامے میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ...... اس میں مکہ، مدینہ، ہجرت، جہاد اور نصرت ہے یا نہیں؟

اب آیئے! اصل بات کی طرف...... وہ ہے دل کا شوق، دل کا ذوق...... کیا ہمارے دل کا

شوق ...... مکہ، مدینہ، ہجرت، جہاد اور نصرت سے جڑا ہوا ہے؟ یا نہیں؟

جڑا ہوا ہے تو بہت مبارک، صد مبارک ...... محاذوں والے مجاہدین کو ہم نے دیکھا ہے کہ ان کی روح مکہ، مدینہ میں ہوتی ہے ...... ان کو اگر جنگ چھوڑ کر مکہ، مدینہ جانے کا کہا جائے تو آنسوؤں سے چمکتی آنکھوں کے ساتھ ...... سر جھکا لیتے ہیں اور جنگ کے میدان سے نہیں ہٹتے ...... اور بالآخر شہادت کے بعد ...... ان کو آخرت کے اس مقام کی نیشنیلٹی اور شہریت مل جاتی ہے جو زمزم اور جبل اُحد کے ساتھ جڑا ہوتا ہے ...... تب ان کی روحیں مکہ کی سیر کرتی ہیں اور مدینہ کے مزے لوٹتی ہیں ...... اور ان کا مکہ اور مدینہ جنت تک پھیل جاتا ہے۔

حج اور جہاد میں مناسبت:

حج اسلام کے محکم اور قطعی فرائض میں سے ایک فریضہ ہے ...... یہ زندگی میں ایک بار فرض ہوتا ہے ...... جب اس کی شرائط پائی جائیں ...... اور سال میں ایک مرتبہ ادا ہوتا ہے ...... جس مسلمان کا حج قبول ہو جائے اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں ...... اور حاجی اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں ...... حج کے اس فریضے کی جہاد کے فریضے کے ساتھ بہت مشابہت ہے ...... شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ...... اور دیگر حضرات نے اسے تفصیل سے بیان فرمایا ہے ...... جہاد کی طرح حج میں بھی ہجرت ہے ...... جہاد کی طرح حج میں بھی مال کی قربانی ہے ...... جہاد کی طرح حج میں بھی بھاگ دوڑ اور تھکاوٹ ہے ...... جہاد کی طرح حج میں بھی دشمنوں کو مارنا ہے ...... جہاد کی طرح حج میں بھی خون بہانا ہے ...... جہاد کی طرح حج میں بھی محبوب کی خاطر سب کچھ چھوڑنا ہے ...... اور بھی بہت سی مشابہتیں ان دونوں فریضوں کے درمیان ہیں ...... اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیں کہ ...... جہاد نے حج کا راستہ صاف کیا ...... کعبۃ اللہ مشرکوں کے قبضے میں تھا ...... جہاد نے اسے آزاد کرایا ...... تب حج فرض ہوا اور اس کا راستہ صاف ہوا ...... اور پھر حج نے جہاد کو ترقی دی ...... مسلمانوں کے خلفاء حج میں حاضر ہوتے

تھے...... اور حج کے فوراً بعد اسلامی لشکروں کو ترتیب دے کر دنیا بھر کے محاذوں کی طرف بھیجتے تھے...... ابھی کچھ عرصہ پہلے مجاہدین کے ایک امام شیخ احمد یٰسین شہید رحمۃ اللہ علیہ...... حج کے موقع پر منیٰ میں ایک بڑے مجمع سے خطاب کر رہے تھے...... میں نے وہ تصویر دیکھی تو مجھے حج اور جہاد کا پرانا اور لازوال تعلق یاد آ گیا......

دوسرے کی طرف سے حج:

حضرت ابی رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے والد بہت بوڑھے ہو چکے ہیں۔ وہ حج اور عمرے کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ہی سوار ہو سکتے ہیں، (ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اپنے والد کی طرف سے آپ حج اور عمرہ کرو۔''

(مشکوٰۃ المصابیح/ کتاب المناسک/ الفصل الثانی/ص ۲۲۲ / ط، قدیمی، کراتشی)

حج کی حکمتیں:

اُمت مسلمہ کے حکماء نے فریضہ حج کی عجیب عجیب حکمتیں بیان کی ہیں...... بعض کا کہنا ہے کہ...... حج عشق والی عبادت ہے...... ایک بندۂ مومن کو...... اللہ تعالیٰ سے جو سچا عشق ہے حج اسی کے اظہار کا ذریعہ ہے...... گھر چھوڑنا، کپڑے اتار کر دو کفن نما چادریں پہن لینا...... میلا کچیلا رہنا...... ناخن نہ کاٹنا...... جمرات پر پتھر برسانا...... محبوب کے گھر کے گرد دیوانہ وار چکر کاٹنا...... اس گھر کے ایک کونے کو چومنا...... اس کی بعض دیواروں سے بچوں کی طرح چمٹنا اور لپٹنا...... صفاء، مروہ کے درمیان دوڑنا...... محبوب کی خاطر جانور اور بال قربان کرنا...... الغرض ایک سچا عاشق جو کچھ کرتا ہے...... حج میں وہ سب کچھ موجود ہے...... لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ...... میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں...... کئی دن تک یہی پکار صبح شام اور ہر آن...... لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ......

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ...... حج کی ایک حکمت یہ ہے کہ اس میں مؤمن کی ’’شانِ عشق‘‘ کا اظہار ہے...... اور ایک حکمت یہ ہے کہ...... مسلمان فریضۂ حج کو زندہ کر کے...... یہ پیغام دیتے ہیں کہ...... ہمارا تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہے...... ہم انہیں کی ملت میں سے ہیں...... اور ہم انہیں کے طریقے پر قائم ہیں...... ہم نہ مشرک ہیں نہ یہودی...... ہم نہ ستارہ پرست ہیں نہ عیسائی...... ہم نہ بتوں کے سامنے جھکنے والے ہیں...... اور نہ ظالم حکمرانوں کے سامنے...... ہم ’’ایک‘‘ کے ہیں...... صرف ’’ایک‘‘ کے...... اور ہم سے دین کے بارے میں...... کسی طرح کی مداہنت اور غداری کا تصور بھی نہ کرو...... ہم ابراہیم حنیف کے بیٹے ہیں...... اور ہم خود بھی ’’حنیف‘‘ ہیں...... ہم نہ دنیا کی چمک پر گرتے ہیں...... اور نہ موت کی آگ سے ڈرتے ہیں...... اللہ تعالیٰ کی خاطر وطن چھوڑنا...... بیوی بچے چھوڑنا...... اور جان و مال کی قربانی دینا ہمارا محبوب کام ہے...... ہم ایک گھر کے ہیں...... اس گھر کے سوا کسی طرف اپنا رخ نہیں پھیرتے...... قیصر کے محلات ہوں یا کسریٰ کے کنگرے...... وائٹ ہاؤس کا رعب ہو...... یا بیکھنگم پیلس کی چمک...... ہم ان میں سے کسی کو خاطر میں نہیں لاتے...... آج جبکہ پوری دنیا کا کفر مسلمانوں کو دین سے ہٹانے کے لئے...... کبھی مال کی چمک دکھاتا ہے تو کبھی ایٹم بموں...... اور بمباری کی آگ سے ڈراتا ہے...... ان حالات میں آٹھ ذوالحجہ کے دن پچاس لاکھ سے زائد مسلمان...... ایک جیسا لباس پہن کر...... ننگے سر اللہ تعالیٰ کی طرف...... لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ کہتے ہوئے دوڑ رہے ہوتے ہیں...... اور اعلان کر رہے ہوتے ہیں...... اے کافر! ہم سے مایوس ہو جا...... اے دشمنانِ اسلام! اپنے پونڈ سنبھال رکھو...... ہم کبھی تمہارے غلام نہیں ہو سکتے...... ہم ایک اللہ کے ہیں...... دیکھو! ہم ’’حنیف‘‘ ہیں...... ہم ’’حنیف‘‘ ہیں......

لَبَّیْكَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ ... لَبَّیْكَ لَاشَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ ... اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ... لَاشَرِیْكَ لَكَ۔

اللہ تعالیٰ ان کو بھی بلالے...... جو جانے کے لئے تڑپ رہے ہیں......مگر جانہیں سکتے......آمین یاارحم الراحمین۔

حج کیسے مبرور بنے؟

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''حج مبرور (مقبول) کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں''۔

پوچھا گیا:

''حج کیسے مبرور بنتا ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''(دورانِ حج دوسروں کو) کھانا کھلانے اور حسنِ کلام سے''۔

(الطبرانی فی الاوسط برقم (۸۴۰۵) وقال لم یروھذا الحدیث عن عمرو بن دینار الا محمد بن مسلم ولا عن محمد الا بشر بن المنذر تفرد بہ ابراھیم بن سعد...... مجمع الزوائد/ کتاب الحج، باب فضل الحج والعمرۃ / رقم الحدیث: ۵۲۶۶ / ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

عازمین ''حج بیت اللہ'' کے نام:

حج بیت اللہ کے لئے جانے والے خوش نصیب وہاں ان اعمال کا خوب اہتمام کریں، بہت فائدہ ہوگا، ان شاء اللہ۔

(۱) ......مکہ معظمہ قیام کے ایام میں طواف اور تیسرے کلمے کی کثرت کریں۔

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

ایک لاکھ کا ہدف رکھیں......تا کہ کثرت سے یہ خزانہ نصیب ہوجائے......

(۲) ......مدینہ منورہ قیام کے ایام میں درود شریف کی کثرت کریں......ایک لاکھ کا ہدف رکھیں......اور زیادہ ہوجائے تو بہت اچھا ہے......

ان دو اعمال کی فضیلت اور فوائد نہیں لکھتا...... جو ان پر عمل کرے گا وہ ان شاء اللہ کھلی آنکھوں سے دیکھے گا...... اور محسوس کرے گا اور زندگی بھر محسوس کرتا رہے گا

۳ ...... رہائش اور کھانے پینے میں کچھ تنگی ہو تو ''حیادار مہمان'' کی طرح برداشت کریں جنہوں نے احسان کر کے بلایا ہے وہ جہاں رکھیں، جو کھلائیں بس شکر ہی کرتے رہیں......

۴ ...... وہاں رشتہ داروں کو ڈھونڈنے، عام ملاقاتیں کرنے اور دوستوں کو تلاش کرنے سے اپنی حفاظت کریں...... جنہوں نے بلایا ہے ان کی طرف متوجہ رہیں، انہیں کو ڈھونڈیں اور انہیں کی رضا کے لیے ہر عمل کریں...... بلاتشبیہ ایک مثال سے اسکو یوں سمجھیں کہ...... اگر کوئی بڑی شخصیت آپ کو ملاقات کے لیے بلائے اور آپ ان کے سامنے بیٹھ کر موبائل نکال کے ادھر ادھر گپ شپ کرنے لگیں تو کیسا لگے گا؟......

یہ تو چار اہم باتیں ہیں...... باقی جو چیزیں ضروری ہیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱ ...... حلال مال سے حج کریں اور وہاں بھی حلال مال لے جائیں......

۲ ...... حج، عمرے اور زیارت روضۂ اطہر (علیٰ صاحبہٖ الف صلوٰت وتحیات) کا طریقہ سیکھ کر جائیں......

۳ ...... نیت درست رکھیں، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو......

۴ ...... حضرات اکابر کے حج، عمرے کے سفرنامے پڑھ لیں...... اس سے بہت فائدہ ہوگا ان شاء اللہ......

۵ ...... جانے سے پہلے ہر روز صلوٰۃ الحاجۃ پڑھ کر ''حج مبرور'' کی دعاء کرتے رہیں۔

۶ ...... حرمین شریفین کے آداب پڑھ لیں یا کسی سے معلوم کرلیں...... وہ بہت ادب کے مقامات ہیں......

۷ ...... اپنے قرضے اور حقوق ادا کر کے جائیں اور مالی معاملات لکھ کر کسی

''امین'' کو دے جائیں......

۸ ...... جاتے اور آتے وقت ریا، دکھلاوے اور نام ونمود کے کاموں سے بچیں، دعوتیں اور جلسے کرنے کی بجائے جہاد میں مال دیکر جائیں یا غریبوں کو صدقہ کر دیں......

۹ ...... سفر وغیرہ کی سہولت کے لیے رشوت نہ دیں......

۱۰ ...... خود کو ''حاجی'' کہلوانے کے شوق میں اتنی عظیم جگہ کا سفر نہ کریں بلکہ اللہ پاک کی رضاء کے لیے یہ سفر کریں......

افضل حج کونسا؟

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا:

''حاجی کی صفت کیا ہے؟'' (یعنی حاجی کی کیا حالت ہونی چاہیے)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''سر غبار آلود، بال پراگندہ، اور پسینے اور میل کی وجہ سے بو آتی ہو۔ (یعنی زیب وزینت کو ترک کرنے والا ہو)''

ایک اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا:

''یارسول اللہ! کون سا حج افضل ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''(جس میں) بلند آواز سے تلبیہ کہا جائے اور (قربانی یا ہدی کا) خون بہایا جائے۔''

ایک اور شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا:

''یارسول اللہ! (وہ) ''راستہ'' کیا ہے (جس کا اللہ تعالیٰ کے فرمان ''وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا'' میں تذکرہ ہے)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اس سے مراد زادِ راہ اور سواری ہے۔''

(مشکوٰۃ المصابیح/ کتاب المناسک/ الفصل الثانی/ص ۲۲۲ / ط، قدیمی، کراتشی)

تلبیہ کہتے ہوئے اُٹھے گا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عرفات میں وقوف کئے ہوئے تھا کہ اچانک وہ اپنی سواری سے گر پڑا اور اس کی سواری نے سر کچل کر اسے مار دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کو اس کے (احرام والے انہی) دو کپڑوں میں کفن دے دو، اور اس کا سر نہ ڈھانپو اور نہ ہی اسے حنوط (خوشبو) لگاؤ، پس بیشک یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے (اپنی قبر سے) اٹھے گا۔''

(الترغیب والترھیب/ کتاب الحج، الترغیب فی الحج والعمرۃ وماجاء فیمن خرج یقصد ھما فمات/ ج ۲،ص ۱۱۲ / ط، وحیدی، بشاور)

مسلمانو! شکر کرو......

حج بیت اللہ کا پوری عظمت پوری شان کے ساتھ ہر سال قائم ہونا...... یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے...... بڑے بڑے فتنے کعبہ شریف کے خلاف اٹھے...... کئی بار منحوس طیارے خطرناک بم اٹھائے روانہ ہوئے...... کچھ ظالموں نے روضۂ اطہر اور مسجد نبوی کو ویران کرنے کی بڑی خوفناک سازشیں کیں...... کئی فتنے حج کا معنیٰ مطلب بدلنے کو بھی اٹھے...... کئی بہروپیوں نے حج کے منسوخ ہونے کے فتوے بھی دیئے...... حجاز کا وہ خطہ جہاں کعبہ شریف ہے اسے مکمل طور پر سیلابوں میں گم کرنے کی کوششیں بھی ہوئیں کہ...... بس سمندر ہی سمندر نظر آئے...... مگر ساری تدبیریں مکڑی کا جالا بن گئیں...... وہ دیکھو! کعبہ شریف کس شان سے کھڑا ہے...... اور لاکھوں مسلمان اس کے گرد دیوانہ وار گھوم کر...... اللہ تعالیٰ کی

وحدانیت کا اور عظمت کا اقرار کر رہے ہیں...... مسلمانو! شکر کرو کعبہ شریف بھی تمہارا...... اور حج مبارک بھی تمہارا...... تمہارے سوا نہ کسی کے پاس کعبہ نہ کسی کے پاس حج......

حج اور جہاد:

منظر آنکھوں کے سامنے آتا ہے...... ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکہ مکرمہ میں تھے...... وہاں کے مفتی اعظم شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہدین اور علماء کرام کی دعوت کی...... دعوت سے پہلے جلسہ تھا...... عرب میں رواج ہے کہ اہم بیانات پہلے ہوتے ہیں...... سب سے پہلا بیان مہمان خصوصی کا ہوتا ہے...... ہمیں بھی کسی کے طفیل اس مبارک جلسہ میں شرکت کی سعادت مل گئی...... چوتھا اہم بیان حضرت شیخ مولوی جلال الدین حقانی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا...... افغان لہجے میں جاندار عربی بیان...... فرمایا حج اور جہاد میں بہت مناسبت ہے...... دلیل یہ کہ قرآن مجید میں حج کے فوراً بعد جہاد وقتال کا حکم موجود ہے...... بعد میں شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کی حجۃ اللہ البالغہ میں دیکھا...... انہوں نے حج اور جہاد کے درمیان بہت سی مناسبات ذکر فرمائی ہیں......

ویسے کوئی بھی غور کرے تو...... دونوں فریضوں کے درمیان کئی رشتے ڈھونڈ سکتا ہے...... دونوں میں سفر ہے، ہجرت ہے...... مشقت اور تکلیف ہے...... خون ہے، مار دھاڑ ہے...... عشق ہے، جدائی ہے، قربانی ہے...... میل کچیل، تھکاوٹ اور پراگندہ حالی ہے...... پسینہ ہے، بھاگ دوڑ ہے...... جذبہ ہے، شوق ہے، والہانہ پن ہے...... مار دھاڑ کا لفظ کئی افراد کو کھٹکے گا...... اللہ تعالیٰ ان کو روشنی دے تاکہ نہ کھٹکے...... عبادت وہ نہیں جسے ہم عبادت سمجھیں...... عبادت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا حکم اور آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہو...... ایک آدمی صاف سفید پاک کپڑے پہنے...... مصلیٰ پر سجدہ ریز ہے...... اسے سب عبادت سمجھتے ہیں...... دوسرا آدمی مٹی سے اَٹا ہوا...... بھاگ بھاگ کر پتھر پھینک رہا ہے...... جانور ذبح کر رہا ہے...... یہ بھی چونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم...... اس لئے یہ بڑی عبادت ہے...... دشمنوں کے ناپاک خون سے کپڑے لت

پت سر سے لے کر پاؤں تک خون ہی خون ...... یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم...... اس لئے بہت عظیم عبادت ہے...... ہمارے شیخ...... حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ جب جہاد کی طرف متوجہ ہوئے تو...... دل کے شوق نے آواز دی...... اپنے جہادی قافلے کو سمندر کے راستے حرمین شریفین لے چلے...... دو حج کئے...... پھر وہاں سے جہاد کا رخ کیا...... اور رب البیت کے پاس سرخرو چلے گئے...... ہمارے مرشد حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ایک سال جہاد کی طرف دوڑتے تو دوسرے سال حج کی طرف لپکتے...... روح کا عشق ان دو حسین چیزوں کی طرف ہمیشہ بے قرار لپکتا ہے...... جہاد کا محاذ...... اور حرمین شریفین...... کتنے خوش نصیب ہیں وہ مسلمان...... جن کو دونوں طرف سفر کی سہولت میسر ہے......

عاشقوں کا ترانہ:

حج بیت اللہ سینکڑوں سال سے جاری وساری ہے...... مکہ مکرمہ پر مشرکین کا مضبوط قبضہ تھا...... ۸ ہجری میں حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ مکہ فتح فرمایا...... تمام آئمہ اور مورخین کا اتفاق ہے کہ مکہ مکرمہ تلوار سے فتح ہوا...... جو لوگ جہاد کے منکر اور مخالف ہیں...... جو جہاد کے دشمن ہیں، وہ اس غلط نظریہ سے سچی توبہ کرلیں۔

حج، عورتوں کے لئے جہاد کا قائمقام:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) عرض کیا:

''یارسول اللہ! ہم (عورتیں) جہاد کو سب سے افضل عمل سمجھتی ہیں، کیا ہم بھی جہاد میں حصہ لیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''تمہارے لئے (یعنی عورتوں کے لئے) افضل جہاد حج مبرور ہے۔''

(الترغیب والترھیب/ کتاب الحج، الترغیب فی الحج والعمرۃ وماجاء فیمن خرج یقصد ھما فمات/ ج ۲، ص ۱۰۴ / ط، وحیدی، بشاور)

ایک اہم نکتہ:

حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے بڑا اہم نکتہ سمجھایا......وہ نکتہ پڑھ کر روح نے غم کی ہچکی لی......اور آنکھیں پانی میں ڈوبنے لگیں......فرمایا:

''اللہ کے گھر کا زیادہ سے زیادہ طواف کرلو......اس سے پہلے کہ تمہارے اور اس کے درمیان رکاوٹیں کھڑی کر دی جائیں''......

ہاں! سچ فرمایا، بہت اونچی بات فرمائی......رکاوٹیں آجاتی ہیں......پہاڑوں سے بھی زیادہ بڑی اور رات سے بھی زیادہ تاریک......پھر آدمی نہیں جاسکتا......نہیں جاسکتا......

جو خوش نصیب وہاں پہنچ چکے ہیں......وہ اس نکتے کی قدر کریں......بازاروں، خریداریوں، ملاقاتوں اور فضولیات میں وقت ضائع نہ کریں......اپنے ایک ایک لمحے کو قیمتی بنائیں......حرم شریف کی ایک نماز......کسی انسان کے چوّن سال کی نمازوں کے برابر ہے......وہاں کا ایک ''لا الہ الا اللہ'' ایک لاکھ ''لا الہ الا اللہ'' کے برابر......اور ایک بار کا سبحان اللہ ایک لاکھ بار سبحان اللہ پڑھنے کے برابر ہے......

تا قیامت اَجر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص حج کے لئے روانہ ہوا پھر (راستے میں) انتقال کر گیا تو اس کے لئے قیامت تک حاجی کا اَجر لکھا جاتا رہے گا، اور جو شخص عمرہ کے لئے نکلا پھر اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے لئے تا قیامت عمرہ کرنے والے کا اَجر لکھا جاتا رہے گا، اور جو شخص (اللہ تعالیٰ کے راستے میں) جہاد کرنے کے لئے نکلا، اور پھر (دورانِ سفر) انتقال کر گیا تو اس کے لئے تا قیامت مجاہد کا اجر لکھا جاتا رہے گا۔''

(الطبرانی فی الاوسط برقم (۵۳۲۱) مجمع الزوائد/ کتاب الحج، باب فضل الحج والعمرۃ/ رقم الحدیث: ۵۲۷۴/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

روح کا حج:

''اہل دل'' نے ایک بات بڑی تسلی والی لکھی ہے......وہ فرماتے ہیں: ایک حج دل اور روح کا بھی ہوتا ہے......دل کعبہ شریف کا طواف کرتا ہے، روح احرام باندھتی ہے......دونوں مل کر روضہ اقدس پر جاتے ہیں......یہ ان لوگوں کا حج ہے جن کا شوق کامل، جذبہ سچا......اور تیاری ایسی کہ موقع ملے تو اپنا سب کچھ قربان کر کے اور بیچ باچ کے نکل پڑیں......مگر ان کو روک لیا جاتا ہے...... ہاں! وہ نہیں جا سکتے......ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ......فاصلے سمیٹ دیتے ہیں......اسلاف میں سے کئی افراد کے قصے مذکور ہیں......ان کا شوق کامل تھا مگر عذر بہت سخت تھا......نہ جا سکے......حاجی واپس آئے تو قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے......ہم نے آپ کو طواف کرتے دیکھا ......کوئی کہتا ہم نے آپ کو عرفات میں دیکھا......کوئی کہتا روضہ اطہر پر آپ کو پایا......ایسے افراد کے لئے فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو ان کی طرف سے وہاں حاضری دیتے ہیں......یہ ایک مستقل موضوع ہے......مقصد یہ کہ کعبہ شریف ہر مومن کے دل کی بڑی اُمنگ ہے......اللہ کرے ہر ایمان والے کو یہ ایمانی اور پاکیزہ شوق نصیب ہو جائے......آمین یا ارحم الراحمین۔

حج کا مقصد:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سمجھایا......حج کے مہینے معروف ہیں......یعنی شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ کے دس دن......پس جو ان مہینوں میں احرام باندھ کر اپنے اوپر حج کو فرض کر لے تو احرام کے بعد وہ......نہ کوئی شہوت والا کام کرے، نہ گناہ والا کوئی کام اور نہ لڑائی جھگڑا......ہر عبادت کا ایک مقصد ہے......نماز کا مقصد ''ذکر'' ہے، اللہ تعالیٰ کی یاد، پس غفلت نماز کے لئے خطرناک ہے......روزہ کا مقصد تقویٰ ہے، حلال چھوڑ کر حرام چھوڑنے کی مشق......پس تقویٰ سے انحراف روزہ کے لئے خطرناک ہے......زکوٰۃ کا مقصد اللہ تعالیٰ کے

لئے سخاوت اور حرص سے پاکی ہے، پس بخل اور تنگ دلی زکوٰۃ کے لئے خطرناک ہے...... حج کا مقصد اللہ تعالیٰ کے سامنے تذلل اور عاجزی ہے، پس تکبر، بڑائی اور ریاکاری حج کے لئے خطرناک ہے...... جہاد کا مقصد ہے اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی اور دین کے لئے قربانی، پس ذاتی بالادستی اور دنیا پرستی جہاد کے لئے خطرناک ہے......

رحمت......تنبیہ:

اسلام نے جھوٹے مذاہب کی طرح کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس کے مقدس مقامات ہر طرح کے حوادث سے محفوظ ہیں......نہیں بلکہ......مقدس ترین مقامات پر بھی اللہ تعالیٰ کا حکم اور قانون چلتا ہے......وہاں سردی بھی آتی ہے اور گرمی...... بارش بھی برستی ہے اور سیلاب بھی آ سکتے ہیں......وہاں رحمت تو ہر لمحہ برستی ہے مگر کبھی کبھار اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ اور قہر کے تھپیڑے بھی پڑ سکتے ہیں......کعبہ شریف کے گرد طواف سے جہاں روزانہ لاکھوں افراد رحمت، نور اور ہدایت پاتے ہیں......وہیں بعض افراد کو وہاں بلا کر سخت سزا بھی دی جاتی ہے......پھر بعض لوگوں کو سزا دے کر پاک کر دیا جاتا ہے......اور بعض بدنصیبوں کے دلوں پر شقاوت اور بدبختی کی حتمی مہر لگا دی جاتی ہے......وہاں کے حادثات بعض افراد کے لئے رحمت ہوتے ہیں، بعض کے لئے عذاب اور بعض کے لئے تنبیہ اور سبق......اس بارے میں بڑے عجیب واقعات ماضی میں سامنے آئے......وہ سب سے بڑی جگہ ہے وہاں جو پا گیا اب وہ محروم نہیں ہو سکتا......اور وہاں جو محروم رہ گیا وہ کسی اور جگہ پا نہیں سکتا......سوائے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت پھر ڈھانپ لے......ایک اللہ والے بزرگ طواف کر رہے تھے، شیطان نے حملہ کیا اور طواف کے دوران بدنظری کر بیٹھے......کعبہ شریف سے ایک ہاتھ بلند ہوا اور ان کے چہرے پر ایسا تھپڑ لگا کہ ایک آنکھ ضائع ہو گئی......آنکھ ضائع ہو گئی مگر ایمان بچ گیا......وہ اس تنبیہ اور معذوری پر

ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے شکر گزار رہے کہ...... دائمی اور سچی توبہ نصیب ہوئی......اور گناہ کی سزا نقد ختم ہوگئی......تنبیہ نہ ہوتی اور طواف کے دوران یہ گناہ چلتا رہتا تو سوچیں کہ کیا بنتا؟......جس گناہ کا گواہ کعبہ شریف ہو، حجر اسود ہو، رکن یمانی ہو، مقام ابراہیم ہو...... مطاف ہو، ملتزم ہو......اس گناہ کو کوئی لے کر مرا تو کس قدر خسارے کی بات ہے؟......مگر وہ صاحب اللہ تعالیٰ کے پیارے تھے اس لئے تنبیہ فرما دی گئی...... بہت سے لوگ کعبہ شریف کے گرد اس گناہ سے زیادہ بڑے گناہ کرتے رہتے ہیں......ان کو تنبیہ نہیں کی جاتی...... ہاں! بدنصیب ہمیشہ تنبیہ سے محروم رہ کر بڑی سزا کے مستحق بن جاتے ہیں...... یا اللہ! آپ کی پناہ......

حرم شریف کی دعاء:

حرم شریف کی ایک دعاء ایک لاکھ دعاؤں کے برابر ہے......آپ جو وقت بازار میں جا کر اپنی اولاد کے لئے تحفے خریدیں گے......یہی وقت آپ حرم میں بیٹھ کر ان کے لئے ''دعاء'' کر دیں...... تحفے، سامان ہر جگہ مل جاتے ہیں......مگر حرم شریف کی دعاء تو ہر جگہ نہیں ملتی......مثلاً: آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی اولاد کو قرآن مجید نصیب ہو......آپ یہاں رہتے ہوئے ایک لاکھ بار اگر یہ دعاء کریں تو قبولیت کی کتنی امید ہو جائے گی......مگر ایک لاکھ بار دعاء کرنے میں کئی دن لگ جائیں گے......لیکن حرم شریف میں آپ نے یہ دعاء ایک بار کر دی تو یقیناً ایک لاکھ بار ہوگئی......

جو مانگیں، ملے گا......

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے راستے کا مجاہد، اور حاجی اور عمرہ کرنیوالا (یہ تین قسم کے لوگ) اللہ تعالیٰ کا وفد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بلایا تو یہ نکل کھڑے ہوئے اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگا تو اللہ تعالیٰ نے عطاء فرما دیا (یعنی ان کی دعائیں مقبول ہیں، یہ جو کچھ مانگیں گے، عطا ہوگا)۔''

(سنن ابن ماجہ/ کتاب المناسک، باب فضل دعاء الحاج/ حدیث رقم: ۲۸۹۳ / ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حاجی کی دعاء پر مغفرت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ حاجی کی بھی مغفرت فرمادیتے ہیں اور اس شخص کی بھی جس کیلئے حاجی استغفار کرے۔''

(کشف الاستار برقم (۱۱۵۵) مجمع الزوائد/ کتاب الحج، باب دعاء الحاج والعمار/ رقم الحدیث:۵۲۸۷/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حج اکبر، حج اصغر:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''(اے لوگو!) تمہیں چار چیزیں قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (وہ چار چیزیں یہ ہیں):

۱ اقامتہ صلوٰۃ ۲ ایتاء زکوٰۃ ۳ حج اداء کرو ۴ اور بیت اللہ شریف کا عمرہ کرو۔

(اور یاد رکھو!) حج، حج اکبر ہے، اور عمرہ حج اصغر ہے۔''

(الطبرانی فی الکبیر برقم (۱۰۲۹۸) مجمع الزوائد/ کتاب الحج، باب فرض الحج/ رقم الحدیث:۵۲۵۳/ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

رمضان کا عمرہ حج کے برابر:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''رمضان میں عمرہ کرنا (ثواب میں) حج کے برابر ہوتا ہے۔''

(مشکوٰۃ المصابیح/ کتاب المناسک/ الفصل الاول/ ص ۲۲۱/ ط، قدیمی، کراتشی)

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا طرزِ عمل:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''حضرات انبیائے کرام علیہم السلام حرم شریف میں پیدل اور ننگے پاؤں داخل ہوا کرتے تھے اور مناسکِ حج بھی ننگے پاؤں، پیدل اداء فرمایا کرتے تھے۔''

(سنن ابن ماجہ/ کتاب المناسک/ باب دخول الحرم/ حدیث رقم:۲۹۳۹/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

تلبیہ، حج کا شعار:

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جبرئیل میرے پاس آئے اور کہا:

''اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے صحابہ کو حکم دیجئے کہ وہ تلبیہ اُونچی آواز میں کہیں، کیونکہ تلبیہ حج کا شعار ہے۔''

(سنن ابن ماجہ/ کتاب المناسک/ باب فضل رفع الصوت بالتلبیۃ/ حدیث رقم: ۲۹۲۳/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تلبیہ:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تلبیہ یہ تھا:

''لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ، لَبَّیْكَ لَا شَرِیكَ لَكَ لَبَّیْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكَ، لَا شَرِیكَ لَكَ۔''

(سنن الترمذی، کتاب الحج، باب ما جاء فی التلبیۃ/ رقم الحدیث: ۸۲۵/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

تلبیہ کی فضیلت:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب بھی کوئی مسلمان تلبیہ پڑھتا ہے تو زمین کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اس کے دائیں، بائیں جتنے بھی، پتھر، درخت اور شہر یا گاؤں ہوتے ہیں، وہ سب (اس کے ساتھ) تلبیہ پڑھتے ہیں۔''

(سنن الترمذی، کتاب الحج، باب ما جاء فی فضل التلبیۃ والنحر / رقم الحدیث: ۸۲۸/ ط، دار الکتب

طواف کا اَجر:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

''جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے تو ایک قدم اُٹھانے کے بعد دوسرا قدم پڑنے سے

پہلے پہلے اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے۔''

(مصنف ابن ابی شیبۃ/ کتاب الحج، باب فی ثواب الطواف/ص ۱۹۲ ج، ۴۔ط، امدادیہ، ملتان)

ایک غلام آزاد کرنے کے برابر اَجر:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے بیت اللہ کا طواف کیا اور (اس کے بعد) دو رکعتیں اداء کیں تو (اس کا یہ عمل اجر وثواب میں) ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔''

(سنن ابن ماجہ/ کتاب المناسک/ باب فضل الطواف/ حدیث رقم:۲۹۵۶ / ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

رکن یمانی، رکن حجر اسود، طواف:

حضرت حمید بن ابی سویہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں نے ابن ہشام کو حضرت عطاء ابن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے دورانِ طواف رکنِ یمانی کے بارے میں سوال کرتے ہوئے سنا (کہ اس کی کیا فضیلت ہے؟)'' حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''رکنِ یمانی پر ستر فرشتے مقرر کئے گئے ہیں۔ جو شخص بھی (رکن یمانی کے پاس) یہ دعاء پڑھے:'' اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ، رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ'' تو وہ فرشتے کہتے ہیں:'' آمین''

پھر جب رکن حجرِ اسود پر پہنچے تو ابن ہشام نے پوچھا:

''اے ابو محمد! (حضرت عطاء کی کنیت) رکن حجرِ اسود کے بارے میں آپ کے پاس کیا روایت پہنچی ہے؟''

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ انہوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''جس نے رکنِ حجرِ اسود کا بوسہ لیا تو (گویا) اس نے رحمٰن جل شانہ کے ہاتھ کا بوسہ لیا۔''

ابن ہشام نے کہا: ''اے ابو محمد! طواف کی کیا فضیلت ہے؟''

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''جس نے بیت اللہ کے گرد (طواف کے) سات چکر کاٹے اور ان میں ''سُبْحَانَ اللہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ وَاللہ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ'' کے سوا اور کوئی گفتگو نہیں کی تو اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں اور جس نے طواف کیا اور طواف کی حالت میں بات چیت بھی کی تو وہ صرف اپنے دونوں پاؤں کے ساتھ رحمت میں ایسے داخل ہو گیا جیسے کوئی پانی میں صرف اپنے پاؤں داخل کرے۔''

(سنن ابن ماجہ/ کتاب المناسک/ باب فضل الطواف/ حدیث رقم: ۲۹۵۷/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حجر اسود کا بوسہ:

حضرت حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ (طواف کرتے ہوئے) جب رکنِ حجر اسود کے پاس سے گزرتے تو اگر وہاں رش ہوتا تو چلتے چلے جاتے اور رش میں نہ گھستے، اور اگر (رش نہ ہوتا) رکنِ حجر اسود خالی ہوتا تو اس کو تین بار بوسہ دیتے، پھر فرماتے:

''میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ایسے ہی کرتے دیکھا، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایسا ہی کیا، پھر فرمایا:

''(اے حجر اسود!) بے شک تو ایک پتھر ہے، نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اگر میں

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے (کبھی) بوسہ نہ دیتا۔"

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔"

(سنن النسائی/ کتاب مناسک الحج/ باب کیف یقبل/ رقم الحدیث: ۲۹۳۵/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حجر اسود، جنت کا پتھر:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"حجر اسود جنت (کا پتھر) ہے۔"

(سنن النسائی/ کتاب مناسک الحج/ باب ذکر الحجر الاسود/ رقم الحدیث: ۲۹۳۲/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حجر اسود گواہی دے گا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے دن حجرِ اسود اس حال میں آئے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا، اور زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا۔ (اس دن وہ) ہر اس شخص کے بارے میں گواہی دے گا جس نے حق کے ساتھ اس کا استلام کیا ہوگا۔"

(سنن ابن ماجہ/ کتاب المناسک/ باب استلام الحجر/ حدیث رقم: ۲۹۴۴/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

یہاں آنسو بہائے جاتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجر اسود کا استقبال فرمایا پھر اپنے ہونٹ مبارک اس پر رکھ کر کافی دیر روتے رہے۔ پھر جب پھرے تو دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی رو رہے ہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے عمر! یہاں آنسو بہائے جاتے ہیں۔"

(سنن ابن ماجہ/ کتاب المناسک/ باب استلام الحجر/ حدیث رقم: ۲۹۴۵/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

آبِ زمزم سے مقاصد کی برآوری:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آب زمزم ہر اس مقصد (کی بجا آوری اور حصول) کیلئے (کافی) ہے، جس کی خاطر وہ پیا جائے۔ (یعنی آب زمزم جس بھی جائز مقصد کیلئے پیا جائے اللہ تعالیٰ اسے پورا فرما دیتے ہیں)۔''

(سنن ابن ماجہ/ کتاب المناسک/ باب الشرب من زمزم/ حدیث رقم: ۳۰۶۲/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

زمزم......طعام بھی، شفاء بھی:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''زمزم، کھانے کا کھانا ہے اور بیماریوں سے شفاء ہے۔''

(کشف الاستار رقم (۱۱۷۱، ۱۱۷۲)......مجمع الزوائد/ کتاب الحج، باب فی زمزم/ رقم الحدیث: ۵۷۱۱/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

زمزم پینے کا طریقہ اور آداب:

حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اسی دوران ایک شخص ان کے پاس آیا، انہوں نے اس شخص سے پوچھا:

''کہاں سے آرہے ہو؟''

اس نے کہا:

''زمزم سے۔''

فرمایا:

''کیا تم نے زمزم ویسے پیا جیسے پینا چاہیے؟''

اس نے پوچھا:

''کیسے پینا چاہیے؟''

فرمایا:

''جب زمزم پینا ہوتو اپنا رخ قبلہ کی طرف کرلو، بسم اللہ پڑھو، اور پھر تین سانس میں پیو اور اتنا پیو کہ پسلیاں تن جائیں پھر پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو۔ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہمارے اور منافقین کے درمیان پہچان کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ منافقین اتنا پیٹ بھر زمزم نہیں پیتے کہ پسلیاں تن جائیں۔''

(سنن ابن ماجہ/ کتاب المناسک/ باب الشرب من زمزم/ حدیث رقم:۳۰۶۱/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

روضۂ اطہر پر حاضری، حصولِ شفاعت کا ذریعہ:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص میرے پاس خالص میری زیارت کے لئے آیا، میری زیارت کے سوا اس کا اور کوئی کام اور مقصد نہیں تھا تو قیامت کے دن اس کی سفارش کرنا مجھ پر لازم ہوگیا۔'' (یعنی حج کے بعد روضۂ اطہر کی حاضری سے یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے)۔''

(الطبرانی فی الکبیر (۱۲/ ۲۹۱) ح (۱۳۱۴۹) وفی الاوسط برقم (۴۵۴۶)...... مجمع الزوائد/ کتاب الحج، باب زیارۃ سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم/ رقم الحدیث: ۵۸۴۲/ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

مسجد نبوی کی ایک نماز:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میری اس مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں ایک نماز، دیگر مساجد کی ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے، سوائے مسجد حرام کے۔''

(صحیح مسلم/ کتاب الحج/ باب فضل صلاۃ بمسجدی مکۃ والمدینۃ/ رقم الحدیث: ۵۰۵ (۱۳۹۴)۔ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

مسجد قباء میں دو رکعت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم (کبھی) پیدل اور (کبھی) سوار ہوکر مسجد قباء تشریف لے جاتے اور اس میں دو رکعت نماز اداء فرماتے۔''

(صحیح مسلم/کتاب الحج/باب فضل مسجد قباء وفضل الصلاۃ فیہ وزیارتہ/رقم الحدیث:۵۱۶(۱۳۹۹)۔ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حج، عمرہ اور جہاد سے واپس لوٹنے کی دعا:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

''نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب جہاد، یا حج یا عمرہ سے واپس لوٹتے تو ہر اونچی جگہ پر چڑھتے ہوئے تین بار ''اللہ اکبر'' کہتے، پھر فرماتے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔''

(صحیح البخاری/کتاب العمرۃ، باب مایقول اذا رجع من الحج اَو العمرۃ اَو الغزو/رقم الحدیث:۱۷۹۷/ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

حاجی سے دعا کرالو......

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم (کسی) حاجی سے ملاقات کرو تو اس کو سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اس سے کہہ کر اپنے لئے استغفار کراؤ، اس سے پہلے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو جائے، کیونکہ وہ بخشا بخشایا (لوٹ کر آیا) ہے۔''

(مشکوٰۃ المصابیح/کتاب المناسک/الفصل الثالث/ص ۲۲۳/ط، قدیمی، کراتشی)



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم







قربانی

(تعارف، فضائل، احکام، اسرار، حکمتیں)



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قربانی

قربانی اسلام کا ایک عظیم، عاشقانہ، والہانہ اور بے حد فضیلت والا حکم ہے۔ ہر زمانے میں مسلمانوں نے نہایت محبت، عشق اور اہتمام سے اس حکم کو پورا کیا اور پورا پورا سال اس کی تیاری اور انتظار میں گزارا۔ مگر اس زمانے کے ملحدین اور نام نہاد روشن خیالوں نے مسلمانوں کے دلوں سے قربانی کی اہمیت کم کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا ہے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت بڑھ گئی ہے کہ مسلمانوں کو عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی اہمیت اور فضیلت پوری قوت کے ساتھ بیان کی جائے اور انہیں ملحدین کے ناپاک پروپیگنڈے سے محفوظ رکھا جائے۔ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ انہوں نے اللہ پاک کے حکم پر اپنے اکلوتے بیٹے کی گردن پر چھری چلا دی اور عشق کے امتحان میں کامیاب ہو گئے۔ آج ہم سے بیٹے کی گردن پر چھری چلانے کا تقاضہ نہیں کیا گیا بلکہ اپنے پاکیزہ مال سے ایک حلال جانور خرید کر ذبح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم پورے ذوق وشوق اور اہتمام کے ساتھ اس حکم کو پورا کریں اور اس میں بڑھ چڑھ کر سبقت کریں۔ آئیے! حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک احادیث کی روشنی میں قربانی کے چند فضائل پڑھتے ہیں۔

(۱)...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یوم النحر''، یعنی عید الاضحیٰ کے دن اولاد آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو قربانی سے زیادہ محبوب

نہیں ہے اور قربانی والا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ پس اے اللہ کے بندو! پوری خوشدلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔''

(سنن الترمذی۔ کتاب الاضاحی، باب ماجاء فی فضل الاضحیۃ ۔ رقم الحدیث: ۱۴۹۳۔ ط، دار الکتب العلمیہ بیروت)

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عید الاضحیٰ کے دن خون بہانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل ہے۔ پس جو عمل محبوب حقیقی کو محبوب ہو اسے کس قدر محبت اور اہتمام سے ادا کرنا چاہیئے، محبت کرنے والے اسے خوب سمجھتے ہیں۔ اس دن کا خون بہانا ہمیں محبوب سے کتنا قریب لے جائے گا اور ہم پر سے کتنی مصیبتیں ٹل جائیں گی اس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔ اسی طرح حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ قربانی کا جانور قیامت کے دن زندہ کر کے بطور نیکی اور گواہ لایا جائے گا۔ تھوڑا سا سوچیے کہ قیامت کے مشکل، خوفناک، ہولناک اور سخت دن انسان کو اپنے اردگرد نیکیوں اور اچھے گواہوں کی کتنی ضرورت ہوگی۔ اس دن انسان کے جسم کا ایک ایک عضو جب اس کے گناہ گن رہا ہوگا اور اس کی کالی برائیاں اسے جہنم کی طرف دھکیل رہی ہوں گی تو اس دن قربانی کے جانور کس قدر کام آئیں گے، بلکہ کہا جاتا ہے کہ یہ پل صراط پر سواری کا کام دیں گے۔ اس لئے بے دلی اور بخل کے ساتھ نہیں بلکہ خوب خوشدلی اور سخاوت کے ساتھ خوب صحت مند، موٹے تازے، خوبصورت اور اعلیٰ جانور ذبح کرنے چاہئیں اور مال کی کمی سے نہیں گھبرانا چاہیئے، کیونکہ انسان کا اصل مال تو ہے ہی وہی جو اس کے لئے قیامت تک محفوظ ہو جائے۔ اسی طرح حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جانور کا خون زمین پر بعد میں گرتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہلے پہنچ جاتا ہے۔ آپ اس حدیث شریف پر یقین کرتے ہوئے اپنے ہاتھ سے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے عید کے دن اچھا سا جانور ذبح کریں اور تھوڑا سا غور کریں تو خون کے زمین پر گرتے ہی دل میں سکون، اطمینان اور محبت کی ایک عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور دل گناہوں کے بوجھ اور سیاہی سے ہلکا ہو جاتا ہے۔ اللہ پاک ہمیں یقین نصیب فرمائے، آمین۔

---

(۲)……حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ تمہارے والد ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

''ہمارے لئے ان میں کیا (اجر) ہے؟''

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا:

''کیا اون کا بھی یہی حساب ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''ہاں! اون کے ہر بال کے بدلے بھی ایک نیکی۔''

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الاضاحی، باب ثواب الاضحیۃ۔ رقم الحدیث: ۳۱۲۷۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

حدیث شریف بالکل واضح ہے۔ اب خود اندازہ لگا لیجئے کہ جانور کے جسم پر کتنے بال اور کتنی اون ہوتی ہے……اور پھر جس قدر اخلاص اور تقویٰ زیادہ ہوگا اسی قدر اجر و ثواب بھی بڑھتا جائے گا کیونکہ اللہ پاک کو نہ خون کی ضرورت ہے اور نہ گوشت کی۔ اس تک تو بندے کا تقویٰ پہنچتا ہے۔

قربانی کی تاریخ:

اللہ تعالیٰ کا ''قُرب'' حاصل کرنے کے لئے ''قربانی'' کا عمل اُس وقت سے موجود ہے جب سے یہ انسان زمین پر آیا ہے……آپ سب کو یاد ہوگا کہ پہلے ہم جنت میں بستے تھے۔ ہمارے والد حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام……اور ہماری امی حضرت حوّا علیہا السلام……وہاں مزے سے رہتے تھے، خوب کھاتے پیتے کھیلتے تھے……پھر اچانک کچھ ہوا……آپ سب جانتے ہیں

کہ کیا ہوا...... خیر ایک واقعہ ہوا جو قرآن پاک میں مذکور ہے...... اور ہم زمین پر آ گئے...... یوں مرتبے اور مقام کے اعتبار سے ہم اللہ تعالیٰ سے کچھ دُور ہو گئے...... اب اس دُوری کو ''قُرب'' میں بدلنے کے لئے...... اللہ تعالیٰ کے عاشق بندے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے...... اپنی محبوب چیزوں میں سے جو چیز بھی ''فِدا'' کرتے ہیں...... اُسے عربی میں ''قُربان'' کہا جاتا ہے...... اور ہم اردو والوں نے اُسے ''قربانی'' بنا دیا ہے......

''القُربان'' ھو اسم لما یتقرب بہ الی اللہ تعالیٰ من ذبیحۃ او صدقۃ''

''قُربانی'' وہ ذبح ہونے والا جانور یا صدقہ جس سے آدمی اللہ تعالیٰ کا ''قُرب'' حاصل کرتا ہے...... سبحان اللہ، سبحان اللہ...... اللہ تعالیٰ کا ''قُرب'' ...... خوشی سے جان نکلتی ہے، اللہ تعالیٰ کا قُرب...... ارے! کوئی مجازی عاشق سے پوچھے کہ محبوب کا قُرب کیا چیز ہوتی ہے...... لوگ اپنے محبوب کا قُرب پانے کیلئے کیا کچھ لٹا دیتے ہیں...... امریکہ کے ایک عاشق نے اپنی گرل فرینڈ کو تحفے میں پورا بوئنگ جہاز دے دیا تاکہ...... ملاقات آسان ہو...... ایک ناپاک چیز کا قُرب پانے کے لئے پورا بوئنگ جہاز...... توبہ، توبہ...... یا اللہ! اپنی حقیقی محبت نصیب فرما دیجئے...... کہ ہم آپ کا قرب پانے کے لئے...... اپنا سب کچھ لٹانا اپنی سعادت سمجھیں...... انسان زمین پر آ گیا...... یہاں اُس کی چھانٹی ہو گی...... پھر خوش نصیب لوگ واپس اپنے اصلی وطن ''جنت'' میں جا بسیں گے...... ہمیشہ ہمیشہ کے لئے...... جی ہاں! ہمیشہ ہمیشہ کے لئے...... یہ وہ لوگ ہیں جو زمین پر رہ کر اللہ تعالیٰ کا ''قُرب'' تلاش کرتے رہتے ہیں...... اور اس کی خاطر ہر طرح کی قربانی پیش کرتے ہیں...... قرآن پاک اُس زمانے کی ''قربانی'' کا تذکرہ فرماتا ہے جب ہم تازہ تازہ جنت سے زمین پر اُترے تھے...... دیکھئے سورۃ المائدہ آیت (۲۷) سے شروع ہونے والا قصہ

واتل علیھم... الایۃ...

ترجمہ: ''آپ ان کو آدم (علیہ السلام) کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر

سنادیں...... جب اُن دونوں نے قربانی کی ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی نہ ہوئی، اُس (دوسرے) نے کہا میں تجھے قتل کردوں گا، اُس (پہلے) نے جواب دیا اللہ تعالیٰ پرہیز گاروں سے ہی قبول فرماتا ہے''...... (المائدہ ۲۷)

یہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا قصہ ہے...... ''قابیل'' بڑا بیٹا جو قاتل بنا...... ''قابیل'' اور ''قاتل'' دونوں کے شروع میں قاف...... یہ علامت یاد رکھ لیں...... کئی لوگ بھول جاتے ہیں کہ قاتل کون تھا اور مقتول کون...... اور ہابیل چھوٹا بیٹا...... ہابیل علیہ السلام...... جو دنیا کے پہلے مظلوم شہید اور بڑے عظیم رتبے اور مقام والے تھے...... انہوں نے اپنے جانوروں میں سب سے موٹا، اونچا، قیمتی اور پسندیدہ جانور خوشدلی سے قربانی کے لئے پیش کیا...... جبکہ قابیل...... جو دنیا کا پہلا ظالم، قاتل...... جس کے نامہ اعمال میں قیامت تک کے ہر مظلوم مقتول کا گناہ بھی شامل ہوتا ہے...... اُس نے اپنے کھیتوں میں سے گھٹیا قسم کے غلّے کی ایک مٹھی پیش کی...... اللہ تعالیٰ نے ہابیل علیہ السلام کی قربانی قبول فرمائی...... اور قابیل کی قربانی ردّ فرمادی......

قصہ بہت مفصل اور مفید ہے...... بس اتنا ذہن میں رکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جانوروں کو قربان کرنے کا عمل...... بہت قدیم ہے...... یہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ عمل ہے...... اور اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کی قربانی قبول فرماتے ہیں...... معلوم ہوا کہ...... اتنے قدیم اور عظیم عمل کو عصر حاضر کے کم عقل اور دانشور منسوخ نہیں کر سکتے...... حالانکہ ہمارے زمانے میں تو قربانی کے گوشت کو کھایا جاتا ہے...... اس کی کھال اور ہڈی کو بھی کام میں لایا جاتا ہے...... جبکہ پرانے زمانے میں اس کی اجازت نہیں تھی...... آسمان سے ایک آگ آتی اور مقبول قربانی کو جلا کھاتی...... اب تھوڑا سا آگے بڑھیں...... قرآن پاک کی سورۃ الحج کھولیں...... اور اس کی آیت (۳۴) کو پڑھیں......

ولکل اُمة... الایة...

ترجمہ: ”اور ہر اُمت کے لئے ہم نے قربانی مقرر کردی تھی تا کہ اللہ تعالیٰ نے جو چوپائے (اونٹ، گائے، بکری وغیرہ) اُن کو دیئے ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ کا نام یاد کیا کریں، پھر تم سب کا معبود تو صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے پس اُسی کے فرمانبردار رہو اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے“......(الحج، ۳۴)

حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

خدائے قدّوس کے نام پر قربانی کا رواج ہر اُمت میں رہا ہے اور ایسی تواضع کرنے والوں کے لئے بارگاہ الٰہی سے پیغام بشارت ہے......(حاشیہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)

سبحان اللہ!...... ارشاد فرمایا ولکل اُمة یعنی ہر اُمت کے لئے...... کسی ایک اُمت کا استثنا بھی نہیں...... یعنی ہر وہ دین اور شریعت جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے نازل فرمائی...... اس میں ”قربانی“ کا عمل بھی مقرر فرمایا...... تا کہ وہ حلال جانوروں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کریں اور اس کے بدلے...... بڑے بڑے انعامات پائیں...... اور ان انعامات میں سب سے بڑا انعام ”قُربِ الٰہی“ ہے...... اللہُ اکبر کبیرا...... غور فرمائیں ”قربانی“ کتنا اہم عمل ہے...... کوئی بھی شریعت ایسی نہیں جس میں یہ حکم نہ اُترا ہو...... معلوم ہوا کہ ہر انسان کو اس عمل کی ضرورت ہے...... اور وہ اس کا محتاج ہے...... کیا ایسا متواتر عمل جو حضرت آدم علیہ السلام لے کر...... حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام انبیاء علیہم السلام نے اہتمام کے ساتھ جاری رکھا...... غریبوں کی مدد کے نام پر منسوخ کیا جا سکتا ہے؟...... یا اللہ! عقل و دانش کی محرومی سے حفاظت فرمائیے...... اب تھوڑا سا اور آگے بڑھیں...... قربانی کا عمل ترقی کر رہا ہے منیٰ کے میدان میں حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی چھری...... اللہ تعالیٰ کا نام بلند کر کے......

حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چل رہی ہے......اللہ اکبر کبیرا...... بات مختصر! سمجھنے والوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے......اور پھر "مدینہ منورہ" ...... جہاں حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دستِ مبارک سے قربانی کے دنبے ذبح فرمارہے ہیں......ایک سچے مسلمان کے لئے...... قربانی کی عظمت کو سمجھنے کے لئے اور کس دلیل کی ضرورت باقی رہی؟......

قربانی اسلامی معیشت کا سنہرا قانون:

کچھ مغرب زدہ......علم سے عاری مسلمان دانشور کہتے ہیں......مسلمانو! قربانی نہ کرو...... ایک دن میں اتنے زیادہ جانور کاٹنے سے...... دنیا غریب ہو جاتی ہے......یہی پیسہ غریبوں کو دے دو......ہسپتال میں دے دو......غریبوں کا بھلا ہوگا......کیا فلموں کا پیسہ......اخبارات اور ان کے اشتہارات کا پیسہ......غریبوں کو نہیں دیا جاسکتا؟ سوئٹزرلینڈ کے بینکوں کا پیسہ غریبوں کو نہیں لگتا؟......ٹی وی چینلز کی رقم سے غریبوں کو نہیں نوازا جاسکتا؟......کیا کیا لکھوں......ذرا ہسپتال ہسپتال کا شور مچانے والے وہاں اندر جھانک کر دیکھیں تو انہیں اندازہ ہو کہ......طب کے مقدس پیشے نے کیسی بھیانک سوداگری کا روپ دھار لیا ہے......وہاں غریبوں کے اعضاء نکال کر امیروں میں فٹ کئے جارہے ہیں......اور غریبوں کا خون چوسا جارہا ہے......قربانی میرے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے......قربانی اسلامی شریعت کا واجب حکم ہے...... قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلیلی سنت ہے......قربانی مسلمانوں کی روحانی خوشی ہے...... قربانی اللہ پاک کی دعوت ہے......قربانی رب کی محبت ہے......قربانی ایک فدائی نبی کی یادگار ہے......قربانی اسلامی معیشت کا ایک سنہرا قانون ہے......قربانی فطرت کی ترجمان ہے...... دانش کے نام پر......اسلام میں کاٹ چھانٹ کرنے والو!......اپنے اوزار کہیں اور لے جاؤ ......میرے جیسے سادہ مسلمان کے لئے وہ منظر کافی ہے کہ......سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام...... ہاتھ میں چھری لئے......دل میں جذبہ تھامے......آنکھوں پر پٹی باندھے......اس اسماعیل علیہ السلام

کی گردن پر...... چھری چلا رہے ہیں...... جوان کو بہت پیارا تھا...... بہت پیارا...... تب آسمانوں سے آواز آئی...... سچ اسے کہتے ہیں...... او دانش کے نام پر اسلام کی گردن پر وار کرنے والو!...... مجھ جیسے دیوانے مسلمان کیلئے وہ منظر کافی ہے کہ...... مدینہ طیبہ کی پاک سرزمین ہے...... خیر القرون کا سورج نصف النہار پر ہے...... آسمان جھانک کر مسرت سے دیکھ رہا ہے۔ ساری مخلوق ادب کے ساتھ متوجہ ہے...... اور میرے پیارے آقا...... ہاں بہت پیارے...... بے حد پیارے...... میرے محبوب رہبر...... حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم...... اپنے عظیم رب کی تکبیر پڑھ کر...... اپنے پیارے ہاتھوں سے دنبہ ذبح کر رہے ہیں...... او ظالمو! تمہاری تمنا ہے کہ...... ہم...... اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس ادا کو بھلا دیں...... جبکہ ہماری تمنا...... ہاں ہماری تمنا ہے کہ...... ہم اس دنبے کی جگہ ہوتے جس پر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھ سے چھری چلا کر...... اسے اپنے رب کی قربانی بنا دیا......

قربانی...... عاشقانہ عمل:

اللہ تعالیٰ کو اخلاص والی ''قربانی'' پسند ہے...... قربانی میں گوشت کھانے...... رانیں اڑانے، کڑاہیاں چڑھانے کی نیت نہ ہو...... یہ سب کچھ ویسے ہی مل جاتا ہے...... ایک بندہ تیار ہو گیا کہ ٹھیک ہے...... میں اللہ پاک کی رضا کے لئے ذبح ہوتا ہوں...... قربان ہوتا ہوں...... اور ایک بندہ تیار ہو گیا کہ میں اللہ پاک کے لئے اپنا کلیجہ...... اپنا لخت جگر ذبح کرتا ہوں...... باپ نے بیٹے کی گردن پر چھری چلا دی...... اور یوں...... قربانی...... کی سنت قائم ہو گئی...... بھائیو! قربانی بڑا عاشقانہ عمل ہے...... اس عمل کی برکات بے شمار ہیں...... اور اس کے فضائل بہت اونچے ہیں...... قربانی رحمت بھی ہے اور مغفرت بھی...... ہر مسلمان دل کی خوشی سے جیب کھول کر قربانی کرے...... اور جن کے پاس پیسے نہیں وہ ڈبل خوشی منائیں...... اور جھوم جھوم کر درود شریف پڑھیں کہ ان کی قربانی...... حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی ادا فرما دی ہے...... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم...... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم......

آخرت کے لئے نوٹ گن لیں:

مالدار مسلمانوں کو چاہئے کہ ذوالحجہ کے آنے سے پہلے پہلے حساب کتاب کرلیں...... اور سوچ لیں کہ اپنی آخرت کے لئے میں نے کتنا مال خرچ کرنا ہے...... ہو سکے تو چند نوٹ الگ کرکے رکھ لیں کہ میں ان سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے زیادہ سے زیادہ قربانیاں کروں گا...... پھر اپنے گھر بھی قربانی کریں، شہداء کرام کے گھروں میں بھی بھجوائیں...... اور مجاہدین تک بھی اللہ تعالیٰ کی دعوت یعنی حلال گوشت بھجوانے کی کوشش کریں...... میرے بھائیو! اور بہنو! یہ سارا پیسہ یہاں رہ جائے گا...... جو خیر کے ان کاموں میں لگ گیا وہ بہت کام آئے گا...... بہت کام آئے گا...... ان شاء اللہ

غریب حضرات مسئلہ پوچھ لیں:

جو مسلمان مرد اور عورتیں غریب ہیں وہ بھی اپنے مال اور زیورات کا حساب لگوالیں...... گھر میں ضرورت سے زائد بھی بہت قیمتی قیمتی چیزیں ہوتی ہیں ان کو بھی ایک نظر دیکھ لیں...... قربانی بہت فضیلت والا عمل ہے...... یہ ہمارے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے...... قربانیاں پل صراط پر کام آنے والی سواریاں ہیں...... قربانی گناہوں کی معافی کا بہت بڑا ذریعہ ہے...... اس لیے کسی مستند عالم دین سے پوچھ لیں کہ مجھ پر قربانی واجب ہے یا نہیں...... اگر وہ واجب بتادیں تو بالکل کوئی حرج نہیں کہ اپنے موبائل سیٹ کو بیچ دیں...... اللہ تعالیٰ اور عطاء فرمادے گا، موبائل فون اور زیورات بہت ہیں...... جبکہ قربانی کا دن تو قسمت سے آتا ہے...... اور اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں سے قربانی قبول فرماتا ہے......

منیٰ، عرفات سے کاٹنے والے:

حکمرانوں اور مالداروں نے مال کے ذخیرے جمع کیے تو دنیا فساد سے بھر گئی...... خود یہ

لوگ خوف اور ذلت کی زندگی گزار رہے ہیں...... اور دوسروں کو بھی بھوکا مار رہے ہیں...... اب اگر دیندار مسلمان بھی بخیل اور کنجوس ہو جائیں گے تو پھر تباہی میں کسر نہیں رہے گی...... اس لیے خوب محبت کے ساتھ قربانی کریں...... مرد بھی اور مسلمان خواتین بھی...... قربانی کے لیے اگر اپنا موبائل سیٹ بیچنا پڑے تو کوئی حرج نہیں...... کیمرے والے موبائل کی قیمت میں آسانی سے قربانی ہو جائے گی...... اور کیمرے سے بھی جان چھوٹ جائے گی...... کچھ لوگ قربانی کے خلاف مہم چلائیں گے...... وہ آپ سے کہیں گے کہ قربانی کے پیسوں سے آپ کسی غریب کو دوا خرید دیں...... اسکول کے بچوں کو کتابیں لے دیں...... یا کسی بچی کے جہیز کے لیے کپڑے خرید دیں...... ایسے لوگوں سے آپ کہیں...... ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے تابع ہیں...... جبکہ آپ لوگ اپنی عقل اور نفس کے غلام ہیں...... آپ کی ان حرکتوں سے نہ تو مسلمانوں کی غربت دور ہوگی...... اور نہ ان کے مسائل حل ہوں گے...... البتہ جو آپ کی باتوں میں آجائے گا وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس سنت سے محروم ہو جائے گا...... جس سنت میں نور ہی نور، رحمت ہی رحمت...... اور اجر ہی اجر ہے...... ہمیں، منیٰ، عرفات اور مکہ مکرمہ سے کاٹنے والو...... اللہ تعالیٰ تمہارے شر سے ہماری حفاظت فرمائے...... آمین یا ارحم الراحمین۔

ذبح ہونا سعادت...... ذبح کرنا سعادت:

اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح ہونا بھی سعادت اور اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کرنا بھی سعادت...... حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سو اونٹوں کی قربانی پیش فرمائی...... ان میں سے اکثر کو اپنے ہاتھ مبارک سے نحر فرمایا...... وہ اونٹ خود آگے بڑھ بڑھ کر...... شوق اور بے تابی سے اپنی گردن پیش کرتے تھے...... قربانی بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتی ہے...... اسی لئے شیطان کے کارندے مسلمانوں کو قربانی سے روکتے ہیں...... کوئی کہتا ہے گوشت ضائع جاتا

ہے...... کوئی کہتا ہے اس رقم سے غریبوں کا علاج کرالو...... وہ اپنی عیاشیوں بدمعاشیوں میں سے تو ایک پائی کی کٹوتی کو تیار نہیں...... بس مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے قُرب سے دور کرنے کیلئے...... درد بھری باتیں بناتے ہیں...... بس اتنا یاد رکھیں...... ہم بندے ہیں، ہمارا کام اُن کا حکم ماننا ہے...... اگر اپنے ذہن سے اپنا دین بنائیں گے تو مارے جائیں گے...... کیونکہ ذہن ناقص ہے...... وہ تو یہاں تک کہہ سکتا ہے کہ تم پیدا ہی نہ ہو...... تاکہ ماں کو تکلیف نہ ہو...... بس قصہ ہی ختم...... قربانی کے مخالفین نے لاکھ زور لگا لئے...... مزید بھی لگا رہے ہیں...... مگر قربانی اللہ تعالیٰ کے ''شعائر'' میں سے ہے...... سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کے خاص اور پسندیدہ ترین اعمال میں سے ہے...... اسی لئے تو اتنی سازشوں کے باوجود ماشاء اللہ قربانی بڑھتی ہی جا رہی ہے......

وہ کونسی سازش ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور طاقت سے بڑی ہو...... کوئی نہیں، کوئی نہیں......

اللہ ہی بڑا ہے...... اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے......

''سیٹھ'' بننا چاہتے ہیں؟

کیا آپ ''سیٹھ'' بننا چاہتے ہیں؟...... انگریز منحوس کا جب برصغیر پر راج تھا تب...... ''سیٹھ'' اسے کہتے تھے جس کے پاس ایک لاکھ روپے ہوں...... روپیہ اس وقت مضبوط تھا...... ہمارے مرشد سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا پورا لشکر دو روپے میں دو وقت کا کھانا کھا لیتا تھا...... آج کل سیٹھ وہ جس کے پاس بے شمار روپے ہوں...... اب آپ کے پاس ہمت ہو تو ایک کام کریں...... بال مونڈنے والی مشین لیکر کسی بکرے، دنبے اور گائے کے صرف ایک ہاتھ برابر بال کاٹیں...... ان کو شاپر میں ڈالیں...... گھر لے جا کر ان کو شمار کریں کہ کتنے ہیں؟...... بہت مشکل ہے ناں!...... ہمارے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھایا...... قربانی کرنے والے کے لئے قربانی کے جانور کے ہر ایک بال کے بدلے ایک نیکی...... سبحان اللہ!...... اتنی بے شمار نیکیاں...... حضرت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعدہ میں شک کرنا کفر...... بس اخلاص کے ساتھ ایک قربانی

کی تو...... سیٹھ بن گئے سیٹھ...... بے شمار نیکیوں کے مالک سیٹھ...... بھائیو! یہ عظیم موقع سال میں صرف ایک بار آتا ہے دل کھول کر قربانی کریں...... زیادہ سے زیادہ قربانی کریں......

نفل قربانی:

ایک سے زائد جو قربانی کی جاتی ہے...... وہ نفل قربانی ہے...... اور نفل سے اللہ تعالیٰ کی قریبی محبت نصیب ہوتی ہے...... نفل قربانی کا عمل خود حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شروع فرمایا...... آپ ہمیشہ دو مینڈھے سینگوں والے ذبح فرماتے تھے...... حج کے موقع پر تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک سو اُونٹ قربان فرمائے......

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ...... ہمیشہ دو دنبے ذبح فرماتے...... ایک حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے...... کیا ہی اچھا ہو کہ مسلمانوں میں بھی اس کا ذوق پیدا ہو...... کوشش کریں کہ ایک بکرا، یا ایک حصہ...... حضرت آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور قربان کریں...... ایک منحوس ٹچ فون کی قیمت میں...... یہ بابرکت کام ہوسکتا ہے......

مقامِ محبت:

ایک حدیث قدسی ہے...... اسے ''حدیث الٰہی'' بھی کہتے ہیں...... یعنی اللہ تعالیٰ کی بات، اللہ تعالیٰ کا فرمان...... یہ وہ حدیث ہوتی ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی طرف نسبت کے ساتھ بیان فرماتے ہیں...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا...... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ"...

''جو میرے کسی ولی کے ساتھ دشمنی کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ دشمنی کا اعلان کرتا ہوں''...... یعنی جو اللہ تعالیٰ کے کسی ولی...... یا اولیاء سے بغض رکھے، انہیں ستائے تو ایسے بد

نصیب انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِعلان جنگ ہے......

"وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبۡدِیۡ بِشَيۡءٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا افۡتَرَضۡتُ عَلَیۡهِ"...

''میرا بندہ جن چیزوں کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے......ان چیزوں میں میرے نزدیک سب سے محبوب ''فرائض'' ہیں''......یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے اہم ذریعہ......فرائض کی پابندی اور فرائض کا اہتمام ہے......اور فرائض کے برابر اور کوئی عمل نہیں ہوسکتا......

"وَمَا یَزَالُ عَبۡدِیۡ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ"...

''اور میرا بندہ نفل عبادت کے ذریعہ برابر میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے...... یہاں تک کہ میں اس سے محبت فرمانے لگتا ہوں''......یعنی فرائض کے بعد میرے مخلص بندے مجھے راضی کرنے کے لئے......اور میرا قرب پانے کے لئے مستقل نوافل میں لگے رہتے ہیں......نفل نماز، نفل صدقہ، نفل قربانی، نفل حج، عمرہ وغیرہ یہاں تک کہ وہ میرے محبوب بن جاتے ہیں......سبحان اللہ! عجیب الفاظ ہیں...... پڑھتے جائیں تو دل پر وجد طاری ہوجاتا ہے......اللہ تعالیٰ کی محبت مل جائے تو انسان کو اور کیا چاہیے......

آگے ارشاد فرمایا:

"فَإِذَا أَحۡبَبۡتُهٗ كُنۡتُ سَمۡعَهُ الَّذِیۡ یَسۡمَعُ بِهٖ، وَبَصَرَهُ الَّذِیۡ یُبۡصِرُ بِهٖ، وَیَدَهُ الَّتِیۡ یَبۡطِشُ بِهَا، وَرِجۡلَهُ الَّذِیۡ یَمۡشِیۡ بِهَا"...

''جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان، آنکھیں، ہاتھ اور پاؤں میری خاص نگرانی اور رہنمائی میں آجاتے ہیں''......یعنی اس کے لئے خیر کے بے شمار دروازے کھل جاتے ہیں......اس کا سننا، دیکھنا، پکڑنا اور چلنا سب کچھ عبادت بن جاتا ہے......اور اس کے جسم کے اعضاء گناہوں سے محفوظ ہوجاتے ہیں......

آگے ارشاد فرمایا:

"وَاِنْ سَأَلَنِی لَأُعْطِیَنَّهٗ"...

''وہ اگر مجھ سے کچھ مانگے تو میں ضرور عطا فرماتا ہوں''......

"وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِی لَأُعِیْذَنَّهٗ۔"

''اور اگر کسی چیز سے میری پناہ مانگے تو میں اسے اس چیز سے ضرور بچا لیتا ہوں۔'' (صحیح بخاری)

اندازہ لگائیں کہ......فرائض پورے کرنے کے بعد نفل عبادت کا کیا مقام ہے......اسی کو ہم ''مقام محبت'' سے تعبیر کر رہے ہیں......زمانے میں جو بھی بڑے اور کامیاب لوگ گزرے انہوں نے اسی مقام محبت سے بلندی حاصل کی......فرض نمازیں تو سب روزانہ پانچ ہی ادا کر سکتے ہیں......کسی کو چھ کی اجازت نہیں......مگر جنہوں نے نفل عبادت کو اپنایا وہ......مقام محبت تک جا پہنچے......عام حالات میں دیکھ لیجئے......جو ملازم اپنی اصل ملازمت سے زیادہ......پانچ دس منٹ بھی محنت کرتا ہو تو مالک کی آنکھ کا تارا بن جاتا ہے......جو دکاندار پانچ دس روپے کی معمولی رعایت دیتا ہو......اس کے ہاں گاہکوں کی بھیڑ لگ جاتی ہے......اپنی اصل ذمہ داری سے زائد محنت انسان کو مقبول، محبوب اور قیمتی بنا دیتی ہے......فرائض ہماری اصل ذمہ داری ہیں......اس کو پورا کرنے کے بعد......نفل کے ذریعہ مقامات کا حصول ہے......اور یہ نفل قیامت کے دن بڑے کام آئیں گے......جب اللہ عزوجل فرشتوں سے فرمائیں گے:

''میرے بندے کے اعمال دیکھو! کیا ان میں نفل عبادت ہے؟......اگر نفل عبادت ہوگی تو اس سے فرائض کی کمی کوتاہی کا ازالہ کیا جائے گا''......

ذوالحجہ کا مہینہ شاندار ہے......عشرہ ذی الحجہ مقبول اعمال کا موسم ہے......اور نفل قربانی عام صدقے سے بھی افضل ہے......مال آتا جاتا رہتا ہے......کیا معلوم دوبارہ یہ دن نصیب ہوں یا نہ......سب سے پہلے اپنی واجب قربانی بہت شوق، خوشی اور اِخلاص سے ادا کریں......اور پھر ایک، دو یا زیادہ نفل قربانیوں کے ذریعہ ''مقام محبت'' حاصل کریں......دل میں ذوق اور

جذبہ ہوگا تو اسباب خود مہیا ہو جائیں گے، ان شاء اللہ۔

ایک سچا واقعہ:

ایک صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ''قربانیوں'' کا شوق نصیب فرمایا ہے...... فرائض کے بعد نفل عبادت کی کثرت یہ ''محبت'' کی علامت ہے...... ایک سال ایسا ہوا کہ پیسے کم پڑ گئے...... جتنی قربانیوں کا ارادہ تھا وہ تو بہت مشکل...... اپنی واجب قربانی کے معاملہ میں بھی تنگی آ رہی تھی...... دل میں خوف آیا کہ اس سال عید کا موسم نہیں کما سکیں گے...... مگر پھر بھی عزم باندھے رہے کہ دینے والا بھی اللہ...... قبول فرمانے والا بھی اللہ...... ایک دن مغرب کی نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہوئے...... امام صاحب نے سورۃ الکوثر پڑھی...... جیسے ہی ''وَانْحَرْ'' کا لفظ آیا ان صاحب کے دل پر اُتر گیا......

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔

''پس آپ اپنے رب کے لئے نماز ادا کریں ''وَانْحَرْ'' اور قربانی کریں''

''وانحر'' کا لفظ اصل میں اونٹ کی قربانی کے لئے آتا ہے...... ویسے ہر قربانی اس میں شامل ہے...... اونٹ کی ہو یا گائے، بھینس، بکری کی...... ان صاحب کو لگا کہ...... انہیں اونٹ کی قربانی کی طرف متوجہ کیا گیا ہے...... نماز کے بعد ہاتھ پھیلا دیئے کہ...... یا اللہ ''وَانْحَر'' آپ کا حکم ہے...... یہ حکم پورا کرنے کی توفیق عطاء فرما دیجئے...... اب شیطان نے قہقہے لگائے کہ...... بکرے اور گائے کی رقم نہیں اور دعاء چل رہی ہے اونٹ کی...... طرح طرح کے وسوسے اور خیالات...... مگر عزم اللہ تعالیٰ کے لئے تھا...... جو عزم اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے اس کی ایک بڑی علامت یہ ہے کہ...... بندہ اس کی توفیق صرف اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے...... ایسا نہیں کہ حج کا شوق ہوا تو اب ہر کسی کے سامنے آہیں بھرتے رہیں...... تا کہ کوئی بھیج دے...... قربانی کا شوق ہوا تو ہر کسی کو بتاتے پھریں تا کہ کوئی کرا دے...... یہ شوق نہیں ہوتا، شوق فروشی

ہوتی ہے...... اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے...... اب ہر سال کی قربانیوں کے ساتھ...... اونٹ بھی جوڑ لیا...... اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوئی...... سارا انتظام فرما دیا...... تمام قربانیاں بھی ہو گئیں اور اونٹ بھی قربان ہوا...... بے شک اللہ تعالیٰ کے خزانے بے شمار ہیں...... اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو شیطان کے سامنے رسوا نہیں فرماتے......

سُبْحَانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللہِ الْعَظِیْمِ...

ہماری ترقی:

آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا...... قربانی کے ہر بال کے بدلے نیکی ملے گی...... اور عید کے دن قربانی سے زیادہ محبوب عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور کوئی نہیں ہے...... آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کے دس سال مسلسل قربانی فرمائی...... اور اپنی امت کی طرف سے قربانی فرماتے رہے...... آپ کی یہ نسبت آگے چلی تو صحابہ کرام نے اسے زندہ رکھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پوری زندگی...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کرتے رہے...... آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہی دین آج بھی زندہ ہے...... اور کامیابی کل بھی اسی دین میں تھی...... اور آج بھی اسی دین میں ہے...... دنیا اپنے پاگل پن کو ترقی سمجھتی ہے تو سمجھتی رہے...... ہماری ترقی تو یہی ہے کہ ہم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جڑے رہیں...... اور عید کا دن آئے تو ہم بھی ان کی طرح قربانی کرتے ہوئے نظر آئیں...... پورے عشق کے ساتھ، پورے جوش کے ساتھ......

اَللہُ اَکْبَرُ اَللہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ، اَللہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

غم نہ کریں:

وہ مسلمان جن کے پاس قربانی کی واقعی استطاعت نہیں ہے وہ بالکل غم نہ کریں...... ان کی غربت خود ایک قربانی ہے...... اور غریب کی شان امیر سے بہت اونچی، بہت بلند ہے...... اس لئے امت کے غرباء فقراء بالکل غم نہ کریں...... وہ دل میں نیت کر لیں کہ یا رب! اگر آپ

ہمیں مال دیں گے تو ہم اس میں سے ضرور قربانی کریں گے...... ہم اس کو جہاد پر لگائیں گے ...... ہم اس میں سے زکوٰۃ، خیرات، صدقات دیں گے...... اور اس میں سے ''ہدیے'' دیں گے ...... ان کی یہ نیت ان کو بہت اونچا لے جائے گی ...... یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر خوشی خوشی راضی ہو جانا ایک ایسی عبادت ہے جس کے مقابلے کی عبادت کوئی نہیں ...... اس لئے غریب بھی اپنی حالت پر خوش ہو کر، عشق اور جوش کے ساتھ ان دنوں اللہ تعالیٰ کی تکبیر بلند کریں ......

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ. اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

قربانی کا جانور:

قربانی کے جانور وہ خوش نصیب روحیں ہیں جن کو...... اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ...... اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح ہونا ہے...... جن کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بننا ہے...... جن کو پل صراط پر ایمان والوں کی سواری بننا ہے...... جن کے بالوں کو شمار کیا جانا ہے کہ ایمان والوں کے نامۂ اعمال میں ان کے برابر نیکیاں ڈالی جائیں ...... یہ جانور اللہ تعالیٰ کے حکم کو زندہ کرنے پر جان سے جاتے ہیں ...... اس لئے یہ محبوب ہیں ...... محترم ہیں ...... ان کو اخلاص سے خریدیں، شوق سے ان کی خدمت کریں ...... ان کو ایذاء اور تکلیف نہ پہنچائیں ...... ان کو احسن طریقہ سے ذبح کریں ...... ان سے سبق لے کر اپنی جان کو بھی اللہ تعالیٰ کی قربانی بنائیں ...... اللہ تعالیٰ کے قرب ہی میں بقا ہے، فلاح ہے ...... اللہ تعالیٰ کے لئے جینا زندگی ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے مرنا حیات دائمی ہے ......

گوشت کو مقصود نہ بنائیں:

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص والی ''قربانی'' نصیب فرمائیں ...... گوشت مقصود نہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہے ...... گوشت پورا سال مل سکتا ہے اور ملتا ہے ...... مگر قربانی کی یہ عظیم عبادت صرف عید کے تین دن میں ادا ہو سکتی ہے ...... عید کے علاوہ آپ روزانہ سو جانور ذبح کریں،

صدقہ کریں...... وہ عید کے دن کے ایک بکرے، دنبے کے برابر نہیں ہو سکتے...... عید پر گوشت شوق سے کھائیں...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت ہے...... مگر گوشت کو مقصد نہ بنائیں...... گوشت کی زیادہ فکر میں نہ پڑیں...... گوشت کی وجہ سے جھگڑے نہ ڈالیں...... اور گوشت بچانے کی حرص نہ کریں...... یہ بڑا اہم سبق ہے...... قربانی بڑی محبوب عبادت ہے۔

قربانی...... دو کیفیات:

قربانی کے بارے میں دو کیفیات ہیں...... پہلی یہ کہ...... وہ منظر یاد کیا، جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے لخت جگر کو اللہ تعالیٰ کے لئے ذبح کرنے لے جاتے ہیں...... پھر اسی جذبے سے اچھی قربانی خریدی...... اور اب ہر نماز کے بعد دھڑکتے دل سے دعاء ہے کہ...... یا اللہ! قربانی قبول فرما...... عید کے دن آنکھوں میں آنسو، دل میں خوف اور امید...... نظر اس پر کہ کب خون کا قطرہ زمین پر گرے تو گناہ معاف ہوں...... اور پھر شکر، شکر اور خوشی...... دوسری کیفیت یہ کہ...... بد دلی سے قربانی لی...... زیادہ فکر یہ کہ سستی ملے، کچھ مال زیادہ بچ جائے...... اب گوشت کی فکر ہے...... فریج صاف کرو...... پڑوس میں پتا کرو کس کس کے گھر میں گوشت کے شاپر فریز کر سکتے ہیں...... دل میں منصوبے کہ گوشت کس طرح بچانا ہے...... کس کس سے چھپانا ہے...... کس کس سے خطرہ ہے کہ وہ زیادہ لے اڑے گا...... کیسے پکانا ہے وغیرہ...... بھائیو اور بہنو! اللہ تعالیٰ کی رضا پانے کا کیسا سنہری موقع شیطان ضائع کراتا ہے...... اس منحوس کو بتائیں کہ...... آج بھی دو ہزار کا پانچ کلو گوشت فریج میں بھر سکتا ہوں...... قربانی تو محبوب کا قرب پانے کے لئے ہے۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَحکامِ قربانی

قربانی کے بعض ضروری مسائل واحکام

قربانی کس پرواجب ھے؟

مسئلہ:

جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں ہے لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال واسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے۔ یعنی ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کا مال واسباب ہے تو اس پر قربانی واجب ہے۔

مسئلہ:

اس مال کا سامان تجارت ہونا بھی ضروری نہیں ہے اور نہ اس پر ایک سال کا گزرنا ضروری ہے۔

مسئلہ:

ضروری اسباب وہ کہلاتا ہے جس کی ضرورت جان یا آبرو سے متعلق ہو، یعنی اس کے پورا نہ ہونے سے جان وعزت وآبرو جانے کا اندیشہ ہو، مثلاً کھانا پینا، کپڑے پہننا اور رہنے کا مکان، اہل صنعت وحرفت کے لئے ان کے پیشہ کے اوزار۔ باقی ضرورت سے زائد مکان، جائیدادیں، بڑی بڑی دیگیں، قالینیں، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر وغیرہ اسباب ضروریہ میں سے نہیں ہیں۔ اس لئے اگر ان کی قیمت نصاب تک پہنچتی ہو تو اس کے مالک کے ذمہ قربانی واجب ہوگی۔

مسئلہ:

جن عورتوں کے پاس نصاب یا اس کی بقدر ضرورت اصلیہ سے زائد سامان یا زیورات وغیرہ ہوں تو ان پر اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہوگا۔

مسئلہ:

جب کسی پر ان شرائط کے مطابق قربانی واجب ہو اس پر لازم ہے کہ اپنے نام سے قربانی کرے اور اپنا واجب ادا کرے۔ بعض لوگ قربانی کو محض خوشی کا ایک تہوار سمجھ کر ایک سال اپنے نام سے ایک سال اپنی بیوی یا والدین کے نام سے قربانی کرتے ہیں اور جس کے ذمہ قربانی واجب ہوتی ہے اس کا واجب اس کے ذمہ باقی رہ جاتا ہے۔

متفرق مسائل:

(۱) ...... بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ (مونث ہو یا مذکر) گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اُونٹ، اونٹنی صرف ان جانوروں کی قربانی جائز ہے۔

(۲) ......قربانی جائز ہونے کیلئے جانوروں کی عمر کی ترتیب یہ ہے:

بکرا، بکری......ایک سال

گائے، بھینس......دو سال

اُونٹ......پانچ سال

بھیڑ، دنبہ......اگر اتنا موٹا ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو چھ مہینے کا بھی جائز ہے اور اگر اتنا موٹا نہ ہو تو سال بھر سے کم کا جائز نہیں ہے۔

(۳) ...... چھوٹے جانور (بکری، بھیڑ، دنبہ وغیرہ) کی قربانی صرف ایک شخص کی طرف سے ادا ہو سکتی ہے جبکہ بڑے جانور (گائے، بھینس، اونٹ) میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ اور اگر سات سے کم ہوں تو تب بھی کوئی حرج نہیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ کسی کا حصہ

ساتویں حصہ سے کم نہ ہو...... پھر یہ تمام صورتیں جائز ہیں:

○......تمام افراد کی نیت واجب قربانی کی ہو۔

○......بعض کی نیت واجب قربانی کی اور بعض کی نفلی قربانی کی ہو۔

○......بعض کی نیت قربانی کی ہو اور بعض کی عقیقہ کی۔

۴......بہتر یہ ہے کہ قربانی کے جانور کو تمام حصہ دار مل کر خریدیں یا پھر ایک حصہ دار دوسرے حصہ دار کی اجازت حاصل کر کے خریدے۔ اگر کسی شخص کا حصہ اس کی اجازت کے بغیر مقرر کر لیا گیا ہو تو اگر ذبح کرنے سے پہلے اس کی اجازت حاصل کر لی گئی تب تو قربانی درست ہو جائے گی ورنہ دوسرے حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہوگی۔ البتہ اگر کسی کی طرف سے قربانی کر کے اس کا ثواب پہنچانا مقصود ہو تو اس کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ دوسرے کی طرف سے واجب قربانی ادا ہونے کے لئے اس کی اجازت شرط ہے۔

۵......قربانی صرف اپنی طرف سے کرنی واجب ہے۔ اولاد یا بیوی کی طرف سے قربانی کرنا واجب نہیں ہے۔ اگر ان کی ملکیت میں بقدر نصاب مال ہوگا تو ان پر بھی ان کے مال میں سے قربانی واجب ہوگی۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی یا بالغ اولاد کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو جب تک ان کی اجازت نہ ہو ان کی طرف سے واجب قربانی ادا نہ ہوگی۔ ہاں! اگر وہ ہمیشہ ان کی طرف سے قربانی کیا کرتا ہے تو عادتاً ان کی طرف سے اجازت سمجھی جائے گی۔

۶......ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے:

○......جس جانور کے سینگ جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں۔ (اگر پیدائشی طور پر سینگ نہیں ہیں یا اُوپر سے ٹوٹ گئے ہیں تو قربانی جائز ہے۔)

○......جس جانور کے ایک یا دو کان پیدائشی طور پر نہ ہوں یا ایک کان پورا کٹا ہوا ہو، یا کان یا دم تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو۔

○......جو جانور اندھا ہو یا اس کی ایک آنکھ کی بینائی تہائی سے زیادہ جاتی رہی ہو۔

○......جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں......(ہاں! اگر اتنے دانت باقی ہوں کہ گھاس وغیرہ چرسکتا ہے تو اسکی قربانی جائز ہے۔)

○......جس جانور کی زبان تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو۔

○......جس جانور کے تھن بالکل کٹے ہوئے ہوں یا ایک تھن تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو، اسی طرح اگر بیماری کی وجہ سے بھیڑ، بکری کا ایک تھن یا گائے، بھینس، اونٹنی کے دو تھن سوکھ گئے ہوں تو قربانی جائز نہیں ہے۔ (ہاں! اگر بیماری کے بغیر دودھ سوکھ گیا ہو تو قربانی جائز ہے۔)

○......جس جانور کا پاؤں کٹا ہوا ہو۔

○......جو جانور ایسا لنگڑا ہو کہ صرف تین پاؤں سے چلتا ہو، چوتھا پاؤں زمین پر نہیں رکھ سکتا یا رکھ سکتا ہے مگر اس کے بل چل نہیں سکتا۔

○......ایسا دبلا اور کمزور جانور جس کی ہڈی میں گودا نہ رہا ہو۔

○......جو جانور مُخَنَّث ہو۔

(۷)......خصی جانور کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے اور جس جانور کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہو اور وہ جماع کرنے سے عاجز ہو تو اسکی قربانی بھی جائز ہے۔

ذبح کے چند مسائل:

(۱)......لازم ہے کہ ذبح کرنے والا مسلمان ہو (یا اہل کتاب میں سے ہو) مشرکین، مرتدین وغیرھم کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

(۲)......قربانی کرنے والے کو ''بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' پڑھنا لازم (واجب) ہے۔ نیت کی دعاء پڑھے یا نہ پڑھے، صرف دل سے یہ ارادہ کرلینا کہ قربانی کرتا ہوں کافی ہے۔

(۳)......مستحب ہے کہ قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور اگر خود ذبح نہ کرسکے

تو دوسرے کو حکم کرے اور خود ذبح کے وقت حاضر رہے...... یہی حکم عورتوں کا بھی ہے کہ خود ذبح کرسکتی ہیں اور اگر خود ذبح نہ کرسکیں تو ذبح کے وقت حاضر رہیں بشرطیکہ وہاں کوئی غیر محرم موجود نہ ہو...... یہ حکم استحبابی ہے یعنی لازمی اور ضروری نہیں......عورت کا ذبح کیا ہوا بلاشبہ درست ہے، جولوگ اس کو حرام کہتے ہیں وہ گناہگار ہیں...... ہاں! اگر وہ کمزور دل ہو یا درست ذبح نہ کرسکتی ہو تو بہتر ہے کہ یہ کام اس کے سپرد نہ کیا جائے۔

﴿۴﴾......ذبح میں لازمی ہے کہ حلقوم، سانس کی نالی اور خون کی رگیں کاٹ دی جائیں۔

﴿۵﴾......ذبح کرتے وقت درج ذیل امور کا لحاظ رکھا جائے:

○......جانور کو ذبح کرنے سے پہلے چارہ کھلائے، پانی پلائے بھوکا پیاسا رکھنا مکروہ ہے۔

○......ذبح کی جگہ جانور کو گھسیٹ کر نہ لے جائے، ایسا کرنا مکروہ ہے۔

○......آسانی سے جانور کو گرائے، بے جا سختی کرنا مکروہ ہے۔

○...... قبلہ رخ بائیں کروٹ لٹائے کہ جان آسانی سے نکلے، اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔

○......چار پیروں میں سے تین باندھے۔

○......چھری تیز رکھے، کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے۔

○...... چھری اگر تیز کرنا ہو تو جانور سے چھپا کر تیز کرے، کیونکہ اسکے سامنے تیز کرنا مکروہ ہے۔

○......جانور کو لٹانے سے پہلے چھری تیز کرلے، بعد میں تیز کرنا مکروہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص جانور کو پچھاڑ کر چھری تیز کرنے لگا۔یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تم بکرے کو ایک سے زائد بار موت دینا چاہتے ہو۔“

○......ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرنا مکروہ ہے۔

○......سختی سے ذبح کرنا کہ سر الگ ہوجائے یا حرام مغز (گردن کے اندر کی سفید رگ)

تک چھری اُتر جائے یہ مکروہ ہے۔

○......گردن کے اوپر سے ذبح کرنا مکروہ ہے اور منع ہے کیونکہ اس میں جانور کو ضرورت سے زائد ایذاء رسانی ہے۔

○......ذبح کے بعد جانور کے ٹھنڈا ہونے (یعنی روح نکلنے) سے پہلے گردن علیحدہ نہ کرے اور نہ چمڑا اتارے کہ یہ مکروہ ہے۔

یہ تمام احکامات قربانی کے جانور کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں بلکہ ہر ذبیحہ کیلئے ہیں۔

﴿۶﴾......جو جانور گدّی کی طرف سے ذبح کیا جائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس کا گوشت حلال نہیں ہے۔

﴿۷﴾......ذبح کرنے والے کا منہ قبلہ کی طرف ہونا سنت مؤکدہ ہے۔

قربانی کے گوشت اور کھال کے بعض احکامات

﴿۱﴾......قربانی کا گوشت خود کھانا، رشتہ داروں اور مالداروں میں تقسیم کرنا اور فقیروں اور محتاجوں کو خیرات کرنا سب جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تہائی گوشت سے کم خیرات نہ کرے، لیکن اگر کسی نے تہائی سے کم خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

﴿۲﴾......قربانی کا گوشت بیچنا مکروہ ہے، اسی طرح قربانی کے سری پائے اور اس کی چربی کا بیچنا حلال نہیں ہے۔ اگر کسی نے ان چیزوں کو بیچ دیا ہو تو ان کی قیمت کو صدقہ کرے۔

﴿۳﴾......جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے جسم کے سات اجزاء یعنی سات چیزیں کھانی منع ہیں۔ ﴿۱﴾ بہنے والا خون۔ ﴿۲﴾ پیشاب کی جگہ (ذکر)۔ ﴿۳﴾ دونوں خُصیے (فوطے)۔ ﴿۴﴾ پاخانے کی جگہ (مقعد)۔ ﴿۵﴾ غدود۔ ﴿۶﴾ مثانہ یعنی وہ جگہ جس میں پیشاب رہتا ہے۔ ﴿۷﴾ پتّہ۔

کنز میں حرام مغز کو بھی حرام لکھا ہے وہ ایک ڈوری سفید دُودھ کی طرح پیٹھ کی ہڈی کے اندر کمر سے لیکر گردن تک ہوتی ہے اس کو حرام مغز کہتے ہیں۔

(مسائل عیدین وقربانی ص ۱۷۵)

۴ ...... قربانی کا گوشت سکھا کر رکھنا جائز ہے۔

۵ ...... قربانی کی کھال فروخت کرنے سے پہلے خود بھی استعمال کرسکتے ہیں اور مالداروں کو ہدیہ بھی دے سکتے ہیں اور فقراء ومساکین پر صدقہ بھی کر سکتے ہیں۔لیکن اگر روپیہ پیسے کے بدلے فروخت کر دی تو خواہ کسی نیت سے فروخت کی ہو تو اس کا صدقہ کر دینا واجب ہے اور اس کا مصرف صرف فقراء ومساکین ہیں۔ مالداروں کو دینا یا ملازمین ومدرسین کی تنخواہوں میں دینا جائز نہیں ہے۔

۶ ...... قربانی کی کھال یا گوشت قصائی کو ذبح کرنے کی اُجرت کے طور پر دینا درست نہیں ہے۔

قربانی کا وقت:

۱ ...... دس ذوالحجہ عید کی نماز کے بعد سے لے کر بارہ ذوالحجہ کے سورج غروب ہونے سے پہلے تک قربانی کا وقت ہے ان دنوں میں جس وقت چاہے قربانی کرے۔مگر رات کو ذبح کرنا (جائز تو ہے مگر) بہتر نہیں ہے اور سب سے افضل دس ذوالحجہ کا دن ہے پھر گیارہویں اور بارہویں تاریخ کا دن۔

۲ ...... شہروں میں عید کی نماز سے پہلے قربانی درست نہیں ہے، جبکہ دیہاتوں میں دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد بھی قربانی کر دینا درست ہے۔ چنانچہ شہر میں اگر کسی نے عید کی نماز سے پہلے قربانی کر دی تو اس کو دوبارہ قربانی کرنا ضروری ہے۔جس شہر میں عید کی نماز کئی جگہ ادا کی جاتی ہو وہاں قربانی کے صحیح ہونے کیلئے

صرف ایک جگہ نماز کا ادا ہو جانا کافی ہے۔

قربانی کی دعا:

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو سینگوں والے خصی مینڈھے اپنے دست مبارک سے ذبح فرمائے اور ذبح کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اکبر" پڑھا۔

(صحیح البخاری۔ کتاب الاضاحی، باب التکبیر عند الذبح، رقم الحدیث: ۵۵۶۵۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان مینڈھوں کو قبلہ رخ لٹا کر یہ دعا پڑھی:

''إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفاً وَّ مَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّ صَلٰوتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَ أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّ أُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ''۔

پھر ان کو ذبح فرما دیا۔

(سنن ابی داود۔ کتاب الضحایا، باب ماتستحب من الضحایا۔ رقم الحدیث: ۲۷۹۵۔ دار الکتب العلمیہ، بیروت)





بسم اللہ الرحمن الرحیم

قربانی

آقا مدنی ﷺ کی زبانی

قربانی کے موضوع پر چالیس احادیثِ مبارکہ کا انمول مجموعہ

جھوم جھوم کر...... عشق و محبت کے ساتھ...... عمل کی نیت سے پڑھیں
یاد کریں...... دوسروں تک پہنچائیں...... کہ......

نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قربانی کا وجوب

حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ (حجۃ الوداع کے موقع پر) عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو! ہر اہل خانہ پر ہر سال قربانی لازم ہے اور عتیرہ بھی۔ کیا تم جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہے؟ یہ وہی ہے جسے لوگ رَجَبِیّہ کہتے ہیں۔''

(سنن ابی ابوداؤد۔ کتاب الضحایا، باب ماجاء فی ایجاب الاضاحی۔ رقم الحدیث: ۲۷۸۸۔ ط۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(ف): معلوم ہوا کہ قربانی واجب ہے...... امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے ''باب فی ایجاب الاضاحی'' کا عنوان دے کر اس حدیث شریف کو ذکر فرمایا ہے یعنی ''قربانی کے وجوب کا باب۔''

ابتدائے اسلام میں عتیرہ بھی مسلمانوں پر ضروری تھا بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لاَفَرَعَ ولا عتیرہ فرما کر اسے منسوخ فرما دیا...... عتیرہ ایک قربانی تھی جسے لوگ رجب کے مہینہ میں دیا کرتے تھے۔

قربانی نماز عید کے بعد:

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی اس نے اپنی ذات ہی کیلئے ذبح کیا اور جس نے نماز عید کے بعد قربانی کی اس کی قربانی پوری ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کی سنت کو پالیا۔''

(صحیح بخاری۔ کتاب الاُضاحی، باب سنۃ الاضحیۃ، حدیث رقم: ۵۵۴۶۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ف): یہ ایک شرعی مسئلہ ہے اور اسکی مثال دور نبوت میں بھی ملتی ہے کہ ایک صحابی حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ آپ کی قربانی نہیں ہوئی۔ تب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے دوسرا جانور ذبح کیا۔

(صحیح بخاری کتاب الاضاحی)

سنت:

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''آج (عید الاضحیٰ) کے دن کی ابتداء ہم نماز سے کریں گے پھر واپس آ کر قربانی کریں گے جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنّت (طریقے) کے عین مطابق کیا۔''

(صحیح بخاری، کتاب الاضاحی، باب سنۃ الاضحیۃ۔ رقم الحدیث: ۵۵۴۵۔ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

بہترین قربانی:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بہترین قربانی مینڈھے کی ہے اور بہترین کفن حلّہ ہے۔''

(سنن الترمذی، ابواب الاضاحی، باب حدثنا سلمۃ ابن شبیب الخ...... بعد باب الاذان فی اذن المولود، رقم الحدیث: ۱۵۱۷۔ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(ف): حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مینڈھوں کی قربانی فرماتے تھے اس سے بہر حال کسی قدر ترجیح تو معلوم ہوتی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو کوئی قربانی کی وسعت رکھتے ہوئے قربانی نہ

کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔“

(الترغیب والترھیب، کتاب العیدین والاضحیۃ۔ ماجاء فیمن لم یضح مع القدرۃ ج، ۲، ص ۱۰۰، رقم الحدیث: ۸۔ ط، وحیدی کتب خانہ، بشاور)

(ف): یعنی غصہ اور ناراضی کا اظہار فرمایا۔

سینگوں والا چتکبرا مینڈھا:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سینگ والا ایسا مینڈھا لانے کا حکم دیا جو چلتا ہو سیاہی میں (یعنی اس کے پاؤں سیاہ ہوں) اور بیٹھتا ہو سیاہی میں (یعنی اسکا پیٹ بھی سیاہ ہو) اور دیکھتا ہو سیاہی میں (یعنی اسکی آنکھوں کے گرد سیاہ رنگت ہو) پھر ایسا مینڈھا آپ کی خدمت میں لایا گیا تاکہ آپ اس کی قربانی فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

”چھری لائیے“۔ پھر فرمایا: ”اسے پتھر پر تیز کر لیجئے“ انہوں نے ایسا ہی کیا پھر آپ نے چھری لی اور مینڈھے کو لے کر لٹا دیا پھر آپ نے فرمایا:

”بسم اللہ...... یا اللہ! قبول فرمایئے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آل کی طرف سے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اُمت کی طرف سے“۔ پھر اس کی قربانی کر دی۔

(الصحیح المسلم، کتاب الاضاحی، باب استحباب استحسان الضحیۃ وذبحھا مباشرۃ بلاتوکیل والتسمیۃ والتکبیر۔ رقم الحدیث: ۱۹۔ ۱۹۶۷۔ ط، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(ف): معلوم ہوا کہ قربانی کیلئے خوب اہتمام کرنا چاہئے اور اپنی استطاعت کے مطابق اچھے سے اچھا جانور ڈھونڈنا چاہئے۔ اور ذبح کرنے سے پہلے چھری کو تیز کرنا چاہئے تاکہ جانور کو کند چھری کی وجہ سے زیادہ تکلیف نہ ہو۔ اور لٹا کر بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنا چاہئے۔ اور یہ کہ خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مسنون اور مستحب ہے۔

غریبوں، فقیروں کیلئے عظیم خوشخبری:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا: ''مجھے دس ذوالحجہ کے دن عید منانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس امت کیلئے مقرر فرمایا ہے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ اگر میرے پاس ایک بکری کے سوا اور کچھ نہ ہو تو کیا میں اسی کی قربانی کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں! لیکن تم اپنے بال کاٹو، ناخن تراشو، موچھیں کترو، اور اپنے زیر ناف بال مونڈو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہی تمہاری قربانی کیلئے کافی ہے۔''

(سنن نسائی، کتاب الضحایا، باب من لم یجد الاضحیۃ۔ رقم الحدیث: ۴۳۷۲۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ف): یقیناً جس شخص کی ملکیت میں صرف ایک دودھ والی بکری ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے کیونکہ قربانی کے وجوب کے لئے نصاب کا مالک ہونا ضروری ہے۔ اور علّامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ معنیٰ بھی ہوسکتا ہے کہ ''منیحہ'' اس بکری کو کہتے ہیں جو کسی اور نے اسے عاریۃً دودھ پینے کیلئے دی ہو تو یقینی بات ہے کہ وہ بکری اس کی مِلک ہی نہیں ہے اور دوسرے کی مملوکہ چیز کی قربانی کرنا درست نہیں ہے۔ بہر حال کچھ بھی ہو...... وہ صاحب قربانی کی استطاعت نہیں رکھتے تھے تو رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قربانی کا اجر حاصل کرنے کا آسان طریقہ بتا دیا اور اس غریب و نادار شخص کو بھی عید کی خوشیوں اور رحمتوں میں پوری طرح شریک کرلیا...... اس حدیث شریف میں فقراء کیلئے بڑی خوشخبری ہے۔

گوشت رکھ سکتے ہیں:

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے جس نے قربانی کی تو تین دن کے بعد اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ باقی نہیں رہنا چاہئے''۔ اس سے اگلے سال صحابہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! اس

سال بھی پچھلے سال کی طرح کریں؟‘‘

حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’اب (اس سال) کھاؤ، کھلاؤ اور (چاہو تو) جمع کرو۔ پچھلے سال تو لوگ (معاشی) تنگی میں مبتلا تھے اس لئے میں نے چاہا کہ ان حالات میں تم لوگوں کی مدد کرو۔‘‘

(صحیح بخاری۔باب مایوکل من لحوم الاضاحی و مایتزود منھا۔رقم الحدیث:۵۵۶۹۔ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(ف): اس بارے میں کافی ساری روایات موجود ہیں جن سب کا نچوڑ، خلاصہ اور فیصلہ اس روایت میں آ گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ قربانی کا تمام گوشت تین دن میں کھا لیا جائے اور تقسیم کر دیا جائے۔ یہ حکم اس وقت کے حالات کے مطابق ارشاد فرمایا گیا تھا کہ جب مدینہ منورہ کے اردگرد قحط اور فاقے نے ڈیرے ڈال دیئے تھے۔ مگر جب حالات درست ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دن کے بعد بھی قربانی کا گوشت کھانے اور اسے جمع کرنے اور سکھا کر رکھنے کی اجازت مرحمت فرما دی۔

گوشت چلتا رہا مکہ سے مدینہ تک:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قربانی ذبح فرمائی پھر ارشاد فرمایا: ’’اے ثوبان اس کا گوشت بنا کر رکھ لو پھر میں برابر اس میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھلاتا رہا یہاں تک کہ آپ مدینہ منورہ پہنچ گئے۔‘‘

(صحیح مسلم۔کتاب الاضاحی، باب ما کان من النہی عن اکل لحوم الاضاحی بعد ثلاث فی اوّل الاسلام وبیان نسخہ واباحتہ الی متی شاء۔رقم الحدیث: ۳۵۔۱۹۷۵۔ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ف): معلوم ہوا کہ سفر میں توشہ ساتھ رکھنا توکل کے منافی نہیں ہے اور قربانی کے گوشت کو تین دن کے بعد بھی استعمال کرنا جائز ہے۔ دوسری روایت میں تصریح ہے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقع کا ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم تھے۔

ازواج مطہرات کی طرف سے گائے کی قربانی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ (حجۃ الوداع کے سفر کے دوران) آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے مقام سرف میں حائضہ ہوگئی تھیں۔ اس وقت (جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے) آپ رورہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا ہوا؟ کیا حیض آ گیا؟ انہوں نے عرض کیا: ''جی ہاں!'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ تو ایسا معاملہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں (یعنی عورتوں) کیلئے مقرر فرما دیا ہے، آپ حاجیوں کی طرح تمام اعمال حج ادا کرتی رہیں البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کریں۔''

(حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) پھر ہم جب منیٰ میں تھے تو میرے پاس گائے کا گوشت لایا گیا، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الاضاحی، باب الاضحیہ للمسافر والنساء۔ رقم الحدیث: ۵۵۴۸۔ ط، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

(ف): معلوم ہوا کہ جو لوگ حج پر جاتے ہیں اور حج تمتع اور حج قران کے بعد جو دمِ شکر دیتے ہیں وہ قربانی کی طرف سے کافی نہیں ہوتا بلکہ قربانی ایک مستقل واجب ہے جسے پورے اہتمام کے ساتھ ادا کرنا چاہئے...... خواتین کیلئے بھی لازم ہے کہ وہ اس کا اہتمام کریں...... جیسا کہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ گائے کی قربانی خواتین کی طرف سے تھی۔

اُونٹ، گائے کے سات حصّے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں قربانی کی، اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے سات آدمیوں کی طرف سے۔''

(سنن ترمذی۔ ابواب الاضاحی، باب فی الاشتراک فی الاضحیۃ۔ رقم الحدیث: ۱۵۰۲۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

دو مینڈھے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سینگوں والے دو چتکبرے مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا۔

(صحیح بخاری۔ کتاب الاضاحی، باب فی ضحیۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکبشین اقرنین۔ رقم الحدیث: ۵۵۵۴۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ف): اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا زیادہ بہتر، افضل اور مستحب ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس طریقے کو اپنے اندر اور اپنی اولاد میں جاری رکھیں یہ عمل دل میں مضبوطی اور شجاعت بھی پیدا کرتا ہے...... اور تو اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض اپنی بیٹیوں کو حکم دیتے تھے کہ وہ اپنی قربانی کا جانور خود ذبح کریں چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"أَمَرَ ابو موسیٰ بناتَهُ أَن یضحِّین بایدیهن۔"

"حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنی قربانی ذبح کریں۔"

(صحیح بخاری۔ رقم الباب: ۱۰ ص: ۱۰۴۰۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

عیدگاہ کے پاس ذبح:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذبح اور نحر عیدگاہ میں فرمایا کرتے تھے۔"

(صحیح بخاری۔ کتاب الاضاحی، باب الاضحیٰ والمنحر بالمصلّی رقم الحدیث: ۵۵۵۲۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ف): حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں اسی جگہ عیدگاہ کے پاس ذبح اور نحر کرتے تھے جس جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذبح اور نحر فرماتے تھے۔

یاد رہے کہ عام جانور کیلئے ذبح کا لفظ اور اُونٹ کیلئے عموماً نحر کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس طرح کھلے عام ذبح کرنے میں جہاں دوسروں کیلئے اس مبارک عمل میں ترغیب کا سامان ہے وہاں غرباء اور مساکین کیلئے بھی بے حد فائدہ اور سہولت ہے۔

اللہ کی لعنت اس پر جو غیر اللہ کیلئے ذبح کرے:

حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آ کر پوچھا کہ وہ کونسی باتیں ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ (اہل بیت) کو دوسرے لوگوں سے چھپا کر ارشاد فرماتے تھے راوی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ غصے ہوئے اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی ایسی خفیہ بات نہیں بتاتے تھے جسے آپ اور لوگوں سے چھپاتے ہوں۔ ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے چار باتیں ارشاد فرمائیں۔ اس آدمی نے کہا: اے امیر المؤمنین! وہ کونسی باتیں ہیں؟ فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی لعنت اس شخص پر جو اپنے والد پر لعنت بھیجے اور اللہ کی لعنت اس شخص پر جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے اور اللہ کی لعنت اس پر جو مجرم (یا بدعتی) کو پناہ دے اور اللہ کی لعنت اس پر جو زمین کی علامات کو خراب کرے۔''

(صحیح مسلم۔ کتاب الاضاحی، باب تحریم الذبح لغیر اللہ تعالٰی ولعن فاعلہ۔ رقم الحدیث: ۴۳۔۱۹۷۸۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ف): معلوم ہوا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری امت کو دین سکھایا اور اپنے اہل بیت کیلئے کوئی مخصوص وصیتیں یا احکامات اور لوگوں سے چھپا کر ارشاد نہیں فرمائے۔ اور یہ کہ ہر جاندار میں جان اللہ پاک نے رکھی ہے بس اللہ تعالٰی ہی کیلئے اور اللہ تعالٰی کے نام سے اور اللہ تعالٰی کے حکم سے کسی کی جان لینا جائز بنتا ہے پس جو شخص غیر اللہ کیلئے ذبح کرے گا وہ بہت بڑا ظلم کرے گا اور اللہ تعالٰی کی طرف سے لعنت کا مستحق ٹھہرے گا۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان مبارک نصیحتوں کو لکھ کر اپنی تلوار کے غلاف میں محفوظ کر رکھا تھا۔ اور اس روایت سے معلوم ہو گیا کہ انہوں نے اس علم کو تلوار کے نیام میں چھپائے نہیں رکھا بلکہ اور لوگوں تک پہنچایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی تبلیغ فرمائی تقیہ نہیں فرمایا۔

غَیَّرَ منار الارض کا مطلب یہ ہے کہ وہ علامات جو زمین کی حد متعین کرتی ہیں ان کو مٹا کر یا گرا کر دوسرے کی زمین کا کچھ حصہ اپنی زمین میں شامل کرنا۔ یہ عمل قابل لعنت ہے۔

دس سال مسلسل قربانی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال قربانی کرتے رہے۔''

(سنن الترمذی۔ ابواب الاضاحی۔ باب الدلیل علی ان الاضحیۃ سنۃ، رقم الحدیث: ١٥٠٧۔ط، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

قربانی صرف تین دن:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''قربانی کے دو دن ہیں دس ذوالحجہ کے بعد۔''

(جمع الفوائد، ص ٥٣٩، ج ٢)

(ف): یعنی عید الاضحیٰ جو دس ذوالحجہ کو ہوتی ہے اس کے دو دن بعد تک قربانی کی جا سکتی ہے۔ گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو۔ اس کے بعد درست نہیں یہی امت مسلمہ کے سواد اعظم کا مسلک اور طریقہ ہے۔

خون اُونچے مقام تک جا پہنچا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی کا کوئی عمل قربانی کے دن (دس ذوالحجہ) اللہ تعالیٰ کے نزدیک خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام پالیتا ہے اس لئے خوب خوشدلی سے قربانی کیا کرو۔''

(سنن الترمذی۔ ابواب الاضاحی، باب ماجاء فی فضل الاضحیۃ، رقم الحدیث ١٤٩٣۔ط، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(ف): عید الاضحیٰ کے دن اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے محبوب عمل قربانی کا جانور ذبح کرنا

ہے۔بس بات ہی ختم ہوگئی اب کسی کی فلاسفری اور چوں چوں سے متاثر نہیں ہونا چاہئے۔آج کی دنیا سر سے پاؤں تک اسراف،فضول خرچی،بخل اور نمائشی اخراجات میں ڈوبی ہوئی ہے مگر اس کے باوجود کچھ تاریک ذہن لوگوں کو دو چار ہزار روپے کی قربانی کے بدلے دنیا بھر کے غریبوں کی یاد ستانا شروع کر دیتی ہے۔یہ لوگ شیطان اور شیطانی طاقتوں کے نمائندے اور بھیڑ کی صورت میں بھیڑیئے ہیں یہ ہم سے ہماری دینی خوشیاں چھیننا چاہتے ہیں مسلمانوں کو چاہئے کہ ان کی ایک نہ سنیں اور قربانی کے معاملے میں مزید ترقی کریں۔

سینگ اور کھر وغیرہ کسی کام نہیں آتے مگر وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچتے ہیں اب خود ہی اندازہ لگالیں کہ قربانی کا کیا مقام ہے۔

آقا مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قربانی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اور دوسری اپنی طرف سے ان سے پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: ''مجھے اس کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا تھا اس لئے میں اس عمل کو کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا۔''

(سنن الترمذی۔ابواب الاضاحی،باب ماجاء فی الاضحیۃ عن المیت۔رقم الحدیث: ۱۴۹۵۔ط،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(ف): اب بھی کئی خوش نصیب یہ سعادت حاصل کرتے ہیں۔

وہ جانور جن کی قربانی جائز نہیں:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت فرماتے ہیں:

''قربانی نہ کی جائے ایسے لنگڑے جانور کی جس کا لنگڑا پن واضح ہو اور نہ ایسے کانے جانور کی جس کا کانا پن ظاہر ہو اور نہ ایسے بیمار جانور کی جس کی بیماری ظاہر ہو اور نہ ایسے کمزور جانور کی جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔''

(سنن الترمذی،ابواب الاضاحی،باب مالا یجوز من الاضاحی۔رقم الحدیث: ۱۴۹۷۔ط،دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(ف): قربانی کی اجازت ملنا انسان کی سعادت ہے کہ ربّ نے اس سے کچھ مانگا اور پھر اسے قبول بھی فرمایا...... حالانکہ سب کچھ ربّ ہی کا دیا ہوا ہے۔ پھر کیوں نہ بڑھ چڑھ کر اس سعادت سے اپنی جھولی بھری جائے اور کیوں نہ صحیح سالم صحتمند اور خوبصورت جانور پیش کرتے ہوئے عرض کیا جائے یا ربّ! آپ کیلئے تو جان بھی ہمہ وقت حاضر ہے۔

کان کٹا نہیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منع فرمایا کہ ہم ایسے جانور کی قربانی کریں جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو یا کان کٹا ہوا ہو۔''

(سنن ابن ماجہ، کتاب الاضاحی، باب ما یکرہ ان یضحی بہ۔ رقم الحدیث: ۳۱۴۵۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تین چیزیں...... پہلے ممنوع اب جائز:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں تین چیزوں سے منع کیا تھا قبروں پر جانے سے پس اب تم قبروں پر جا سکتے ہو قبروں کی زیارت تمہارے لئے زیادتیٔ خیر کا ذریعہ بنے گی اور میں نے تمہیں قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے منع کیا تھا مگر اب تم کو اجازت ہے کہ کھاؤ اور جب تک چاہو سنبھال رکھو اور میں نے تمہیں بعض (مخصوص) برتنوں میں (نبیذ) پینے سے روکا تھا مگر اب تمہیں اجازت ہے کہ جس برتن میں چاہو پیو (البتہ) نشہ آور چیز نہ پیو۔''

(سنن نسائی، کتاب الضحایا، باب الاذن فی ذلک۔ رقم الحدیث: ۴۴۳۶۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ف): شرک کی جڑ کاٹنے کیلئے زیارت قبور سے روکا گیا تھا پھر جب دل سیدھے اور عقیدے درست ہو گئے تو اجازت مل گئی...... کیونکہ سیدھے دل اور درست عقیدے والا شخص قبروں کو دیکھ کر اور سدھر جاتا ہے اور دنیا کے فانی ہونے کا یقین اس کے دل میں اور پختہ ہو جاتا

ہےاور اسے یہ فکر لگ جاتی ہے کہ قبر اور آخرت کی بھی تیاری کرلوں۔اسی طرح مسلم معاشرے سے شراب کی جڑ کاٹنے کیلئے ان تمام برتنوں میں کھجور کا شربت (نبیذ) تک پینے سے روک دیا گیا جو مئے کشی کیلئے استعمال ہوتے تھے تا کہ قلوب میں شراب کی نفرت بھر جائے۔ پھر جب مقصد حاصل ہو گیا تو برتنوں پر سے پابندی ہٹ گئی۔اسی طرح لوگوں کے فقر و فاقہ کی وجہ سے قربانی کے گوشت کو ذخیرہ کرنے سے روکا گیا مگر بعد میں اس کی اجازت عطا فرما دی گئی۔

اُمت پر شفقت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قربانی کے دن یعنی عید قربان کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہی وسفیدی مائل، سینگوں والے دو خصی مینڈھوں کی قربانی کی جب آپ نے ان کا رخ صحیح قبلہ کی طرف کرلیا تو یہ دعا پڑھی "انی وجهت وجهی للذی الخ... اللّٰهم منك ولك عن محمّد وامته بسم الله و الله ا كبر" (میں نے اپنا رخ اس اللہ کی طرف کرلیا جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے طریقے پر ابراہیم علیہ السلام کے ہر طرف سے یکسو ہو کر میں شرک والوں میں سے نہیں ہوں، میری نماز و عبادت اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ رب العالمین کیلئے ہے اس کا کوئی شریک ساجھی نہیں اور مجھے اس کا حکم ہے اور میں حکم ماننے والوں میں ہوں اے اللہ یہ قربانی تیری ہی طرف سے اور تیری ہی توفیق سے ہے اور تیرے ہی واسطے ہے محمد کی طرف سے اور ان کی امت کی طرف سے بسم الله و الله ا كبر) یہ دعا پڑھ کر آپ نے مینڈھے پر چھری چلائی اور اس کو ذبح کیا...... دوسری روایت میں آخری حصہ اس طرح ہے کہ آپ نے اللّٰهمّ منك ولك کہنے کے بعد اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور زبان سے کہا: بسم الله و الله ا كبر (اے اللہ یہ میری جانب سے اور میرے ان اُمتیوں کی جانب سے جنہوں نے قربانی نہ کی ہو)۔

(سنن ابی داود، کتاب الضحایا، باب مایستحب عن الضحایا۔ رقم الحدیث: ۲۷۹۵۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

پوری عمر والا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (قربانی میں) ذبح نہ کرو مگر مسنّہ (پوری عمر کا جانور) ہاں اگر مسنّہ ملنا مشکل ہو تو بھیڑ، دنبہ کا جَذْعَہ (ایک سال سے کم اور چھ ماہ سے زائد والا) ذبح کرو۔"

(سنن ابی داود، کتاب الضحایا، باب ما یجوز فی الضحایا من السن۔ رقم الحدیث: ۲۷۹۷۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ف): بکریوں میں مسنّہ وہ ہے جس کی عمر ایک سال پوری ہو چکی ہو۔

ایک سال سے کم عمر کا دُنبہ:

حضرت ابو کباش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چھ مہینے کی عمر کے دنبوں کا ریوڑ لے کر مدینہ منورہ آیا مگر وہ نہ بکے پھر میری ملاقات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بہترین قربانی چھ ماہ کی بھیڑ کی ہے پس (یہ سنتے ہی) لوگوں نے ان دنبوں کو جلدی جلدی خرید لیا۔

(سنن الترمذی، ابواب الاضاحی، باب فی الجذع من الضان فی الاضاحی، رقم الحدیث: ۱۴۹۹۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ف): بھیڑ اور دنبہ اگر ایک سال سے کم اور چھ ماہ یا اس سے زائد کا ہو مگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا نظر آتا ہو تو اس کی قربانی بلاشبہ جائز ہے۔ حدیث شریف میں اسی کا تذکرہ ہے۔

قربانی کے جانور کی آنکھوں اور کانوں کا معائنہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گائے کی قربانی سات افراد کیلئے کافی ہے (راوی کہتے ہیں) میں نے پوچھا اگر وہ (قربانی کیلئے خریدنے کے بعد) بچہ جنے؟ فرمایا اس کو بھی گائے کے ساتھ ذبح کر دو۔ میں نے پوچھا لنگڑی کا کیا حکم ہے؟ تو ارشاد فرمایا: "اگر (خود چل کر) قربان گاہ تک پہنچ جائے تو ٹھیک ہے۔" میں نے پوچھا: "جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو اس کا کیا حکم ہے؟" فرمایا: "اس میں کوئی حرج نہیں۔" ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم قربانی

والے جانور کی آنکھوں اور کانوں کو اچھی طرح دیکھ لیں۔

(سنن الترمذی، ابواب الاضاحی، باب فی الضحیۃ بعضباء القرن والاذن۔رقم الحدیث:۱۵۰۳۔ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ف): دوسری روایت میں ہے کہ سینگ ٹوٹے ہوئے جانور کی قربانی سے منع کیا گیا ہے علماء کرام نے دونوں احادیث کو جمع فرمایا ہے کہ اگر سینگ جڑ سے ٹوٹ گئے تو قربانی منع اور اگر اوپر سے ٹوٹ گئے تو جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کا عمل:

ایک صاحب نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے قربانی کے بارے میں پوچھا کہ آیا یہ واجب ہے؟ آپ نے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں نے قربانی کی۔ اس شخص نے اپنا وہی سوال دھرایا تو آپ نے فرمایا کیا تم سمجھتے نہیں؟ (کہ اس کا کیا مطلب ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں نے قربانی کی۔

(سنن الترمذی، ابواب الاضاحی، باب الدلیل علی أن الاضحیۃ سنۃ۔رقم الحدیث:۱۵۰۶۔ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بال اور ناخن نہ تراشیں:

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کوئی قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں (کو کاٹنے) سے رکا رہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب نہی عن دخل علیہ عشر ذی الحجۃ وھو یرید التضحیۃ ان یاخذ من شعرہ واظفارہ شیأ۔ رقم الحدیث:۴۱، ۱۹۷۷۔ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ف): اکثر اہل علم کے نزدیک یہ حکم استحبابی ہے اور علماء کرام نے اس کی مختلف حکمتیں ڈھونڈنے کی کوشش کی ہے۔ بعض علماء کا ارشاد ہے کہ وہ اپنے جسم کے تمام اجزاء کے ساتھ قربانی کے وقت جہنم کی آگ سے نجات پائے بعض علماء کا فرمانا ہے کہ حجاج کرام کے ساتھ جزوی مشابہت کیلئے یہ حکم دیا گیا ہے۔ جبکہ یہ بھی ممکن ہے کہ جانور کی قربانی کے ساتھ اپنے جسم

کے بعض اجزاء کی قربانی بھی پیش کروانا مقصود ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کھال نہ بیچیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اپنی قربانی کی کھال فروخت کردی تو اس کی قربانی نہیں ہوئی۔''

(الترغیب والترہیب ص ۱۰۰، ج ۲ باب: من باع جلد اضحیتہ۔ رقم الحدیث: ۹۔ ط، وحیدی کتب خانہ، پشاور)

(ف): اس لئے شرعی مسئلہ پہلے گزر چکا ہے کہ اگر کھال فروخت کردی تو اس کی قیمت صدقہ کردے۔

فخر کی تباہی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان جانوروں کے کھانے سے منع فرمایا جنہیں (عرب کے) بدّو فخر کے طور پر ذبح کرتے ہیں۔''

(سنن ابی داود، کتاب الضحایا، باب ماجاء فی اکل معاقرة الاعراب، رقم الحدیث: ۲۸۲۰۔ ط، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(ف): دور جاہلیت میں لوگ دکھاوے کیلئے اور ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کیلئے جانور ذبح کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے جانوروں کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا جنہیں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے اور ریاکاری کیلئے بطور فخر ذبح کیا جاتا تھا......اس لئے مسلمانوں کو چاہئے کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر اپنی نیت خالص اللہ تعالیٰ کیلئے رکھیں اور فخریہ مقابلے بازی اور دکھلاوے میں مبتلا نہ ہوں اور نہ ہی ایک دوسرے کو نیچا دکھلانے کیلئے جانور خریدیں اور ذبح کریں اور نہ ہی قربانی کو محض ایک رسم سمجھ کر حرام طریقوں سے جانور حاصل کر کے ذبح کریں۔

کون ذبح کرے؟:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعض اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے اور ان میں سے بعض کو دوسرے لوگوں نے ذبح کیا۔''

(سنن النسائی، کتاب الضحایا، باب ذبح الرجل غیر اضحیتہ۔ رقم الحدیث: ۴۴۲۶۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(ف): اونٹوں کی تعداد زیادہ تھی اکثر تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ذبح فرمائے جبکہ بعض کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ذبح کیا۔ الغرض اپنی قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا مسنون اور پسندیدہ ہے اور کسی دوسرے سے ذبح کروانا بھی جائز ہے۔

ذبیحہ کو راحت پہنچاؤ:

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو باتیں یاد کی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں میں احسان (بھلائی حسن سلوک اور اچھائی) کا حکم دیا ہے پس جب تم قتل کرو تو آسان طریقے سے قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو تم میں سے کوئی شخص ذبح کرنے لگے تو اپنی چھری کو تیز کرلے اور ذبیحہ کو راحت پہنچائے۔''

(سنن النسائی، کتاب الضحایا، باب حسن الذبح۔ رقم الحدیث: ۴۴۲۱۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

تیز اور آرام دہ ذبح:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا چھریوں کو تیز کرنے کا اور انہیں جانوروں سے چھپانے کا اور فرمایا جب تم میں سے کوئی ذبح کرے تو تیزی سے ذبح کرے۔''

(الترغیب والترھیب۔ باب ماجاء فی الأمر بتحسین القتلۃ والذبحۃ، رقم الحدیث: ۳، ص ۱۰۱، ج ۲۔ ط، وحیدی بشاور)

(ف): ان تمام امور میں جانور کے لئے آسانی، راحت اور سہولت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

عید کا افضل ترین عمل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دس ذوالحجہ (عید الاضحیٰ) کے دن کے بارے میں فرمایا: آدمی کا کوئی عمل اس دن خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ افضل نہیں ہے مگر یہ کہ صلہ رحمی کی جائے (یعنی اس قریبی رشتہ دار سے تعلق جوڑا جائے جس سے قطع تعلق کیا ہوا ہو)۔

(الترغیب والترہیب، باب الترغیب فی الاضحیۃ۔رقم الحدیث: ۲۔ط، وحیدی کتب خانہ، بشاور)

جانور کو نہ ڈراؤ، نہ ستاؤ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک ایسے شخص کے پاس سے گذرے جو ایک بکری (کو گرا کر اس) پر اپنا پاؤں رکھے کھڑا تھا اور اپنی چھری کو تیز کر رہا تھا اور بکری اس کی طرف دیکھ رہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا اس (کو گرانے) سے پہلے یہ کام نہیں کر سکتے تھے کیا تم اس کو دوبار مارنا چاہتے ہو۔''

(الترغیب والترہیب۔باب الترھیب من المثلۃ بالحیوان ومن قتلہ بغیر الاکل وما جاء فی الامر بتحسین القتلۃ والذبحۃ۔ص ۱۰۱، ج ۲، رقم الحدیث: ۲۔ط، وحیدی کتب خانہ، بشاور)

(ف): حاکم کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس شخص سے فرمایا تم نے اسے گرانے سے پہلے چھری تیز کیوں نہیں کی...... مطلب یہ ہے کہ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے کوئی ایسی حرکت کرنا جس سے وہ خوفزدہ ہو جائے منع ہے۔

ہر بال کے بدلے نیکی:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''یہ تمہارے والد ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا: پھر ہمارے لئے ان قربانیوں میں کیا اجر ہے یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔'' انہوں نے عرض کیا: کیا اون کا بھی یہی حساب ہے (کہ ہر ریشہ کے بدلے ایک نیکی) یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! اُون کے ہر بال کے بدلے بھی ایک نیکی۔''

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب الاضاحی، باب ثواب الاضحیۃ، رقم الحدیث: ۳۱۲۷۔ ط، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

خون کا پہلا قطرہ......نوید بخشش:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ اُٹھو! اپنی قربانی کی طرف اور ذبح کے وقت اس کے پاس موجود رہو کیونکہ اس کے خون کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی تمہارے پچھلے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے...... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) یہ فضیلت خاص طور پر ہم اہل بیت کیلئے ہے یا ہمارے اور تمام دوسرے مسلمانوں کیلئے ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے لئے بھی ہے اور دوسرے تمام مسلمانوں کیلئے بھی ہے۔''

(الترغیب والترھیب۔ باب الترغیب فی الاضحیۃ، ص ۹۹، ج ۲، رقم الحدیث: ۳۔ ط، وحیدی کتب خانہ، پشاور)

(ف): دوسری روایت میں بیان ہو چکا ہے کہ خون کا قطرہ زمین پر بعد میں گرتا ہے جبکہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا مقام پالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا ایک لازمی خاصہ ہے کہ انسان کی بخشش ہو جائے گی۔ سبحان اللہ بہت اعلیٰ بشارت ہے۔ قربانی ذبح کرتے وقت اس کا مراقبہ کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے لوگو قربانی کرو اور اس کے خون پر اللہ تعالیٰ سے اجر کے امیدوار رہو بے شک خون اگرچہ زمین پر گرتا ہے مگر وہ اللہ تعالیٰ کی امان میں جا پہنچتا ہے۔''

(الترغیب والترھیب۔ باب الترغیب فی الاضحیۃ، ص۱۰۰، ج۲، رقم الحدیث: ۴ط، وحیدی کتب خانہ، بشاور)

اللہ تعالیٰ کا محبوب خرچہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس چاندی کو خرچ کر کے عید کی قربانی کا جانور خریدا گیا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر خرچ سے زیادہ محبوب ہے۔''

(الترغیب والترھیب۔ باب الترغیب فی الاضحیۃ، ص۱۰۰، ج۲، رقم الحدیث: ۶۔ط، وحیدی کتب خانہ، بشاور)

(ف): الورق عربی زبان میں چاندی کو کہتے ہیں اس زمانے میں عمومی طور پر خرید و فروخت چاندی کے سکے یعنی درہم کے ذریعہ ہوتی تھی۔ اب چونکہ کاغذی کرنسی کا چلن ہے اس لئے یہ فضیلت روپے خرچ کرنے پر بھی ہوگی۔

ستّر گنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے فاطمہ! (رضی اللہ عنہا) اُٹھو اور اپنی قربانی کے پاس (ذبح کے وقت) موجود رہو بے شک اس کا پہلا قطرہ ٹپکتے ہی تمہارے لئے تمام گناہوں سے مغفرت لکھ دی جائے گی اور یہ قربانی قیامت کے دن اپنے گوشت اور خون کے ساتھ ستّر گنا بڑھا کر تمہارے میزان (حسنات) میں رکھی جائے گی۔''

(الترغیب والترھیب۔ باب الترغیب فی الاضحیۃ، ص۱۰۰، ج۲، رقم الحدیث: ۳۔ط، وحیدی کتب خانہ، بشاور)

جہنم سے آڑ:

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’جس نے خوشدلی کے ساتھ اور اجر کی امید سے قربانی کی تو یہ قربانی اس کے لئے جہنم سے حجاب (یعنی آڑ اور بچنے کا ذریعہ) بن جائے گی۔‘‘

(الترغیب والترھیب۔ باب الترغیب فی الاضحیۃ، ص ۱۰۰، ج ۲، رقم الحدیث: ۵۔ ط، وحیدی کتب خانہ، بشاور)

و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیّدنا

و مولانا محمد و اٰلہٖ و صحبہ اجمعین۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ



